یتلوا علیھم آیٰتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ

خطباتِ محمود

جلد ہشتم

افادات

مولانا مفتی محمود ابن مولانا سلیمان حافظجی بارڈولی دامت برکاتہم

جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل، سملک، گجرات، ہند

نورانی مکاتب

يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ۔

خطباتِ محمود

جلد ہشتم

افادات

مفتی محمود بن مولانا سلیمان حافظ جی بارڈولی دامت برکاتہم

جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل، سملک

ناشر

نورانی مکاتب

www.nooranimakatib.com

تفصیلات

نام کتاب: ....خطباتِ محمود (جلد ہشتم)

افادات: ....مفتی محمود صاحب بارڈولی دامت برکاتہم

صفحات: ۲۶۰

ناشر: ....نورانی مکاتب

ملنے کے پتے

مولانا یوسف صاحب آسنوی، سملک، آسنا۔98240,96267

Email id: yusuf_bhana@hotmail.com

ادارۃ الصدیق ڈابھیل، گجرات۔99048,86188 \ 99133,19190

الامین کتابستان دیوبند، یوپی۔01336,221212

زم زم بک ڈپو، دیوبند۔Mo.09359229903

جامعہ دارالاحسان، بارڈولی، سورت، گجرات

جامعہ دارالاحسان، نواپور، نندوربار، مہاراشٹر

اجمالی فہرست

تفصیلی فہرست

حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی کا واقعہ

ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا واقعہ

کلماتِ بابرکت

حضرت الاستاذ مولانا قاری یوسف علی صاحب بھٹیؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً

چار دن قبل ۲۸ / جمادی الاخری ۱۴۳۷ھ کو حضرت والد صاحب (صوفی احمد صاحب بھٹیؒ) نور اللہ مرقدہ کا سانحۂ وفات پیش آیا، برد اللہ مضجعہ واعلیٰ اللہ درجاتہ في جنۃ النعیم۔

بندہ اس وقت سے مسلسل کوشش وفکر میں تھا کہ جلد از جلد والد صاحب نور اللہ مرقدہ کی مرقدِ مبارک پر حاضری دوں اور اپنی بڑھیا، ضعیفہ ونحیفہ ماں اور دیگر اہلِ خانہ کی تعزیت کروں، اسی سلسلے میں ان دنوں وطنِ مالوف حاضری ہوئی، بندے کی آمد کا جیسے جیسے دوست واحباب و متعلقین کو علم ہوتا گیا تعزیت وملاقات کی غرض سے تشریف لاتے رہے، اسی نسبت سے میرے کرم فرما عزیزم مفتی محمود صاحب بارڈولی سلمہ العزیز کی بھی تشریف آوری ہوئی، ساتھ ساتھ اپنی تصنیفاتِ جدیدہ: خطباتِ محمود جلد ہفتم اور دیکھی ہوئی دنیا کا گراں قدر ہدیہ بھی بندے کے لیے لیتے آئے، فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

مفتی صاحب کی واپسی کے بعد بندے نے کتاب کو سرسری نظر کی نیت سے جو کھولا تو کتاب کی مقناطیسیت نے اس طرح کھینچ لیا کہ نہ کھانے کا ہوش، نہ پینے کی رغبت، نہ سونے کا تقاضا؛ بلکہ سارے تقاضوں کو کتاب کے حسنِ ظاہری وباطنی نے اس طرح اپنے دامِ فریب میں جکڑ لیا کہ نشستِ واحد میں کتاب کی ایک معتد بہ مقدار کو بلا کسی تھکاوٹ، کاہلی وسستی کے پڑھ ڈالا۔

واقعی کتاب اسم بامسمیٰ ہے، ظاہر وباطن دونوں ہی محمود ہے، گر ظاہر دیدہ زیب ہے تو باطن پر کیف۔

اخیر میں اعترافِ حقیقت کے طور پر بلا کسی تصنع کے عرض ہے، بندہ تو اپنی نا اہلیت کی بنا پر اس قدر بھاری بھر کم خدمت سے تہی دست ہے؛ لیکن اپنے ان شاگردوں کو دیکھ کر بے حد خوشی محسوس کرتا ہے، ہمارے یہ بچے (اب مفتی صاحب بچے نہیں رہے؛ بلکہ رجلِ رشید بن چکے ہیں) ماشاءاللہ! دین کی خدمت ہر نوع سے بہترین انداز سے کر رہے ہیں، گر ایک طرف مسندِ درس وتدریس کی زینت بنے ہوئے ہیں تو جانبِ دیگر اپنے پر مغز خطابات وزورِ قلم سے پیاسی قوم کو سیراب کرتے نظر آرہے ہیں، خداوند تعالیٰ نظرِ بد سے بچائے اور تادمِ واپسیں خدمتِ قرآن وحدیث کے لیے مقبول فرمائے۔

ساتھ ساتھ یہ امید لگائے بیٹھے ہیں کہ کل کو ہم تو مردہ لاشہ بن کر قبر کی اندھیری میں پڑے ہوں گے؛ لیکن یہ ہمارے مخلص صاحبِ علم وعمل شاگرد الباقیات الصالحات بن کر آخرت کے لیے ذخیرہ بنے رہیں گے۔

خداوند تعالیٰ اپنے فضل سے بے انتہا قبول فرمائے۔

نیز دعا گو ہوں کہ مفتی صاحب سلمہ کی زبان وقلم سے جاری یہ خدمات مقبولِ خاص و عام ہو، نفع تام ہو، مقبول عند الناس ہو، ماجور عند اللہ بھی ہو، ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد۔ فقط والسلام

بندہ: یوسف علی بھٹیؒ غفرلہ

حال مقیم ریونین

۳/ذی قعدہ ۱۴۳۷ھ

پیش خدمت

حضرت الاستاذ مولانا محمد ابراہیم صاحب پٹنی دامت برکاتہم العالیہ

حسبِ عادت اپنے خطبات کی اِس آٹھویں جلد کا مکمل ثواب اپنے مشفق استاذ حضرت الحاج مولانا محمد ابراہیم پٹنی دامت برکاتہم کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ صحت و عافیت کے ساتھ آپ کے سایۂ عاطفت کو تا دیر ہم طالبِ علموں پر باقی رکھے، آمین۔

حضرت الاستاذ سے علمی استفادے کی یادگاریں حسبِ ذیل ہیں:

(۱) درجۂ عربی دوم کے سال سالانہ امتحان مکمل آپ نے لیا، اس وقت آپ دارالعلوم ماٹلی واڑا میں مدرس تھے۔

(۲) جامعہ ڈابھیل میں درجۂ عربی چہارم میں سفینۃ البلغاء اور قطبی۔ عربی ششم میں ہدایہ ثالث، جلالین: جلدِ ثانی۔ دورۂ حدیث میں ابوداؤد شریف مکمل اور شیخ الحدیث مولانا اکرام علی صاحب بھاگلپوری کے سفر کی مناسبت سے ترمذی شریف جلدِ اول کا کچھ حصہ، شمائلِ ترمذی مکمل پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

حضرت الاستاذ کی خصوصی عنایتوں کی وجہ سے ابوداؤد شریف کی اکثر عبارت پڑھنے کی بندے کو سعادت حاصل ہوئی۔

(۳) بندے کے درجۂ عربی چہارم کے سال دارالعلوم ماٹلی واڑا میں پورے گجرات کے مدارس کے طلبہ کے مابین ایک تقریری مسابقہ ہوا تھا، اس موقع پر حضرت الاستاذ نے مولانا سید بدرِ عالم میرٹھی مرحوم کی کتاب ''جواہر الحکم'' اور دوسرے اہم

مراجع کے ذریعے سے ایک عمدہ مضمون مرتب کرنے میں بڑی مدد فرمائی تھی جو اس مسابقے میں ایک امتیازی مضمون رہا تھا۔

ایک سال حضرت والا کے ساتھ حجِ بیت اللہ کی ادائیگی کی سعادت حاصل ہوئی، جس میں علمی اور عملی استفادہ کا موقع بکثرت ملا۔

سفرِ حج میں آٹھ ذی الحجہ کو منیٰ میں ایک دعا سنائی جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے، بڑی پیاری اور بڑی عمدہ دعا ہے:

اَللّٰھُمَّ إِنَّکَ أَنْتَ کَمَا أُحِبُّ، فَاجْعَلْنِيْ کَمَا تُحِبُّ۔

ترجمہ: اے اللہ! بے شک تیری ذات ایسی ہے جو مجھے محبوب ہے؛ لہٰذا مجھے بھی اپنا ایسا بندہ بنادے جو تجھے محبوب ہو۔

شمائلِ ترمذی جس دن شروع کروائی اس روز مولانا جامی مرحوم کی ایک نعتیہ رباعی درس میں سنائی، وہ اشعار بندے نے ملک و بیرون ملکوں میں کئی مرتبہ بیانات میں سنائے، پھر بندے نے حضرت الاستاذ کو حوالے کے سلسلہ میں خط لکھا تو اس کا جو جواب آیا وہ حسب ذیل ہے:

سلام مسنون!

نعتیہ رباعی اس طرح ہے:

فقم قم یا حبیبی کم تنامی	بشوقت جاں بلب آمد تمامی
ہمہ پیغمبراں در جستجویت	نشانم دہ کہ تو در چہ مقامی
امید خلعتِ شاہی ندارم	بسر دارم زتو داغ غلامی

قطرۂ دردِ دلِ جامی چوں در دریا افگنی
سینہ سوزاں ، دل تپاں ماہی ز آب آید بیروں

حوالہ تو مجھے بھی یاد نہیں، آخر حوالے کے لیے آپ بے تاب کیوں ہے؟

یہ کوئی حوالہ طلب مسئلہ ہے نہیں، اگر آپ کو حوالہ کا زکام نہیں لگا ہے تو استاذ سے سننا ہی کافی ہے۔

والسلام

محمد ابراہیم پٹنی حفظہ اللہ بھٹی

۱۸/ربیع الاول ۱۴۳۵ھ

مدینۂ منورہ کے قیام کے وقت مدینۂ پاک کے سلسلے میں ایک عجیب شعر ایک نرالی توجیہ کے ساتھ سنایا، وہ شعر یہ ہے:

عیاں ہے مدینہ سے معجزۂ شق قمر	''مہ'' نے شق ہو کر لیا ہے دین کو آغوش میں

لفظِ مدینہ کے شروع سے ''میم'' اور آخر سے ''ہ'' نکال کر ملاؤ تو ''مہ'' بمعنیٰ چاند ہوا، اس کے بیچ میں ''دین'' باقی رہ جاتا ہے؛ گویا ماہ مدینہ نے دین کو اپنے اندر سمو لیا ہے۔

حضرت الاستاذ کے قریبی تعلق والے ایک صاحب کے بیٹے کا نکاح تھا تو انھوں نے آپ سے بندے کے نام ایک پرچی لکھوائی جس کا ہر ہر حرف میرے لیے سعادت کا تھا، وہ حسبِ ذیل ہے:

عزیزم سلمہ

حاملِ رقعہ جناب ابراہیم بھائی متمنی ہے کہ آپ ان کے صاحب زادے کا

عقدِ نکاح کرائیں،تھوڑا وقت دے کران کا پروگرام سرانجام کریں گے امید کرتا ہوں۔

فقط ابراہیم

مکتب کے بچوں کے لیے حضرت الاستاذ نے ایک تختی مرتب فرمائی تو وہ تختی از راہِ شفقت بندے کے لیے حسبِ ذیل تحریر کے ساتھ ارسال فرمائی:

ازابراہیم حفظہ اللہ تعالیٰ

بخدمت کرم فرمائے مازیدمجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تختی اوراس کے ہمراہ ہدایات کا بغور مطالعہ فرما کرکوئی چیز خوبی والی اضافہ کے قابل ہو تو تحریر فرمائیں گے کھلے دل سے۔۔۔کروں گا، حاملِ رقعہ کو فقط پانچ (۵)روپیے عنایت کیجیے۔

والسلام

محمدابراہیم پٹنی بھٹئی

اِس وقت بھی اپنے استاذ محترم کی دعا،توجہات اورنصائح سے بار بار استفادے کا موقع ملتا رہتا ہے اورانھیں کی دعاؤں کے ثمرات ہمیں برابر حاصل ہوتے رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ صحت وعافیت کے ساتھ آپ کے سایۂ عاطفت کوتادیرہم پر باقی رکھے،آمین۔

محمود بارڈولی

جامعہ اسلامیہ ڈابھیل

پیش لفظ

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ و کفٰی و سلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی

بعد الحمد و الصلوٰۃ

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے خطباتِ محمود کی آٹھویں جلد منظرِ عام پر آ رہی ہے، اللہ تعالیٰ اس کو بھی شرفِ قبولیت سے نوازے، یہ تمام خطبات ملاوی میں مستورات کے مجمع کے ہیں، صرف ایک بیان نواپور کا ہے جو ۲۰۰۱ء میں کچھ کے زلزلے کے موقع پر کیا گیا تھا۔

اس جلد میں جن جن حضرات نے جس طرح حصہ لیا ہے میں ان تمام کا شکریہ ادا کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ دارین میں اپنی رضا سے مالا مال فرماوے اور ان کو اور ان کی نسلوں کو دین کی مقبول خدمات کے لیے قبول فرماوے۔

اس موقع پر میں اسباب کی دنیا میں میرے ایک بڑے محسن اور مخلص حاجی امتیاز بھائی ماسٹر کا خصوصی شکریہ ادا کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ ان کو اور ان کے خاندان اور ان کی نسلوں کو دنیا اور آخرت میں اپنی رضائے کاملہ عطا فرمائے، دنیا اور آخرت میں ان کے سلوک کا بہترین بدلہ ملے۔

ان کی والدہ حاجن شریفہ بی بی ماسٹر جن کا رمضان المبارک ۱۴۳۰ھ میں چپاٹا زامبیا میں انتقال ہو گیا، اللہ ان کی بھرپور مغفرت فرماوے، اللہ ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرماوے اور ان کی تمام حسنات کو قبول فرماوے اور امتیاز بھائی کے

والد صاحب کو صحت، عافیت اور لمبی عمر سے اللہ تعالیٰ نوازے، امتیاز بھائی کی دنیوی عنایات کے بدلے میں اللہ ان کو دنیوی واخروی اپنی عنایات سے مالا مال فرماوے ،خطبات کی اس جلد کا ثواب بھی ان کی والدہ مرحومہ کو پہنچتا رہے۔

محمود بارڈولی
جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل سملک
مورخہ: ۱۵؍ربیع الاول ۱۴۳۸ھ
مطابق
۱۵؍دسمبر ۲۰۱۶ء

حضرت زکریا علیہ السلام

کی

بیوی کا واقعہ

اقتباس

وہ اللہ جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا؛ یعنی حضرت آدم علیہ السلام میں سے تمام مرد وعورت کو اللہ نے پیدا فرمایا اور آدم علیہ السلام میں سے اللہ نے ان کی بیوی حوا کو پیدا فرمایا۔

یہ انسان کے لیے جوڑا (cupel) مرد کے لیے عورت، عورت کے لیے مرد دونوں ایک جنس اور ایک ذات میں سے ہے، یہ بھی اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے۔

آگے اللہ فرماتے ہیں: اللہ نے مرد کے لیے عورت کو بنایا؛ تاکہ سکون حاصل کریں۔

اس لیے دینی بہنو! میاں بیوی کے درمیاں سکون اور چین ہو تو دنیا ان کے لیے جنت کا نمونہ بن جاتی ہے اور اگر سکون، چین زندگی میں نہ ہو تو دنیا جہنم کا نمونہ بن جاتی ہے، قرآن میں اللہ تعالیٰ نے اس کو خاص طور پر بیان کیا۔

آج کل اس دنیا کی جو ایک نئی ترتیب ہے اس ترتیب میں سکون ختم ہوتا جارہا ہے، نئی ترتیب کون سی؟

عورتوں میں بے پردگی کا آنا، اس سے سکون ختم ہوتا ہے۔

عورت کا گھر سے باہر نکل کر کاروبار میں جانا، دکان پر جانا، یہ سکون کو ختم کرنے کا زریعہ بننے والی چیز ہے۔

دینی بہنو! شریعت پر عمل کرنے کی برکت سے ان شاء اللہ! اللہ تعالیٰ میاں بیوی دونوں کو سکون اور چین عطا کریں گے، کام خدائی تقسیم کے مطابق کرو، مرد گھر کے باہر کے کام کریں اور عورتیں گھر کے اندر کے کام کریں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

أَلْحَمْدُ لِلّٰه نَحْمَدُه وَنَسْتَعِيْنُه وَنَسْتَغْفِرُه وَنُؤْمِنُ بِه وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰه مِنْ شُرُوْرِاَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا،مَنْ يَّهدِهِ اللّٰهُ فَلَامُضِلَّ لَه وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَاهادِىَ لَه وَنَشْهدُ اَنْ لَّااِلٰـہَ اِلَّااللّٰهُ وَحْدَه لَاشَرِيْک لَه وَنَشْهدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَ شَفِيْعَنَا وَحَبِيْبَنَا وَاِمَامَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّداً عَبْدُه وَرَسُوْلُه،صَلَوَاتُ اللّٰهِ تَبَارَک وَتَعَالٰى عَلَيْهِ وَ عَلٰى اٰلِه وَاَصْحَابِه وَذُرِّيَّاتِه وَ اَهلِ بَيْتِه وَاَهلِ طَاعَتِه، وَبَارَک وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْراً كَثِيْراً اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَزَكَرِيَّآ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ۝٨٩ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۡ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ۭ وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ۝٩٠ (الأنبياء)

ترجمہ: اور زکریا (علیہ السلام کی بات تو دیکھو!) جب انھوں نے اپنے رب کو پکارا: اے میرے رب! آپ مجھ کو اکیلا مت چھوڑیئے، اور آپ تو سب سے اچھے وارث ہیں (حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا یہ تھی کہ ایک بیٹا مل جائے جو وارث بنے؛ لیکن بیٹا ملے کے نہ ملے، بیٹا بھی فنا ہونے والی چیز ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ بہتر وارث ہیں، ہمیشہ باقی رہنے والے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف دھیان یہ نبوی ادب ہے) سو ہم نے ان (زکریا علیہ السلام) کی دعا قبول کرلی اور ہم نے ان (زکریا علیہ السلام) کو یحیٰ (جیسا بیٹا) دیا اور ہم نے ان (زکریا علیہ السلام) کی خاطر ان کی بیوی کو اچھا (یعنی بچہ دے سکے ویسا) کردیا، یقیناً وہ

(سب نبی) بھلے کاموں کے کرنے میں تیزی دکھاتے تھے اور ہم کو شوق اور ڈر سے پکارتے تھے اور وہ ہمارے آگے عاجزی کرنے والے تھے۔

یہ قرآنِ کریم کی سورۃ الانبیاء کی آیت نمبر ۸۹ اور ۹۰ پڑھ کر سنائی ہے، قرآن میں اللہ کی نیک بندیوں کے جو واقعات ہیں ان میں حضرت زکریا علیہ السلام کی بیوی کا قصہ بھی ہے، یہ قصہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے قصے کے ساتھ پہلے میں بیان کر چکا ہوں اور بیان کی کتاب ''خطباتِ محمود کی دوسری جلد'' میں بھی وہ واقعہ چھپا ہوا موجود ہے۔

البتہ اس قصے کی کچھ ضروری باتیں جو باقی ہیں آج کی اس مجلس میں ان کو پورا کرتے ہیں اور دوسری ایک دو ضروری دعائیں اور واقعات آج کی مجلس میں ان شاء اللہ! سنائے جائیں گے، اللہ تعالیٰ اس کو آپ کے لیے، میرے لیے اور پورے عالم کے لیے خیر کا ذریعہ بنائے۔

اللہ تعالیٰ جو ارادہ بھی فرماتے ہے وہ ارادہ ضرور پورا ہو کر رہتا ہے، اللہ تعالیٰ کسی کو بڑی عمر میں اولاد دینے کا ارادہ کرے تو وہ ارادہ بھی اللہ کا پورا ہوتا ہے۔

اللہ بڑھاپے میں بھی اولاد دے سکتا ہے

حضرت زکریا علیہ السلام کی عمر بڑی ہو چکی تھی، ان کی بیوی کی عمر بھی بڑی ہو چکی تھی، پھر بھی ان کو اولاد دینے کا اللہ کا ارادہ ہوا، اللہ تعالیٰ نے ان کو بیٹا عطا فرمایا۔

اللہ جو چاہتا ہے وہ پورا ہو کر رہتا ہے

یہ قصہ ہم سب کو اللہ پر یقین سکھاتا ہے کہ اللہ جو ارادہ کرتے ہیں وہ ارادہ پورا ہوتا ہے، اولاد دینے کے لیے جوانی کی عمر کوئی ضروری نہیں ہے، اللہ بڑھاپے کی عمر میں

بھی اولاد کی دولت سے مالا مال کر سکتے ہیں۔

دعا اللہ کی رحمت بندوں کی طرف کھینچتی ہے

دوسری بات: دعا ایک ایسی طاقت ہے کہ اللہ کی رحمت کو بندوں کی طرف کھینچنے والی ہے، دعا کے ذریعے سے اللہ کی رحمت ہماری طرف متوجہ ہوتی ہے؛ اس لیے دینی بہنو! ہمیشہ دعائیں مانگنے کی عادت ڈالو۔

تیسری بات: آپ نے اس واقعے کو کتاب میں بھی پڑھا ہوگا کہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے کمرے میں جو بغیر موسم کے پھل فروٹ ہوتے تھے، اس کو دیکھ کر حضرت زکریا علیہ السلام نے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے اس دعا کی برکت سے ان کے گھر میں ایک نیک بیٹا عطا فرمایا۔

حضرت زکریا علیہ السلام اور ان کی بیوی کے اوصاف

حضرت زکریا علیہ السلام کی بیوی کا نام ''ایشاع'' ہے، اللہ نے ان دونوں میاں بیوی کے لیے قرآن میں ایک لفظ استعمال فرمایا:

وَاَصۡلَحۡنَا لَهٗ زَوۡجَهٗ.

وَاَصۡلَحۡنَا لَهٗ زَوۡجَهٗ کا ایک مطلب

اِس کا ایک مطلب یہ ہے کہ ''ہم نے حضرت زکریا علیہ السلام کی بیوی کو اچھے اخلاق والی بنادی تھی'' ظاہر ہے کہ ایک نبی کے گھر میں رہے اور نبی کے ساتھ ایمان لاوے اور اطاعت کرے تو اللہ تعالیٰ نبی کے اخلاق نبی کی بیوی کو بھی عطا فرماتے ہیں۔

دنیا کی سب سے بڑی دولت

میری دینی بہنو! یادرکھنا! عورت ذات میں اچھے اخلاق کا ہونا یہ اس کی زندگی کی بہت بڑی خوبی ہے، آپ نے حدیث شریف میں سنا ہوگا، مشکوۃ شریف میں یہ حدیث ہے، نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عن عبد اللّٰہ بن عمرو رضی اللہ عنہ قال قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: اَلدُّنْیَا كُلُّهَا مَتَاعٌ وَخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْیَا الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ (مشکوۃ:۲)

یعنی نیک، اچھے اخلاق والی، دین دار بیوی اور عورت اس دنیا کی سب سے بڑی نعمت ہے؛ اس لیے ہماری دینی بہنوں کو اپنے اخلاق اچھے بنانے چاہیے، اپنے آپ کو دین دار بنانا چاہیے، نبیٔ کریم ﷺ نے اپنی مبارک زبان سے کیسی خوش خبری دی کہ جو عورت نیک ہوگی وہ اس دنیا کی بہت بڑی نعمت ہے، بہت بڑی فائدے کی چیز ہے۔

ایک اور حدیث میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا، حضور ﷺ کا دل دنیا کی محبت سے پاک تھا، اللہ نے حضور ﷺ کے دل میں دنیا کی گندی محبت نہیں رکھی تھی پھر بھی حضور ﷺ اللہ سے دعا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا أَكْبَرَهَمِّنَا،(الحزب الأعظم:منزل:۳)

اے اللہ! دنیا کو ہماری سب سے بڑی فکر کی چیز مت بنا۔

اللہ نے حضور ﷺ کے دل مبارک کو دنیا کی ناپاک گندی محبت سے پاک رکھا تھا؛ لیکن خود نبیٔ کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

حُبِّبَ إِلَيَّ مِنْ دُنْيَاكُمُ الطِّيْبُ وَالنِّسَاءُ وَجُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلٰوةِ۔

اس دنیا کی چیزوں میں سے مجھے ایک تو خوشبو سے محبت ہے، حضور ﷺ خوشبو کو بہت پسند کرتے تھے اور دوسری چیز عورتوں یعنی اپنی بیویوں سے محبت رکھتے تھے اور آگے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ نے میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں بنائی ہے۔

وَاَصۡلَحۡنَا لَهٗ زَوۡجَهٗ کا دوسرا مطلب

بعض مفسرین نے ''وَاَصۡلَحۡنَا لَهٗ زَوۡجَهٗ'' کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ اللہ نے ان کی بیوی کو خوب صورت بنایا تھا۔

خوب صورتی یہ بھی اللہ کی طرف سے ملنے والی ایک نعمت ہے، اس نعمت پر کبھی اترانا نہیں چاہیے اور جن کے پاس خوب صورتی نہ ہو ان کو کبھی حقیر اور نیچا نہیں سمجھنا چاہیے۔

وَاَصۡلَحۡنَا لَهٗ زَوۡجَهٗ کا تیسرا مطلب

بعض حضرات نے اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ ان کی بیوی بانجھ تھی؛ یعنی اس میں بچہ جننے کی طاقت نہیں تھی، اللہ تعالیٰ نے دعا کی برکت سے ان کی بیوی میں بچہ پیدا کرنے کی صلاحیت پیدا کردی۔

نیک کام میں جلدی کرنے والے

آگے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: اِنَّهُمۡ كَانُوۡا يُسٰرِعُوۡنَ فِى الۡخَيۡرٰتِ۔

یعنی وہ لوگ نیک کام میں بہت جلدی کرنے والے تھے۔

دینی بہنو! نیک اعمال جلدی جلدی کیا کرو، وقت نکلتا جاتا ہے، دیکھو! اب

رمضان ختم ہونے کے قریب ہے، کتنا جلدی جلدی وقت (time) نکلتا ہے، نیک کام کرنے میں جلدی کرو اور نیک کام پابندی کے ساتھ کیا کرو، یہ نہیں کہ ابھی نیک کام کیا، پھر چھوڑ دیا، رمضان میں بھی کرو، رمضان کے بعد بھی کرو۔

اللہ تعالیٰ کو شوق اور ڈر کے ساتھ پکارنے والے

آگے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہے: وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا۔

ترجمہ: اور ہم کو شوق اور ڈر سے پکارتے تھے۔

یعنی دونوں میاں بیوی مل کر اللہ کی بارگاہ میں دعا مانگنے والے تھے اور اللہ کی عبادت کرنے والے تھے، ”یدعوننا“ میں دعا بھی ہے اور عبادت بھی ہے۔

کیسے عبادت کرتے تھے؟ قرآن میں ہے ”رغباورھبا“ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے بھی تھے اور اللہ کی رحمت کی امید بھی رکھتے تھے۔

اس لیے اللہ تعالیٰ کے سامنے جب ہم دعا کریں، اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں تو اللہ تعالیٰ سے ہم جنت کی امید بھی رکھیں اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرتے بھی رہیں، ایمان اسی کا نام ہے، اللہ سے جنت، مغفرت اور رحمت کی امید رکھیں اور ساتھ میں ڈرتے بھی رہیں کہ کہیں اللہ تعالیٰ ناراض نہ ہو جائیں۔

خشوع کرنے والے

آگے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ۔

یعنی وہ میاں بیوی دونوں کے دونوں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے تھے، خشوع کرنے والے تھے۔

میری دینی بہنو! اللہ تعالیٰ سے ڈرنا، دل میں اللہ تعالیٰ کا خشوع یہ بہت بڑی نعمت ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ نعمت عطا فرماوے۔

کامیاب مؤمنین

چنانچہ قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے اس خشوع کی وجہ سے تعریف کی، اور ایک جگہ قرآن میں اللہ نے کامیاب ہونے والے کو بیان کیا تو ان کی نشانی بیان کی:

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ① الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ ② (المؤمنون)

ترجمہ: پکی بات ہے کہ (وہ) ایمان والے فلاح پا گئے، جو اپنی نمازوں میں خشوع کرتے ہیں۔

خشوع کا مطلب

یہ خشوع تکبر کے مقابلے میں آتا ہے، جس انسان کے دل میں تکبر نہیں ہوگا اس کے دل میں اللہ تعالیٰ خشوع پیدا فرماتے ہیں اور جب دل میں خشوع ہوتا ہے تو اللہ کی طرف سے دل میں اطمینان ہوتا ہے، نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوں تو دھیان اللہ کی طرف، عبادت کریں تو دھیان اللہ کی طرف، ذکر کریں تو دھیان اللہ تعالیٰ کی طرف اور نماز میں ہمارا بدن بھی پورا پورا سکون کے ساتھ رہے، یعنی ظاہری اعضا میں سکون ہو، بے کار حرکت نہ ہو، دل میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کا خیال نہ آوے، نظر نیچے، آنکھ کے کنارے سے دائیں بائیں نہ دیکھے، بدن کے کسی حصے سے نہ کھیلے، نظر بھی نیچی ہو، آواز بھی مناسب پست ہو۔

اس طرح یہ میاں بیوی زندگی گذارنے والے تھے۔

بیوی کے بانجھ ہونے کے باوجود حضرت زکریا علیہ السلام کا صبر

دینی بہنو! حضرت زکریا علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے ایسے نیک بندے تھے کہ بیوی بانجھ ہے، دل میں آرزو ہے کہ بچہ ملے؛ لیکن اس کے باوجود بھی انھوں نے پورے صبر کے ساتھ زندگی گزاری، کبھی اپنی بیوی کے ساتھ اولاد کے واسطے جھگڑا نہیں کیا۔

دوسری سب سے بڑی بات یہ کہ انھوں نے لوگوں کو جا جا کر کہا نہیں کہ میری بیوی بانجھ ہے؛ بلکہ اللہ کی بارگاہ میں دعا کی، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کی دعا سن لی اور اپنے فضل وکرم سے ان کو اولاد عطا فرمائی۔

بہر حال! دونوں میاں بیوی میں یہ سب خوبیاں تھیں جن کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان فرمایا، اللہ تعالیٰ یہ تمام خوبیاں آج کل تمام مسلمان جوڑے کو اپنانے کی توفیق عطا فرماوے، آمین۔

اللہ تعالیٰ کو پسند آنے والی خوبیاں

یہ خوبیاں اللہ تعالیٰ کے یہاں بہت ہی پسندیدہ ہیں، قرآنِ مجید میں ایک اور جگہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتوں کی خوبیاں عجیب طریقے سے بیان فرمائی، وہ خوبیاں بھی زندگی میں اپنانے کے قابل ہیں، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ

فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۝۳۵ (الاحزاب)

ترجمہ: یقیناً مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور ایمان لانے والے مرد اور ایمان لانے والی عورتیں اور عبادت کرنے والے مرد اور عبادت کرنے والی عورتیں اور سچائی والے مرد اور سچائی والی عورتیں اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں اور عاجزی کرنے والے (یعنی دل سے جھکنے والے) مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں اور صدقہ کرنے والے مرد اور صدقہ کرنے والی عورتیں اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنے والی عورتیں اور اللہ تعالیٰ کا بہت ذکر کرنے والے مرد اور اللہ تعالیٰ کا (بہت) ذکر کرنے والی عورتیں، اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مغفرت اور بڑا (شان دار) بدلہ تیار کر رکھا ہے۔

اللہ اکبر! یہ سورۂ احزاب کی پینتیس نمبر کی آیت ہے، ایک ایمان والے مرد اور ایمان والی عورت میں کیا کیا خوبیاں ہونی چاہیے ان کو اس میں بیان کیا گیا ہے:

(۱) پہلی خوبی اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمائی کہ اللہ کے ہر حکم کو پورا کرنے والے ہو، مسلمان اسی کو کہتے ہیں جو اللہ کے حکم کو پورا کرے۔

(۲) اللہ پر، اللہ کے نبیوں پر، قیامت، فرشتوں، جنت، جہنم، مرنے کے بعد کی زندگی، تقدیر، خیر، شر سب اللہ کی طرف سے ہوتا ہے ان سب پر دل میں پکا ایمان ہو اور باہر کی زندگی اللہ کی مرضی والی ہو۔

(۳) پورے طور پر اللہ کی عبادت کرنا۔

(۴) صدقہ کرنا۔

ایمان والا مرد، ایمان والی عورت وہ صدقہ کرنے والے ہوتے ہیں، کبھی بخیلی نہیں کرتے، صدقہ میں سب آتا ہے:

زکوۃ بھی آتی ہے۔

صدقۃ الفطر بھی آتا ہے۔

قربانی بھی آتی ہے۔

نفل صدقہ بھی آتا ہے۔

کھانے کا صدقہ۔

پیسوں کا صدقہ۔

کپڑے کا صدقہ۔

اناج کا صدقہ، ہر چیز کا صدقہ اس میں آتا ہے۔

(۵) صبر والی زندگی۔

اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ عافیت مانگنی چاہیے؛ لیکن کبھی کوئی تکلیف آ گئی، بیماری آ گئی تو ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں صبر کر کے زندگی گزاریں، اللہ کی عبادت کرنے میں صبر کرنا پڑتا ہے، گناہ سے بچنے میں بھی صبر کرنا پڑتا ہے؛ لیکن صبر کر کے اللہ کی عبادت کریں اور گناہ سے بچیں۔

(۶) خشوع کرنے والے مرد، خشوع کرنے والی عورتیں؛ یعنی دل میں اللہ کی طرف دھیان، اللہ کی طرف انابت اور تکبر سے دل پاک اور ظاہر میں بھی عبادت کے

وقت پورا دھیان اللہ کی طرف ہو۔

(۷) سچ بولنے کی عادت ہو۔

سچ بولنا یعنی جیسا ہو ویسا ہی بولنا اس کو کہتے ہے سچ بولنا اور ایک ہوتا ہے سچا کام یعنی جو کام شریعت اور سنت کے مطابق ہو۔

جیسا بولیں ویسا کریں وہ ہے سچا عمل، ایمان میں بھی سچائی ہو کہ ایمان میں نفاق نہ آنے دیویں، نیت میں بھی سچائی ہو، لوگوں کو بتلانے کے لیے کوئی عمل نہ کریں اور عمل بھی سچا ہو کہ عمل پوری ہمت کے ساتھ کریں، عمل میں سستی نہ کریں، سنت طریقے سے عمل کریں اس کو سچا عمل کہا جاتا ہے۔

(۸) روزہ رکھنے والے مرد، روزہ رکھنے والی عورتیں۔

ماشاءاللہ! رمضان کے روزے تو ہم رکھتے ہیں، کچھ نفل روزے رکھنے کی بھی عادت بناؤ، جیسے کے ذی الحجہ کے مہینے میں ایک سے لے کر نو تاریخ تک روزہ رکھنا، کم از کم عرفہ کے دن کا روزہ، محرم پر دو روزے، ایامِ بیض یعنی ہر مہینے میں اسلامی تاریخ کے اعتبار سے تیرہ، چودہ، پندرہ (۱۳، ۱۴، ۱۵) تاریخ کے روزے، کبھی کبھی پندرہ (۱۵) شعبان کا روزہ یہ سب روزے نفل رکھنے چاہیے۔

(۹) اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرنا۔

یعنی اپنے آپ کو حرام سے بچانا یہ ایمان والے مرد میں بھی ہو اور ایمان والی عورتوں میں بھی ہو۔

(۱۰) اللہ تعالیٰ کا بہت زیادہ ذکر کرنے والے مرد، بہت زیادہ ذکر کرنے والی عورتیں۔

ذکر کی اہمیت کے سلسلے میں ایک حدیث

دینی بہنو! اللہ کی یاد، تسبیح یہ اتنی بڑی نعمت ہے کہ اعمال میں خوبی اللہ کے ذکر سے آتی ہے، ایک حدیث میں نبیٔ کریم ﷺ کو پوچھا گیا کہ:

کونسا مجاہد ایسا ہے کہ اس کو ثواب زیادہ ملے گا؟

نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا: جو ذکر زیادہ کرے اس کو ثواب زیادہ ملے گا۔

پھر پوچھا: کون سے روزہ رکھنے والے کو ثواب زیادہ ملے گا؟

نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا: جو روزے میں اللہ کا ذکر زیادہ کرے اس کو اللہ تعالیٰ ثواب زیادہ عطا کریں گے۔

پھر پوچھا: کون سے نماز پڑھنے والے کو ثواب زیادہ ملے گا؟

آپ ﷺ نے فرمایا: جو نماز میں اللہ تعالیٰ کا ذکر زیادہ کرے اس کو اللہ تعالیٰ زیادہ ثواب عطا فرمائیں گے۔

نماز میں ذکر کیسے زیادہ کریں گے؟

زیادہ قرآن پڑھو۔

الحمد کے بعد بڑی بڑی سورت پڑھو، آپ کو جتنی سورتیں یاد ہو وہ پڑھو۔

تہجد میں آپ کو یٰسین یاد ہے تو یٰسین پڑھو، تہجد میں جتنی سورتیں یاد ہو سب پڑھ ڈالو۔

رکوع، سجدہ میں جاؤ تو تین مرتبہ، پانچ مرتبہ، سات مرتبہ، نو مرتبہ، گیارہ مرتبہ "سبحان ربی العظیم، سبحان ربی الاعلیٰ" زیادہ سے زیادہ پڑھو۔

صلوٰۃ التسبیح پڑھو، یہ بھی تسبیح والی نماز ہے۔

پھر پوچھا: کون سی زکوۃ پر ثواب زیادہ ملے گا؟

نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا: جس زکوۃ میں اللہ کا ذکر زیادہ ہو۔

زکوۃ تقسیم کرتے کرتے بھی اللہ کا ذکر کریں، فرض مقدار سے کچھ زیادہ ہی زکوۃ دیا کرو، اخلاص سے زکوۃ دو۔

پھر پوچھا: کون سے حج میں زیادہ ثواب ملے گا؟

آپ ﷺ نے فرمایا: جس حج میں اللہ کا زیادہ سے زیادہ ذکر کیا جائے۔

حج میں بہترین ذکر ہے ''لبیک اللھم لبیک'' حدیث میں آتا ہے:

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَفْضَلُ الْحَجِّ الْعَجُّ وَالثَّجُّ۔

ترجمہ: سب سے اچھا حج وہ ہے جس میں بلند آواز سے تلبیہ (لبیک اللھم لبیک) پڑھا جائے اور قربانی کا خون بہایا جائے۔

حج میں جا کر خریداری اور وہاں بازاروں میں گھومنا، بات چیت میں لگے رہنا اس سے اپنے آپ کو بچا کر زیادہ سے زیادہ اللہ کا ذکر کرنا چاہیے۔

پھر پوچھا: کون سے صدقے میں ثواب زیادہ ملے گا؟

نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس صدقے میں اللہ کا ذکر زیادہ کیا جائے۔

دینی بہنو! صدقہ کرتے ہوئے بھی تسبیح پڑھو، اللہ کا ذکر کرو، یہ ذکر کرنے والے مرد اور عورت اللہ کے یہاں بہت پسندیدہ ہیں، اس پر بہت زیادہ اللہ ثواب دیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جس مؤمن مرد اور جس مؤمن عورت میں یہ خوبیاں ہوں گی اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مغفرت اور بہت بڑے ثواب کا وعدہ کیا ہے۔

اللہ یہ تمام خوبیاں مجھے، آپ کو اور تمام ایمان والے مرد و عورت کو اپنی زندگی میں اپنانے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

میاں بیوی کو ضروری ہدایات

قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے اولاد کے لیے ایک خاص بات بیان فرمائی ہے، وہ بھی میں آپ کے سامنے ذکر کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِیَسْكُنَ اِلَیْهَا ۚ فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِیْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ ۚ فَلَمَّاۤ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَىِٕنْ اٰتَیْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِیْنَ۝۱۸۹ فَلَمَّاۤ اٰتٰىهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِیْمَاۤ اٰتٰىهُمَا ۚ فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ۝۱۹۰ (الأعراف)

ترجمہ: اسی (اللہ تعالیٰ) نے تم کو ایک جان (حضرت آدم علیہ السلام) سے پیدا کیا اور اس میں سے ان کی بیوی (حوّا) کو پیدا کیا؛ تاکہ وہ اس سے سکون حاصل کرے، پھر جب اس (مرد) نے اس (عورت) کو ڈھانپ لیا تو (شروع میں) عورت کو بالکل ہلکا سا حمل رہ گیا تو وہ اس (حمل) کو لے کر (بے تکلف) چلتی پھرتی رہی، پھر جب وہ (حمل والی) عورت (حمل کے بڑا ہونے سے) بھاری ہوگئی تو وہ دونوں (میاں بیوی) اللہ تعالیٰ۔ جو ان دونوں کے رب ہیں۔ سے دعا کرتے ہیں کہ: اگر ہم کو صالح (یعنی مکمل، تندرست، نیک) اولاد دیں گے تو ہم شکر کرنے والوں میں سے ہو جائیں گے ﴿۱۸۹﴾ سو جب اس (اللہ تعالیٰ) نے ان کو صحیح سلامت (تندرست، نیک) بچہ دیا تو وہ دونوں اس (اللہ تعالیٰ) کی دی ہوئی نعمت میں شریک بنانے لگے، سو جو شریک وہ لوگ بناتے

ہیں سو اللہ تعالیٰ تو اس سے بہت دور ہیں۔

اس آیت میں اللہ نے میاں بیوی کے لیے بہت ہی اہم اور ضروری ہدایت ارشاد فرمائی، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

میاں بیوی کا ایک جنس سے ہونا اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے

وہ اللہ جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا؛ یعنی حضرت آدم علیہ السلام میں سے تمام مرد و عورت کو اللہ نے پیدا فرمایا اور آدم علیہ السلام میں سے اللہ نے ان کی بیوی حوا کو پیدا فرمایا۔

یہ انسان کے لیے جوڑا (cupel) مرد کے لیے عورت، عورت کے لیے مرد دونوں ایک جنس اور ایک ذات میں سے ہے، یہ بھی اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے۔

میاں بیوی میں سکون ہو تو دنیا ان کے لیے جنت کا نمونہ ہے

آگے اللہ فرماتے ہیں: اللہ نے مرد کے لیے عورت کو بنایا؛ تا کہ سکون حاصل کریں۔

اس لیے دینی بہنو! میاں بیوی کے درمیاں سکون اور چین ہو تو دنیا ان کے لیے جنت کا نمونہ بن جاتی ہے اور اگر سکون، چین زندگی میں نہ ہو تو دنیا جہنم کا نمونہ بن جاتی ہے، قرآن میں اللہ تعالیٰ نے اس کو خاص طور پر بیان کیا۔

آج دنیا کی نئی ترتیب جس نے سکون چھین لیا ہے

آج کل اس دنیا کی جو ایک نئی ترتیب ہے اس ترتیب میں سکون ختم ہوتا جا رہا

ہے،نئی ترتیب کون سی؟

عورتوں میں بے پردگی کا آنا،اس سے سکون ختم ہوتا ہے۔

عورت کا گھر سے باہر نکل کر کاروبار میں جانا،دکان پر جانا،یہ سکون کو ختم کرنے کا زریعہ بننے والی چیز ہے۔

دینی بہنو! شریعت پر عمل کرنے کی برکت سے ان شاءاللہ! اللہ تعالیٰ میاں بیوی دونوں کو سکون اور چین عطا کریں گے،کام خدائی تقسیم کے مطابق کرو،مرد گھر کے باہر کے کام کریں اور عورتیں گھر کے اندر کے کام کریں۔

حمل کی حالت میں میاں بیوی کی فکر

آگے اللہ ارشاد فرماتے ہیں: اللہ ان دونوں میاں بیوی کو ان کی شادی والی زندگی میں بچہ عطا کرتے ہیں اور جب عورت حاملہ (pregnent) ہوتی ہے تو شروع میں بالکل پیٹ اس کا ہلکا ہوتا ہے،آسانی سے وہ چلتی پھرتی ہے،پھر جب پیٹ میں وزن زیادہ ہوجاتا ہے اور تکلیف بڑھنا شروع ہوجاتی ہے اور میاں بیوی کو یقین ہوجاتا ہے کہ اب اللہ تعالیٰ ان کے گھر میں اولاد دیں گے تو دونوں کی فکر بڑھ جاتی ہے۔

اور فکر کرنے کی ضرورت بھی ہے دینی بہنو! اس لیے کہ بہت سی مرتبہ ایسا ہوتا ہے آپ نے بھی نیوز (news) میں اخبار میں کبھی سنا ہوگا کہ بچہ یعنی حمل وقت سے پہلے گر گیا یا عورت کے پیٹ سے جانور کی شکل کا بچہ نکلا یا بدن میں عیب والا بچہ پیدا ہوا؛ اس لیے حمل کے زمانے میں خوب دعا کریں اور دعا کروائیں بھی کہ اللہ تعالیٰ ان کے گھر میں انسان بچہ عطا کرے،کوئی دوسرا جانور جیسا بچہ نہ آوے،ایک دعا اس کی بھی

کرنی چاہیے۔

دوسری دعا یہ کرنی چاہیے کہ بہت سی مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ بچہ ہوتا ہے؛ لیکن اس کے اندر عیب ہوتا ہے، اندھا بچہ ہوا، کان کے بغیر کا ہو، کان والا ہے؛ لیکن بہرا ہے، بولتا نہیں، لولا لنگڑا ہوا تو اس طرح کا عیب والا بچہ اپنے والدین کے لیے بڑی آزمائش بن جاتا ہے۔

اللہ ہمارے گھر میں کامل تندرست بچے عطا فرمائے، آمین۔

اللہ سے دعا کرنی چاہیے اور ایک تیسرا عیب یہ کہ بچہ بڑا ہو کر نافرمان بن جائے؛ اس لیے دعا کرنے کی کہ اللہ بچے کو نیک اور صالح بناوے، بڑا ہونے کے بعد وہ اخلاقی اعتبار سے بھی عیب والا نہ ہو، اس کی بھی اللہ سے دعا کرنی چاہیے۔

سنت پر عمل کرنے کا نقد انعام

اور میں آپ کو ایک بڑی کام کی بات بتاؤں، ایک سیرت کی کتاب میں میں نے پڑھا ''سیرتِ حضورِ اکرم ﷺ'' حضرت مولانا ڈاکٹر عبد الحی عارفیؒ جو حضرت تھانویؒ کے خلیفہ تھے، انھوں نے نقل کیا ہے: دستر خوان پر کھانا کھاتے وقت دانا اور لقمہ نیچے گر جاتا ہے تو اس لقمے کو اٹھا کر کھانا سنت ہے۔

لقمہ اٹھا کر کھالیوے تو اللہ تعالیٰ ان کے یہاں اولاد تندرستی والی پیدا کریں گے، ان کی اولاد میں عیب نہیں رہے گا، ان میں اندھا پن نہیں آئے گا، اس میں کوئی بیماری، کوئی معذوری بچپن سے نہیں آئے گی اور خوب صورت اولاد پیدا ہوگی، نبیٔ کریم ﷺ کی اس سنت پر عمل کرنے کا نقد انعام یہ ملے گا۔

حیض کے زمانے میں ہم بستری سے بچہ عیب والا پیدا ہوسکتا ہے

اور دوسری خاص بات جب بات آئی ہے تو میں عرض کروں: حیض کے زمانے میں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ میاں بیوی دونوں جماع کرنے سے الگ رہے یعنی ضرورت پوری نہ کرے، حیض کے زمانے میں ضرورت پوری کرنا حرام ہے، یہ بھی بزرگوں نے کتابوں میں لکھا ہے کہ حیض کے زمانے میں جماع کرنے سے بچے میں عیب آتا ہے، بدن میں کوئی کمزوری رہ جاتی ہے، اس کے ذمے دار بہت سی مرتبہ ماں باپ بھی بنتے ہیں۔

اولاد اللہ ہی دیتا ہے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ جب اولاد عطا فرماوے تو زبان سے کبھی یہ مت کہنا کہ فلاں نے ڈاکٹر کی وجہ سے بچہ پیدا ہوا؛ بلکہ اس پیدا ہونے والے بچے کو اللہ کی نعمت سمجھنا اور ہمیشہ یہ کہنا کہ: یہ بچہ میرے اللہ نے اپنے فضل وکرم سے مجھے عطا کیا ہے۔

اس بچے کے پاس بھی کوئی غلط کام مت کروانا، بہت سے بچے کو لے جا کر درگاہ پر سر رکھواتے ہیں، بچوں کی بابری بڑھاتے ہیں، عجیب عجیب شرک وکفر والے کام کرتے ہیں، منتیں مانتے ہیں، ایسا کوئی غلط کام نہیں کرنا چاہیے، اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت بچوں سے بھی کروانے کی۔

بچے کے نام اسلامی رکھنے چاہیے

بچے کے نام اسلامی رکھیں کہ اللہ کا شکر ظاہر ہو، جیسے کہ عبداللہ، عبدالرحمن ایسے نام رکھیں گے تو ان ناموں سے اللہ کا شکر ظاہر ہوگا کہ یہ بچہ اللہ کی نعمت ہے، اللہ نے عطا فرمایا ہے۔

آج کل ہم بہت سارے نام غیر اسلامی رکھتے ہیں، پتہ ہی نہیں چلتا کہ یہ کسی مسلمان کا نام ہے کہ غیر مسلم کا نام ہے۔

یہ کچھ ضروری ہدایات جو قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے سورۂ اعراف میں عطا فرمائی تھی وہ میں نے آپ کے سامنے ذکر کی۔

پاک دامنی کا ایک عجیب قصہ

اب آج کی مجلس کے اختتام پر ایک اہم واقعہ سناتا ہوں، اس سال ربیع الاول کے مہینے میں میرا مصر کا سفر ہوا تھا، عجیب وغریب وہاں قرآن وحدیث کی باتیں ہیں، مصر کے سفر کی پوری کارگذاری میں نے بیان کی ہے، وہ انٹرنیٹ پر موجود ہے، آپ اس کو سن سکتے ہیں، ایک خاص قصہ جو آپ کے لائق تھا وہ میں آپ کو سنانا مناسب سمجھتا ہوں۔

مصر میں قرافہ ایک علاقہ ہے، وہاں حضرت امام شافعیؒ کی قبر ہے، دوسرے بڑے بڑے اولیاء کی قبریں ہیں، وہیں پر امام ابوالحسن طاہر ابن غلبون کی قبر ہے، ان کے بازو میں ان کی بیٹی کی قبر ہے، اس کی قبر کو ’’عَرُوْسَةُ الصَّحرَاء‘‘ یعنی جنگل کی دلہن کہتے ہیں، اس لڑکی کا ایک عجیب وغریب قصہ میں نے ایک کتاب میں پڑھا، مشہور

مؤرخ علامہ سخاوی حنفیؒ کی عربی میں ایک کتاب ''تحفة الأحباب وبغية الطلاب في الخطط والمزارات والتراجم والبقاع'' میرے پاس ہے جس میں مصر کی پوری تاریخ لکھی ہوئی ہے، اس میں میں نے ایک قصہ پڑھا وہ قصہ میں آپ کو سناتا ہوں:

یہ لڑکی ایسی تھی کہ اس کے ابا بہت بڑے عالم اور بہت بڑے اللہ والے تھے، بہت بڑے قاری تھے، انھوں نے اپنی بیٹی کی ایسی تربیت کی تھی کہ وہ بڑی نیک، صالحہ، بہت پارسا تھی، جب بیٹی جوان ہوگئی تو ابا جان نے اپنی بیٹی کا نکاح اپنے سگے بھتیجے سے کرایا، وہ لڑکی اتنی نیک اور صالحہ تھی کہ اس نے پوری زندگی کسی مرد کا چہرہ نہیں دیکھا تھا، صرف اپنے ابا جان کو دیکھا تھا، اپنے ابا کے علاوہ کسی بھی مرد کا چہرہ پوری زندگی میں اس نے نہیں دیکھا تھا، کیسی عفیفہ اور پاک دامن، نیک، صالحہ وہ لڑکی ہوگی؟

جب اس کا نکاح ہوا تو نکاح کے بعد اس کا شوہر اپنی دلہن کے پاس گیا اور دلہن کے چہرے پر سے اس نے پردہ ہٹایا تو اس لڑکی کو اتنی حیا اور شرم آئی کہ اس کے پورے بدن پر پسینہ پسینہ ہوگیا اور پورے بدن سے پسینہ بہنے لگا اور مارے پسینے کے اس نے دعا کی:

اَللّٰھُمَّ لَا تَھْتِکْنِيْ عَلٰی یَدِ أَحَدٍ۔

ترجمہ: اے اللہ! کسی کے ہاتھ پر مجھے رسوا نہ فرما۔

چنانچہ اللہ نے اس کی دعا قبول کی اور اس کا اسی وقت انتقال ہوگیا، پھر لوگوں نے اس کو دفن کیا، اس کے ابا کی قبر بھی اس کے بازو میں بنی، آج تک اس لڑکی کی زندہ کرامت یہ ہے کہ اس لڑکی کی قبر کے پاس چھوٹے چھوٹے دو کھمبے بنے ہوئے ہیں، کھمبے پر وہ گول بنا ہوا ہے، کتابوں میں بھی لکھا ہے اور لوگ بھی وہاں جا کر مشاہدہ کرتے

ہیں کہ کوئی بھی آدمی اس لڑکی کی قبر پر جائے اور اس کھمبے کے پاس جو گول بنے ہوئے ہیں وہاں ہاتھ رکھے تو سخت ٹھنڈی کے موسم میں بھی جو انسان ہاتھ رکھتا ہے اس کے بدن پر پسینہ نکل آتا ہے اور یہ بھی مشہور ہے کہ اس لڑکی کی قبر کے پاس کھڑے رہ کر جو دعا مانگتے ہیں اللہ تعالیٰ اس دعا کو قبول فرما لیتے ہیں، ایسی وہ نیک اور پارسا اور صالحہ لڑکی تھی، اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی ایسی حیا اور پاک دامنی اور شرم عطا فرمائے۔

آج کے گندے ماحول سے حفاظت کے لیے حدیث میں آئی ہوئی چند اہم دعائیں

آج کے گندے ماحول میں آپ کو حدیث میں آئی ہوئی تین دعائیں سکھلاتا ہوں، یہ تینوں دعائیں بڑی اہم دعائیں ہیں، یہ دعائیں مانگا کرو:

پہلی دعا

پہلی دعا ہے جو مسلم شریف میں آئی ہے:

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ الْهُدٰى وَالتُّقٰى وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰى. (الحزب الأعظم: منزل:۳)

اے اللہ! میں آپ سے ہدایت، تقوی، پاک دامنی اور مال داری کا سوال کرتا ہوں۔

یہ چار چیزیں، ہدایت، تقوی، پاک دامنی اور مال داری، جن کی ہم سب کو ضرورت ہے۔

دوسری دعا

دوسری ایک دعا جو ترمذی شریف میں آئی ہے:

اَللّٰـهُمَّ إِنِّيْ أَعُـوْذُبِكَ مِـنْ مُّنْكَرَاتِ الْأَخْلَاقِ وَالْأَعْمَالِ وَالْأَهْوَاءِ وَالْأَدْوَاءِ۔(الحزب الأعظم:منزل:۳)

اے اللہ! ایسے اخلاق جو آپ کو پسند نہ ہو اور برے اعمال اور بری خواہش اور امراضِ بد سے آپ کی حفاظت میں آتا ہوں۔

تیسری دعا

ایک تیسری دعا:

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِـنْ شَرِّ سَمْعِيْ، وَمِنْ شَرِّ بَصَرِيْ، وَمِنْ شَرِّ لِسَانِيْ،وَمِنْ شَرِّ قَلْبِيْ، وَمِنْ شَرِّ مَنِيِّيْ(ایضاً)

اے اللہ! میں اپنے کانوں کی برائی اور اپنی آنکھوں کی برائی اور اپنی زبان کی برائی اور گندی شہوت کی برائی سے آپ کی حفاظت میں آتا ہوں۔

اس لیے کہ گناہ کان سے ہوتے ہیں،آنکھ سے ہوتے ہیں،زبان سے بات کر کے ہوتے ہیں اور گندی خواہش سے ہوتے ہیں، یہ تینوں دعا جو حدیث میں آئی ہیں، بڑی زبردست، بڑی قیمتی دعا ہے،ان دعاؤں کو اللہ کی بارگاہ میں مانگا کرو،نماز کے آخری قاعدہ میں بھی مانگو،نماز کے علاوہ بھی مانگو،ان شاء اللہ! بری زبان سے بھی اللہ حفاظت کریں گے،زبان بھی اچھی اور میٹھی بنا دیں گے، برے اخلاق سے بھی اللہ بچائیں گے اور گندی خواہشات سے بھی اللہ بچائیں گے اور بری عادتوں سے بھی اللہ

بچائیں گے، یہ حدیث میں آئی ہوئی دعائیں ہیں جو نبیٔ کریم ﷺ نے سکھلائی، بڑی عجیب وغریب دعائیں ہیں۔

چوتھی دعا

ایک اور دعا جو روایتوں میں آئی ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے کہ: نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا تو آدم علیہ السلام کعبہ کے پاس گئے اور کعبہ کے پاس جا کر دو رکعت نماز پڑھی، اس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو ایک دعا سکھلائی اور ارشاد فرمایا کہ: یہ دعا پڑھو، تمھاری توبہ ہم قبول کرلیں گے اور جو بھی اس دعا کو پڑھے گا اللہ اس کے گناہ معاف کردیں گے، اس کی ضرورت کو پورا کریں گے، شیطان سے حفاظت کریں گے اور سب طرف سے اللہ تعالیٰ اس کو روزی عطا کریں گے اور دنیا اس کے پاس مجبور ہوکر آئی گی چاہے وہ اس کو نہ چاہے، یہ دعا حضرت آدم علیہ السلام کو سکھلائی گئی تھی، حضرت نبیٔ کریم ﷺ نے اپنی امت کو سکھلائی، وہ دعا یہ ہے، اس کو یاد کرکے ہمیں مانگنا چاہیے:

اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ سِرِّيْ وَ عَلَانِيَتِيْ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِيْ، وَتَعْلَمُ حَاجَتِيْ فَأَعْطِنِيْ سُؤْلِيْ، وَتَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ فَاغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ. اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ إِيمَانًا يُّبَاشِرُ قَلْبِيْ، وَيَقِيْناً صَادِقاً حَتّٰى أَعْلَمَ أَنَّه لَايُصِيْبُنِيْ إِلَّا مَا كَتَبْتَ لِيْ، وَرِضاً بِمَا قَسَمْتَ لِيْ؛ إِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ. (الحزب الأعظم: منزل:٦)

اے اللہ! آپ میری چھپی ہوئی اور میری ظاہری حالت کو جانتے ہیں، اے

اللہ! میرے عذر کو قبول کر لیجیے۔

اے اللہ! آپ میری حاجت کو جانتے ہیں؛لہذا میرے سوال کو آپ پورا کر دیجیے۔

اے اللہ! میرے دل میں جو ہے آپ جانتے ہیں آپ میرے گناہ کو معاف کر دیجیے۔

اے اللہ! میں آپ سے ایمان کا سوال کرتا ہوں، ایسا ایمان جو میرے دل میں رچ بس جائے اور سچے یقین کا سوال کرتا ہوں، ایسا یقین کہ مجھے اچھی طرح اعتقاد حاصل ہو جائے کہ جو مصیبت آپ نے میرے لیے لکھی ہے وہی پہنچے گی، اس کے علاوہ کوئی چیز مجھے نہیں پہنچ سکتی اور آپ نے میرے لیے جو نعمت تقدیر میں لکھ دی، جو تقسیم میرے لیے کی ہے اس پر میں خوش رہوں، اے اللہ! ایسی مجھے توفیق عطا فر، بے شک آپ ہر کام کر سکتے ہیں۔

اس دعا کو بھی مانگو،اس کی برکت سے گناہ معاف ہوں گے،توبہ قبول ہوگی، روزی میں برکت ہوگی، شیطان سے حفاظت ہوگی، اللہ ضرورت کو پوری کریں گے اور خوب نوازیں گے،اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسی نیک اور اچھی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

حضرت نوح علیہ السلام

کی

بیوی کا واقعہ

اقتباسات

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: یہ حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی اللہ تعالیٰ کے نبی کے نکاح میں تھی، یہاں لفظ ہے:

کانتا تحت عبدین من عبادنا۔

"تَحتَ" کا لفظ ہے، اس کا میں ترجمہ کروں تو اللہ تعالیٰ یہ بتلانا چاہتے تھے کہ: یہ بیوی اپنے شوہر حضرت نوح علیہ السلام کی ماتحتی (Under) میں تھی۔

اس سے یہ بات سمجھ میں آئی کہ عورتوں کو اپنے شوہر کے ماتحت رہ کر شریعت کے قانون کے مطابق زندگی گذارنی چاہیے اور عورتوں کا شوہر کے اوپر سوار ہونا، شوہر سے آگے ہوجانا، شوہر کی نافرمانی کرنا، شوہر کی بات نہ ماننا یہ اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے۔

کہتے ہیں کہ: حضرت حوا رضی اللہ عنہا جنت میں سے وہ تنور لے کر آئی تھی۔

یعنی ماں حوا رضی اللہ عنہا کو جب اللہ تعالیٰ نے دنیا میں اتارا تھا تو جنت میں سے دنیا میں آتے آتے حضرت حوا رضی اللہ عنہا اپنے ساتھ کچھ سامان لے کر دنیا میں آئی تھی، اس میں ایک تنور بھی تھا۔

یہ ہماری بہنوں کا پرانا مزاج ہے کہ ماں باپ کے گھر سے سسرال جائے گی تو کچھ ضروری سامان ساتھ میں لے کر جائے گی، جیسا کہ ماں حوا رضی اللہ عنہا بھی جنت میں سے تنور ساتھ میں لے کر آئی تھی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

أَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہ وَنَسْتَعِیْنُہ وَنَسْتَغْفِرُہ وَنُؤْمِنُ بِہ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہ مِنْ شُرُوْرِاَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا،مَنْ یَّھدِہِ اللّٰہُ فَلَامُضِلَّ لَہ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَاھادِیَ لَہ وَنَشْھدُ اَنْ لَّااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَحْدَہ لَاشَرِیْک لَہ وَنَشْھدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَ شَفِیْعَنَا وَحَبِیْبَنَاوَاِمَامَنَاوَمَوْلَانَا مُحَمَّداً عَبْدُہ وَرَسُوْلُہ،صَلَوَاتُ اللّٰہِ تَبَارَک وَتَعَالٰی عَلَیْہِ وَ عَلٰی اٰلِہ وَاَصْحَابِہ وَذُرِّیَّاتِہ وَ اَھلِ بَیْتِہ وَاَھلِ طَاعَتِہ، وَبَارَک وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْراً کَثِیْراً

اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

وَاُوْحِیَ اِلٰی نُوْحٍ اَنَّہٗ لَنْ یُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا کَانُوْا یَفْعَلُوْنَ ۝۳۶ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْیُنِنَا وَوَحْیِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِیْ فِی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّھُمْ مُّغْرَقُوْنَ ۝۳۷ وَیَصْنَعُ الْفُلْكَ ۣ وَکُلَّمَا مَرَّ عَلَیْہِ مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِہٖ سَخِرُوْا مِنْہُ ۭ قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْکُمْ کَمَا تَسْخَرُوْنَ ۝۳۸ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ یَّاْتِیْہِ عَذَابٌ یُّخْزِیْہِ وَیَحِلُّ عَلَیْہِ عَذَابٌ مُّقِیْمٌ ۝۳۹ حَتّٰۤی اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ قُلْنَا احْمِلْ فِیْھَا مِنْ کُلٍّ زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ وَاَھْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَیْہِ الْقَوْلُ وَمَنْ اٰمَنَ ۭ وَمَآ اٰمَنَ مَعَہٗۤ اِلَّا قَلِیْلٌ ۝۴۰ (الھود)

ترجمہ: اورنوح (علیہ السلام) کی طرف وحی کی گئی کہ تمھاری قوم میں سے جو لوگ اب تک ایمان لا چکے ہیں ان کے سوا کوئی دوسرا ہرگز ایمان نہیں لاوے گا؛ لہٰذا جو کام وہ

لوگ کررہے ہیں اس کی وجہ سے تم غمگین مت ہوؤ﴿۳۶﴾اور (اے نوح!) تم ہماری نگرانی میں اور ہماری وحی (یعنی حکم) سے کشتی بناؤ اور تم ہم سے ظالموں (کی نجات) کے بارے میں بات مت کرو، یقیناً وہ (ظالم لوگ) ڈوبنے ہی والے ہیں﴿۳۷﴾اور نوح علیہ السلام نے کشتی بنانے کا کام شروع کردیا اور جب بھی ان کی قوم کے کچھ سردار لوگ اس کے پاس سے گذرتے تو وہ اس پر ہنستے تھے، نوح (علیہ السلام) نے کہا: اگر تم ہم پر ہنستے ہو تو ہم بھی (ایک دن) تم پر ہنسیں گے جس طرح تم (آج) ہم پر ہنستے ہو﴿۳۸﴾سو عنقریب تم لوگ جان لوگے کہ کس کے پاس ایسا عذاب آتا ہے جو اس کو رسوا کردے گا اور کس پر ہمیشہ رہنے والا عذاب اترتا ہے﴿۳۹﴾یہاں تک کہ جب (ہمارا عذاب دینے کا) حکم آپہنچا اور تنور (پانی سے) جوش مارنے لگا تو ہم نے حکم دیا کہ: ہر قسم کے جانوروں میں سے دو دو کے جوڑے اس (کشتی) میں سوار کرلو اور اپنے گھر والوں کو بھی؛ مگر جس کے بارے میں ہمارا حکم پہلے سے جاری ہوچکا ہو، اور جو ایمان لائے ہیں ان کو بھی (کشتی میں بٹھالو) اور نوح علیہ السلام کے ساتھ تھوڑے ہی لوگ ایمان لائے تھے﴿۴۰﴾

یہ سورۂ ہود کی آیتیں ہیں۔

اور یہی بات اللہ تعالیٰ نے ایک دوسری جگہ سورۂ تحریم، آیت نمبر دس (۱۰) میں بیان فرمائی:

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ ؕ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ﴿۱۰﴾

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لیے نوح (علیہ السلام) کی بیوی کی اور لوط

(علیہ السلام) کی بیوی کی حالت بیان فرمائی ہے، یہ دونوں (بیویاں) ہمارے دو خاص نیک بندوں کے نکاح میں تھیں، پھر ان دونوں نے ان دونوں (شوہروں) کے ساتھ بے وفائی کی تو وہ دونوں (نیک بندے) اللہ تعالیٰ کے عذاب کے مقابلے میں ان دونوں (بیویوں) کو کچھ بھی کام نہیں آسکے اور ان عورتوں کو حکم دیا گیا کہ دوسرے (آگ میں) داخل ہوئے لوگوں کے ساتھ تم دونوں بھی آگ میں داخل ہو جاؤ۔

اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر نبیوں میں سے ایک نبی حضرت نوح علیہ السلام ہیں۔

حضرت نوح علیہ السلام کا اصلی نام اور نوح نام کی وجہ تسمیہ

کہتے ہیں کہ: حضرت نوح علیہ السلام کا نام ''عبدالجبار'' تھا اور ان کو نوح ''نوحہ'' کی وجہ سے کہتے تھے۔

''نوحہ'' عربی میں ''رونے'' کو کہتے ہیں۔

حضرت نوح علیہ السلام اللہ کے سامنے بہت روتے تھے، اس رونے کی وجہ سے ان کا نام نوح مشہور ہو گیا، باقی ان کا نام عبدالجبار یا عبدالغفار تھا۔

حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی کی چند بری عادتیں:

(۱) کفر

کہتے ہیں کہ: ان کی ایک بیوی کافرہ تھی، ایمان نہیں لائی تھی اور پوری زندگی کفر پر رہی، اس کا نام ''وائلہ'' تھا۔

بعض تفسیر کی کتابوں میں ''والعہ'' لکھا ہے۔

بعض تفسیر کی کتابوں میں ''واغلہ'' لکھا ہے۔

اللہ کے نبی حضرت نوح علیہ السلام نے سب کو دین کی دعوت دی تو اپنی یہ بیوی وائلہ کو بھی آپ نے دین کی دعوت دی۔

اگلی شریعتوں اور شروع اسلام میں کافر کے ساتھ نکاح جائز تھا

اس زمانے میں ایسا کرنا جائز تھا کہ مسلمان کی شادی کافر کے ساتھ ہو اور کافر کی شادی مسلمان کے ساتھ ہو؛ لیکن بعد میں اللہ تعالیٰ نے حضرت نبیٔ کریم ﷺ کی امت کے واسطے یہ قانون بنا دیا کہ کوئی مسلمان کسی کافر عورت سے شادی نہیں کرسکتا اور کوئی مسلمان عورت کسی کافر مرد سے شادی نہیں کرسکتی، یہ قانون ایک دم صاف صاف قرآن میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرما دیا ہے:

وَلَا تَنۡكِحُوا الۡمُشۡرِكٰتِ حَتّٰى يُؤۡمِنَّ ؕ وَلَاَمَةٌ مُّؤۡمِنَةٌ خَيۡرٌ مِّنۡ مُّشۡرِكَةٍ وَّلَوۡ اَعۡجَبَتۡكُمۡ ۚ وَلَا تُنۡكِحُوا الۡمُشۡرِكِيۡنَ حَتّٰى يُؤۡمِنُوۡا ؕ وَلَعَبۡدٌ مُّؤۡمِنٌ خَيۡرٌ مِّنۡ مُّشۡرِكٍ وَّلَوۡ اَعۡجَبَكُمۡ ؕ (البقرۃ: ۲۲۱)

ترجمہ: اور تم (اے مسلمانو!) مشرکہ عورتوں سے اس وقت تک شادی مت کرو جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آویں اور (یہ بات یاد رکھو کہ) ایمان والی باندی (کسی بھی) مشرکہ عورت سے بہتر ہے، چاہے وہ (مشرکہ عورت) تم کو پسند آرہی ہو اور تم (مسلمان عورتوں کا) مشرک مردوں کے ساتھ نکاح مت کراؤ جب تک کہ وہ (مشرک) ایمان نہ لے آویں اور (یہ بات سن لو کہ ایک) ایمان والا غلام (کسی بھی) مشرک مرد سے بہتر ہے اگرچہ وہ (مشرک مرد) تم کو پسند آرہا ہو (تو بھی شادی مت کرو)۔

(۲) جاسوسی

حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں کافر سے نکاح جائز تھا؛اس لیے نوح علیہ السلام کی ایک بیوی کافرہ تھی، وہ ایمان نہیں لائی تھی، کافرہ ہونے کے ساتھ ساتھ اس میں ایک بری بات یہ تھی کہ وہ جاسوسی کرتی تھی۔

حضرت نوح علیہ السلام کے یہاں کوئی مہمان آتا تو وہ کافروں کو خبر کردیتی تھی کہ آج اللہ کے نبی کے پاس کوئی مہمان آیا ہے تو وہ کافر لوگ آکر حضرت نوح علیہ السلام کو تو ستاتے ہی تھے؛لیکن مہمان کو بھی ستاتے تھے۔

کوئی آدمی ایمان لانا چاہتا، مسلمان ہونا چاہتا اور اللہ کے نبی کے پاس آکر ایمان لاتا تو یہ بیوی اپنی قوم کے لوگوں کو، کافروں کو بتلادیتی تھی کہ فلاں آدمی ایمان لے آیا ہے تو وہ ظالم لوگ اس ایمان لانے والے کو جا کر پریشان کرتے، ستاتے، دکھ دیتے؛ تاکہ وہ آدمی ۔نعوذ باللہ۔ ایمان کو چھوڑ دے۔

(۳) نفاق

اسی طرح اس عورت کی ایک دوسری خطرناک عادت تھی کہ بہت دنوں تک یہ منافقہ بن کر نبی کے گھر میں رہی۔

منافقہ کا مطلب یہ ہوتا کہ: اوپر اوپر سے اپنے آپ کو مسلمان کہتی اور اندر سے وہ کافرہ تھی، تو نبی کو یوں کہے کہ: میں مسلمان ہوں، کلمہ پڑھ لیا ہے اور اندر سے وہ ایمان نہیں لائی تھی، وہ کافرہ تھی۔

(۴) اللہ کے نبی کو پاگل کہنا

ایک اور خطرناک بات اس عورت میں یہ تھی کہ: اللہ کے نبی کو پاگل کہتی تھی؛ حالاں کہ اس کے شوہر ہیں، ان کے ساتھ نکاح کیا ہے اور شادی کر کے ان کے گھر میں آئی ہے پھر بھی وہ اللہ کے نبی کو پاگل کہتی، مجنون کہتی۔

کوئی دوسرا آدمی پاگل کہے تو وہ بھی گناہ ہے اور یہ تو گھر کا آدمی، گھر کی عورت، بیوی وہ اپنے شوہر کو پاگل کہے تو اس کی وجہ سے اللہ کے نبی کو کتنی تکلیف پہنچتی ہوگی؟

حضرت نوح علیہ السلام کو اس بیوی کے پاگل کہنے سے بہت تکلیف ہوتی تھی؛ لیکن حضرت نوح علیہ السلام نے صبر کیا اور ایمان کی دعوت دیتے رہے۔

(۵) خیانت

یہ عورت خود اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ خیانت کرتی تھی۔

خیانت کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ: نبی کے گھر میں رہ کر ایمان کے ساتھ رہنا چاہیے، نبی کی بعض باتیں دوسروں کو بتلانا نہیں چاہیے، اس وقت کے حالات کے لحاظ سے نبی کے گھر کوئی مہمان آوے یا کوئی ایمان لاوے تو دوسروں کو بتانا نہیں چاہیے۔

لیکن یہ عورت نبی کے ساتھ رہ کر ایمان نہیں لائی، یہ بہت بڑی خیانت کی؛ کیوں کہ یہ دین پورا کا پورا اللہ تعالیٰ کی طرف سے امانت ہے، اللہ تعالیٰ خود قرآن میں ایک آیت میں فرماتے ہیں:

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ

يَّحۡمِلۡنَهَا وَاَشۡفَقۡنَ مِنۡهَا وَحَمَلَهَا الۡاِنۡسَانُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوۡمًا جَهُوۡلًا ۝۷۲ (الأحزاب)

ترجمہ: یقین رکھو یہ امانت (یعنی شریعت) ہم نے آسمانوں اور زمین اور پہاڑ کے سامنے پیش کی تھی تو انھوں نے تو اس (کی ذمے داری) کو اٹھانے سے انکار کر دیا اور ان (احکام کی ذمے داری) سے وہ لوگ ڈر گئے اور انسان نے اس کو اٹھالیا، یقیناً وہ (انسان) بہت بڑا ظالم، بہت بڑا جاہل ہے۔

یہ دین پورا کا پورا امانت ہے اور جو مرد اور عورت اس پر عمل نہ کرے وہ امانت میں خیانت کر رہے ہیں۔

تو اس عورت نے دین پر عمل نہیں کیا اور خیانت کی اور نبی کے یہاں آنے والے مہمان اور نبی کے یہاں ایمان لانے والے کی خبر لوگوں کو کر دیتی تھی، یہ بھی اس کی خیانت تھی۔

عورتوں کی بہترین صفت: شوہر کی ہر چیز میں امانت داری

یہاں رک کر میں آپ کو ایک اہم بات بتلاتا ہوں:

عورت کو اپنے شوہر کی باتوں کے بارے میں امانت دار ہونا چاہیے۔

شوہر کے مال میں امانت دار ہونا چاہیے۔

شوہر کی جو چیز اس کے پاس ہے اس میں امانت دار ہونا چاہیے۔

میاں بیوی آپس میں جو خفیہ (private) بات چیت کرتے ہیں وہ بات کسی اور کو نہیں بتلانا چاہیے، یہ بھی امانت ہے۔

شوہر کا مال ہے، پیسے ہیں، روپیے ہیں، ڈالر ہیں، شوہر کے گھر میں سامان ہیں

وہ شوہر کی اجازت کے بغیر کسی کو دینا نہیں چاہیے، یہ بھی امانت ہے۔

اور خود عورت کی ذات یہ بھی شوہر کی امانت ہے کہ وہ اپنی ذات، اپنے جسم کو کسی دوسرے مرد کو حوالے نہ کرے۔

تو یہ ایک بہت بڑی امانت داری ہے جو ہمیں بھی اپنی زندگی میں لانے کی ضرورت ہے کہ شوہر کی بات، شوہر کا مال، شوہر کی چیز یعنی خود اپنی ذات اس میں امانت داری کا ہمیشہ لحاظ کرنا چاہیے۔

لیکن یہ عورت حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی ہو کر امانت داری کا لحاظ نہیں کرتی تھی، اللہ کے نبی ایمان والے ہیں، ایمان کی دعوت دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں اور یہ عورت ایمان بھی نہیں لائی اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتی تھی اور یہ چیز اللہ تعالیٰ کو بالکل پسند نہیں ہے۔

بیوی کو شوہر کے دینی کاموں میں معاون بننا چاہیے، رکاوٹ نہ بننا چاہیے

ہماری دینی بہنوں کو اپنے شوہر کا منہج، مزاج، اپنے شوہر کا دینی طریقہ سمجھنا چاہیے، اگر شوہر دین دار ہے، عالم، حافظ، قاری، مفتی ہے تو اس کی دین داری میں اس کی مدد کرنی چاہیے، وہ جو بھی دین کا کام کرے اس دین کے کام میں عورت کو مدد کرنی چاہیے، رکاوٹ نہیں بننا چاہیے اور شوہر پر جو دینی ذمے داری ہے تو دینی ذمے داری ادا کرنے میں بھی عورت کو مدد کرنی چاہیے۔

اے کاش کہ میں بھی کوئی کتاب ہوتی!

ہمارے بزرگوں میں سے بہت سے عالموں کے بارے میں کتابوں میں لکھا ہے کہ وہ رات کو حدیث کی، مسائل کی کتابیں پڑھنے بیٹھتے تھے، آدھی آدھی رات ہوجاتی تھی کتابیں پڑھتے رہتے؛ چوں کہ صبح دوسروں کو کتاب پڑھانی ہوتی، مسائل پڑھانے ہوتے تو ان کی بیویوں کی باتیں کتابوں میں لکھی ہیں کہ ان کی بیویاں اپنی زبان سے یوں کہتی تھیں:

اِنَّ هٰذِهِ الْكُتُبَ أَشَدُّ عَلَيَّ مِنْ ثَلَاثَةِ ضَرَائِر۔

ترجمہ: یہ جو کتابیں ہیں وہ میرے لیے تین سوکن سے بھی زیادہ بھاری ہیں۔

اور کاش کہ میں کوئی کتاب ہوتی تو میرے شوہر مجھے بھی اس قدر دیکھتے!

ایسے ایسے ہمارے اسلاف تھے، اللہ والے تھے جو رات رات کتابیں پڑھتے رہتے تو ان کی بیویوں کو زبان سے ایسا کہنا پڑتا۔

عورتوں کو اپنے شوہر کا دینی مزاج، دینی ذمے داری وغیرہ چیزیں سمجھنی چاہیے۔

حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی نے اپنے شوہر کی دینی ذمے داری کو نہیں سمجھا اور دینی ذمے داری کی اس نے مخالفت کی تو اللہ تعالیٰ نے اس بیوی پر عذاب بھیجا اور اس کو بھی عذاب میں ہلاک کیا ہے، یہ عورت اپنے شوہر اللہ کے نبی کی دشمن بن گئی۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلانِ جنگ

میری دینی بہنو! اللہ تعالیٰ کے جو نیک بندے اور نیک بندیاں ہوتی ہیں ان کی کبھی دشمنی مت کرنا، جس نے اللہ تعالیٰ کے نیک بندے اور نیک بندیوں سے دشمنی کی تو

حدیث میں آتا ہے کہ: اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے لیے لڑائی کا اعلان ہے:

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: مَنْ عَادىٰ لِي وَلِيّاً فَقَدْ اٰذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ (بخاری شریف، کتاب الرقاق)

یعنی جو بھی اللہ تعالیٰ کے ولی کو ستاوے گا، اللہ تعالیٰ کی نیک بندی کو ستاوے گا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے لیے لڑائی کا اعلان ہے۔

یہ بیوی ہو کر اللہ تعالیٰ کے نبی کی دشمن تھی تو اللہ تعالیٰ نے اس عورت کو خطرناک عذاب میں مبتلا فرمایا اور اس بیوی نے خیانت سے کام لیا اور بیوی کی خیانت اولاد کے مقابلے میں بہت خطرناک سمجھی جاتی ہے۔

نوح علیہ السلام کا بیٹا بھی کافر تھا

ایسے تو نوح علیہ السلام کا ایک بیٹا بھی کافر تھا، وہ بھی خیانت کرتا تھا، اس کی بات بھی قرآن میں موجود ہے کہ نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو دعوت دی:

وَنَادٰى نُوْحُ ابْنَهٗ وَكَانَ فِيْ مَعْزِلٍ يّٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۲﴾ قَالَ سَاٰوِيْٓ اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ مِنَ الْمَآءِ ؕ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۚ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ ﴿۴۳﴾ (هود)

ترجمہ: اور نوح (علیہ السلام) نے اپنے بیٹے (یام جس کو کنعان کہتے ہیں، بعض روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ وہ آپ کا سوتیلا بیٹا تھا) کو۔ جو ایک الگ جگہ پر تھا۔ آواز دی: اے میرے پیارے بیٹے! تو ہمارے ساتھ (کشتی میں) سوار ہو جا اور تو کافروں کے ساتھ مت رہ۔ وہ بیٹا کہنے لگا کہ: ابھی میں کسی پہاڑ پر چلا جاؤں گا جو مجھ کو پانی میں

(ڈوبنے سے) بچالے گا۔نوح (علیہ السلام) نے فرمایا: آج اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے کوئی بچانے والا نہیں ہے؛ مگر جس پر اللہ تعالیٰ رحم کریں اوران دونوں (باپ بیٹے) کے درمیان ایک موج حائل ہوگئی، سووہ (بیٹا) ڈوبنے والوں میں سے ہوگیا۔

یعنی حضرت نوح علیہ السلام نے کہا:

اے بیٹے! ایمان لے آاور ہمارے ساتھ کشتی میں آجا۔

جواب میں وہ بیٹا جوانی کے نشے میں کہتا ہے:

ابا! آپ جس عذاب سے مجھ کو ڈراتے ہوتو جب پانی کا عذاب آئے گا تو میں کسی پہاڑ پر چلا جاؤں گا اور اپنے آپ کو بچالوں گا۔

حضرت نوح علیہ السلام نے اس کو فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے عذاب سے آج کوئی نہیں بچا سکتا، صرف ایمان سے بچ سکتے ہو۔

بیوی کا شوہر کے معاملے میں خیانت کرنا بڑا خطرناک ہے

بہر حال! بیٹے نے بھی خیانت کی؛ لیکن بیٹے کی خیانت کو اللہ تعالیٰ نے مثال کے طور پر بیان نہیں فرمایا، ہاں! بیوی نے جو خیانت کی اللہ تعالیٰ نے اس خیانت کو مثال کے طور پر اس آیت میں بیان فرمایا۔

اس سے معلوم ہوا کہ بیوی اگر شوہر کے معاملے میں خیانت کرے تو وہ خیانت بڑی خطرناک سمجھی جاتی ہے۔

عورت کو شوہر کے تابع رہنا چاہیے

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: یہ حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی اللہ تعالیٰ کے نبی کے

نکاح میں تھی، یہاں لفظ ہے:

کانتا تحت عبدین من عبادنا۔

''تَحتَ'' کا لفظ ہے، اس کا میں ترجمہ کروں تو اللہ تعالیٰ یہ بتلانا چاہتے تھے کہ: یہ بیوی اپنے شوہر حضرت نوح علیہ السلام کی ماتحتی (Under) میں تھی۔

اس سے یہ بات سمجھ میں آئی کہ عورتوں کو اپنے شوہر کے ماتحت رہ کر شریعت کے قانون کے مطابق زندگی گذارنی چاہیے اور عورتوں کا شوہر کے اوپر سوار ہونا، شوہر سے آگے ہوجانا، شوہر کی نافرمانی کرنا، شوہر کی بات نہ ماننا یہ اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے۔

بہرحال! یہ عورت ایمان نہیں لائی، اللہ کے نبی کی مخالفت کرتی رہی، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر خطرناک عذاب بھیجا گیا۔

اور عذاب کیا آیا؟ پوری دنیا پانی سے بھر گئی۔

تنّور کا مطلب

ایک چھوٹا سا کھڈا بناتے ہیں، کھڈے میں آگ جلاتے ہیں اور اس میں روٹی بنتی ہے، دلی، دیوبند، سہارنپور میں اس طرح کھڈے میں تنور لگا کر روٹی بناتے ہیں، اس کو تنور کی روٹی کہتے ہیں، اس میں آگ جلتی ہے۔

وہاں ایک تنور تھا جس میں آگ جلتی تھی، روٹی بنائی جاتی تھی۔

تنور جنت سے ماں حوا رضی اللہ عنہا لائی تھی

کہتے ہیں کہ: حضرت حوا رضی اللہ عنہا جنت میں سے وہ تنور لے کر آئی تھی۔

یعنی ماں حوا رضی اللہ عنہا کو جب اللہ تعالیٰ نے دنیا میں اتارا تھا تو جنت میں سے دنیا

میں آتے آتے حضرت حوا رضی اللہ عنہا اپنے ساتھ کچھ سامان لے کر دنیا میں آئی تھی، اس میں ایک تنور بھی تھا۔

عورتوں کا پرانا مزاج

یہ ہماری بہنوں کا پرانا مزاج ہے کہ ماں باپ کے گھر سے سسرال جائے گی تو کچھ ضروری سامان ساتھ میں لے کر جائے گی، جیسا کہ ماں حوا رضی اللہ عنہا بھی جنت میں سے تنور ساتھ میں لے کر آئی تھی۔

عذاب کی ایک نشانی: تنور میں سے پانی کا ابلنا

اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا تھا کہ: جب اس تنور میں سے۔جس میں آگ ہے۔ آگ بجھ جائے اور اندر سے پانی کا فوارہ نکلے تو سمجھ جانا کہ اللہ کا عذاب آرہا ہے۔

اور ہوا بھی ایسا، حضرت نوح علیہ السلام نے نوسو پچاس (۹۵۰) سال لگاتار اپنی قوم کو دین کی دعوت دی اور قوم کے اکثر لوگ ایمان نہیں لائے تو ایک دن صبح صبح اس تنور میں سے پانی کا فوارہ نکلا اور اللہ تعالیٰ کا عذاب آنا شروع ہوا، پوری دنیا میں اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا۔

عذاب کی کیفیت اور ہولناکی

دینی بہنو! اتنا بڑا عذاب آیا کہ پوری دنیا میں پانی! آسمان سے پانی برس رہا ہے، زمین میں سے پانی نکل رہا ہے اور پوری دنیا ڈوب گئی، ختم ہو گئی۔

بلکہ تفسیر میں لکھا ہے کہ: اس زمانے میں دنیا میں جو سب سے اونچا پہاڑ تھا،

اس پہاڑ کی سب سے اوپر کی جو چوٹی پر چالیس ہاتھ پانی تھا، اندازہ لگاؤ! کتنا بڑا عذاب ہوگا؟

کعبۃ اللہ کو بھی اللہ تعالیٰ نے آسمان پر اٹھالیا اور حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے ساتھ ایمان والے کشتی میں بیٹھ گئے، اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو بچالیا، حضرت نوح علیہ السلام کی پوری قوم کو غرق کر کے ختم کر دیا۔

ان کا ایک بیٹا- جو ایمان نہیں لایا تھا وہ- ڈوب کر ختم ہو گیا۔

اور ان کی بیوی ''واغلہ'' کو بھی- جو ایمان نہیں لائی تھی- اللہ تعالیٰ نے ڈوبا کر کے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا۔

ایمان کے بغیر نیک لوگوں کی صحبت فائدہ نہیں دیتی

میری دینی بہنو! انسان جب نیک لوگوں سے دوستی رکھتا ہے تو اس کا فائدہ ہوتا ہے؛ لیکن اس کے لیے ایمان لانا شرط ہے، اگر ایمان ہوگا تو نیک لوگوں کی دوستی فائدہ دے گی اور ایمان نہیں ہوگا تو نیک لوگوں کی دوستی فائدہ نہیں دے گی۔

حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی ایک نبی کے نکاح میں تھی؛ لیکن ایمان نہیں تھا، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کو دنیا میں پانی میں غرق کر دیا اور آخرت میں اس کو جہنم کی آگ میں داخل کریں گے۔

ایمان کے بغیر نبی یا نیک لوگوں کی رشتے داری بھی فائدہ نہیں دیتی

اسی طریقے سے کوئی آدمی نبی کے ساتھ یا اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے ساتھ رشتے داری رکھتا ہو، دوستی اور رشتے داری فائدہ دیتی ہے؛ لیکن اس کے لیے بھی اپنے

اندر ایمان ہونا چاہیے، اپنے اندر کچھ نیک اعمال بھی ہونا چاہیے تو یہ دوستی اور رشتے داری اللہ تعالیٰ کے یہاں فائدہ دیتی ہے۔

ہائے بدنصیبی!

دینی بہنو! بعض لوگ اتنے بدنصیب ہوتے ہیں، اتنے برے نصیب والے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسا برا نصیب والا ہونے سے ہماری حفاظت فرمائیں۔ کہ نبی کے گھر میں رہتے رہتے بھی ایمان کی توفیق نہیں ہوئی۔

لہٰذا کہیں ایسا نہ ہو جاوے کہ کوئی اللہ تعالیٰ کا نیک بندہ ہمارے ساتھ شادی کر لیوے؛ لیکن اس کے باوجود ہماری زندگی میں نیکی نہ آئے۔ وہ تو اللہ تعالیٰ کا بندہ ہمارا شوہر نیک ہے، نمازی ہے، دین دار ہے؛ لیکن آج تک ہماری زندگی میں دین داری نہ آئی۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے، یہ بہت بڑی بدبختی کی بات ہے، بہت بڑے برے نصیبے کی بات ہے کہ کسی نیک کے ساتھ رہے اور اپنے اندر کچھ نہ آوے۔

جیسے نوح علیہ السلام کی بیوی ایک نبی کے ساتھ رہی؛ لیکن اس نے نبی کے ساتھ رہ کر دین نہیں سیکھا، ایمان نہیں سیکھا، اچھے اعمال نہیں سیکھے تو اللہ تعالیٰ نے اس بیوی کو جہنم کی آگ میں داخل فرمایا اور دنیا میں پانی میں ڈبو کر کے ختم کر دیا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کے لیے ''عِبَادِنَا'' کا لفظ استعمال فرمایا، اس سے ان دونوں نبیوں کی خصوصی فضیلت ظاہر ہوتی ہے کہ یہ دونوں نبی اللہ تعالیٰ کے بہت زیادہ برگزیدہ اور اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں میں سے سمجھے جاتے تھے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی اچھے لوگوں کے ساتھ رہنے کی اور ان سے اچھی عادتیں سیکھنے کی توفیق عطا فرماوے، اچھے لوگوں کے ساتھ رہ کر اچھی زندگی گذارنے کی اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے اور حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی کا جو برا انجام ہوا ایسے برے انجام سے اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے، آمین۔

حضرت لوط علیہ السلام

کی

بیوی کا واقعہ

اقتباس

حضرت لوط علیہ السلام سمجھاتے رہے اور سمجھانے کے بعد اللہ سے دعا کی:

قَالَ اِنِّیۡ لِعَمَلِکُمۡ مِّنَ الۡقَالِیۡنَ ﴿۱۶۸﴾ رَبِّ نَجِّنِیۡ وَ اَہۡلِیۡ مِمَّا یَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۶۹﴾

پہلی بات تو یہ کہی: اے لوگو! کان کھول کر سن لو! تم بے شرمی کرتے ہو۔

بے حیائی کے کام کرتے ہو۔ لوگوں کو لوٹتے ہو۔

مجلس میں بیٹھ کر غلط کام کرتے ہو، میرا ایسے غلط کاموں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

اس آیت کے توسط سے میں آپ کو ایک نصیحت کرتا ہوں کہ: آپ کہیں بیٹھے ہوں اور کسی کی غیبت، کسی پر تہمت اور الزام لگانا شروع ہو جائے تو فوراً کہہ دو کہ: غیبت بند کرو، تہمت لگانا بند کرو، میرا ایسی غلط بات سے تعلق نہیں، اچھی بات کرو، ایسی غیبت اور تہمت کی بات ہم نہ سنتے ہیں، نہ بولتے ہیں، یہ شریعت کا قانون ہے، دین کا قانون ہے، دوسرے کو برا لگے کوئی بات نہیں۔

بہت سی مرتبہ آدمی سوچتا ہے کہ میں ایسا کہوں گا تو برا لگ جائے گا۔

اسی طرح نعوذ باللہ! تم بیٹھے ہو اور گھر میں کسی نے فلم شروع کر دی، موبائل پر میوزک (Music) چالو کر دیا، واٹس اپ (Whatsapp) پر غلط غلط باتیں دکھانا شروع کر دیا، حرام چیزیں دکھانا شروع کر دیا تو فوراً کہہ دو:

اِنِّیۡ لِعَمَلِکُمۡ مِّنَ الۡقَالِیۡنَ۔

یہ غلط بات ہے، میرا اس سے کوئی تعلق نہیں، بند کرو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

أَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِاَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا،مَنْ یَّھدِہِ اللّٰہُ فَلَامُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَاھادِیَ لَہٗ وَنَشْھدُ اَنْ لَّآاِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَ شَفِیْعَنَا وَحَبِیْبَنَاوَاِمَامَنَاوَمَوْلَانَا مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ،صَلَوَاتُ اللّٰہِ تَبارَکَ وَتَعَالٰی عَلَیْہِ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَذُرِّیَّاتِہٖ وَ اَھلِ بَیْتِہٖ وَاَھلِ طَاعَتِہٖ، وَبَارَکَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْراً کَثِیْراً

اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِہٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَۃَ مَا سَبَقَکُمْ بِھَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۸۰﴾ اِنَّکُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَھْوَۃً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ط بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَمَا کَانَ جَوَابَ قَوْمِہٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْھُمْ مِّنْ قَرْیَتِکُمْ ج اِنَّھُمْ اُنَاسٌ یَّتَطَھَّرُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَاَنْجَیْنٰہُ وَاَھْلَہٗٓ اِلَّا امْرَاَتَہٗ ز کَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِیْنَ ﴿۸۳﴾ وَاَمْطَرْنَا عَلَیْھِمْ مَّطَرًا ط فَانْظُرْ کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الْمُجْرِمِیْنَ ﴿۸۴﴾ (الأعراف)

ترجمہ: اور (ہم نے) لوط (علیہ السلام) کو (رسول بنا کر بھیجا) جب لوط (علیہ السلام) نے اپنی قوم سے کہا: کیا تم ایسی بے حیائی کا کام کرتے ہو جو تم سے پہلے (تمام) عالم والوں میں سے کسی نے نہیں کیا؟ ﴿۸۰﴾ یقیناً تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس شہوت پوری کرنے کے لیے آتے ہو؛ بلکہ تم تو (حد سے) آگے نکل چکے ہو ﴿۸۱﴾ اور ان (لوط علیہ السلام) کی قوم کے پاس کوئی جواب نہیں تھا، بس وہ (آپس میں) یوں کہنے لگے کہ: تم

ان کو اپنی بستی سے نکال دو، یقیناً یہ لوگ تو بہت ہی پاک رہنا چاہتے ہیں ﴿۸۲﴾

(یہ ایک اور بھیانک بیماری ہے کہ نیک اور ان کو پاک رہنے والوں کو ان کی نیکی پر طنز کیا جائے اور ان کو تنگ کر کے نیکی سے روکنے کی خطرناک سازش کی جائے، قومِ لوط والا یہ طرز تو آج بھی عام ہو رہا ہے)

سو ہم نے ان (لوط علیہ السلام) کو اور ان کے متعلقین کو (عذاب سے) بچا لیا؛ مگر ان کی بیوی وہ تو (عذاب میں) پیچھے رہنے والوں میں سے تھی ﴿۸۳﴾ اور ہم نے ان پر ایک زوردار (پتھروں کی) بارش برسائی، سو تم دیکھو کہ جرم کرنے والوں کی سزا کیسی رہی!! ﴿۸۴﴾

وقال تعالیٰ:

قَالُوْا يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ ؕ اِنَّهٗ مُصِيْبُهَا مَآ اَصَابَهُمْ ؕ اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ؕ اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ ﴿۸۱﴾ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ۙ مَّنْضُوْدٍ ﴿۸۲﴾ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ ؕ وَمَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ ﴿۸۳﴾ (الھود)

ترجمہ: ان آنے والوں (یعنی فرشتوں) نے کہا: اے لوط! یقیناً ہم تو تمھارے رب کے بھیجے ہوئے (فرشتے) ہیں، وہ تم تک ہرگز نہیں پہنچ سکتے؛ لہذا تو اپنے اہل (یہاں اہل سے تمام ایمان والے مراد ہے) کو لے کر رات کے کسی حصے میں (بستی سے) نکل جا اور تم میں سے کوئی بھی پیچھے مڑ کر نہ دیکھے؛ مگر تمھاری بیوی ان (قوم کے لوگوں) پر جو عذاب آنے والا ہے یقیناً وہ عذاب اس پر بھی آ کر ہی رہے گا، یقیناً ان پر

عذاب اترنے کے لیے صبح کا وقت مقرر ہے، کیا صبح بالکل نزدیک نہیں ہے ﴿۸۱﴾ پھر جب ہمارے (عذاب کا) حکم آ گیا تو ہم نے اس (زمین کو پلٹ کر) اس کے اوپر والے حصے کو نیچے والا حصہ کر دیا اور ہم نے اس (بستی) پر پکی ہوئی مٹی کے پتھر مسلسل برسائے ﴿۸۲﴾ تمھارے رب کی طرف سے اس پر (خاص) نشان لگے ہوئے تھے (عذاب والے پتھر دوسرے عام پتھروں سے بالکل الگ تھے اور اس پر ہر مجرم کا نام لکھا ہوا تھا، جس پتھر پر جس کا نام تھا وہ اس کو آ کر لگتا تھا) اور وہ (بستیاں مکہ کے) ظالموں سے کچھ دور بھی نہیں ہیں ﴿۸۳﴾

وقال تعالیٰ:

رَبِّ نَجِّنِیْ وَاَهْلِیْ مِمَّا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ فَنَجَّیْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ اَجْمَعِیْنَ ﴿۱۷۰﴾ اِلَّا عَجُوْزًا فِی الْغٰبِرِیْنَ ﴿۱۷۱﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِیْنَ ﴿۱۷۲﴾ وَاَمْطَرْنَا عَلَیْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِیْنَ ﴿۱۷۳﴾ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۷۴﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۷۵﴾ (الشعراء)

ترجمہ: اے میرے رب! مجھ کو اور میرے گھر والوں کو جو (برے) کام وہ کر رہے ہیں اس سے نجات عطا فرمائیے ﴿۱۶۹﴾ سو ہم نے ان (لوط علیہ السلام) کو اور ان کے سب گھر والوں کو نجات دی ﴿۱۷۰﴾ مگر ایک بوڑھیا جو پیچھے رہ جانے والوں میں شامل رہی (یعنی حضرت لوطؑ کی بیوی جو ایمان نہیں لائی) ﴿۱۷۱﴾ پھر ہم نے دوسرے لوگوں کو ہلاک کر دیا ﴿۱۷۲﴾ اور ہم نے ان پر (عجیب قسم کے پتھر کی) بارش برسائی، سو جن لوگوں کو ڈرایا گیا تھا (ان پر) بہت بری بارش تھی ﴿۱۷۳﴾ یقیناً اس میں بڑی (عبرت کی) نشانی ہے اور ان میں کے اکثر لوگ ایمان لانے والے نہیں ہیں ﴿۱۷۴﴾

اور یقیناً آپ کے رب وہی بڑے زبردست، بڑے رحم کرنے والے ہیں ﴿۱۷۵﴾

ایک سلسلہ چل رہا ہے کہ قرآن میں جن عورتوں کے واقعات آئے ہیں ان کو میں آپ کی خدمت میں بیان کرتا ہوں، الحمد للہ! اس میں سے زیادہ تر عورتوں کے واقعات بیان کردیے ہیں، دو تین عورتوں ہی کے واقعات باقی ہیں، ہم کوشش کرتے ہیں اور اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ قرآن کے جو واقعات باقی ہیں وہ اللہ مکمل کروادیویں؛ تاکہ پھر ہم حضرت نبیٔ کریم ﷺ کی پاک بیویاں امہات المؤمنین اور نیک صحابیات کے واقعات کا سلسلہ شروع کریں، اللہ اپنا فضل و کرم فرما کر یہ دونوں کام مکمل کرادیں، ہم سب کے لیے اور پوری امت کے لیے ہدایت، خیر، رحمت اور برکت کا ذریعہ بنادیں۔

یہ واقعہ قرآن میں آٹھ (۸) جگہ آیا ہے

اللہ تعالیٰ کے ایک نبی ہیں جن کا نام حضرت ''لوط علیہ السلام'' ہیں، ان کی بیوی کا قصہ قرآن میں تقریباً آٹھ جگہ پر آیا ہے، آپ اندازہ لگاؤ کہ اس عورت کا واقعہ کتنا اہم اور کیسا نصیحت کا ہوگا!!!

کاش یہ عورت اپنی خوش نصیبی سے فائدہ اٹھالیتی!

یہ عورت اللہ کے نبی حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی ہوتی ہے، نبی اللہ کے بڑے نیک و صالح بندے ہوتے ہیں، بہت اونچے درجے کے تقویٰ والے بندے ہوتے ہیں؛ لیکن ان کی بیوی اللہ کے نبی کی دشمن تھی؛ حالاں کہ یہ بڑی خوش نصیب تھی کہ نبی کے ساتھ نکاح کیا، نبی کے گھر میں رہ کر اس کو اچھی زندگی گذارنی تھی، نبی سے اللہ کا دین سیکھ کر عمل کرکے جنتی بننے کا اس کے لیے موقع تھا اور جنت میں بھی نبی کے ساتھ رہ

سکتی تھی؛لیکن اس عورت نے اتنا اچھا موقع اپنے ہاتھ سے کھودیا، نبی کے گھر میں رہتے ہوئے وہ اللہ پر ایمان نہیں لائی، نبی پر ایمان نہیں لائی اور دنیا میں بھی اس کو عذاب ہوا اور آخرت میں بھی جہنم میں جائے گی۔

کاش کہ یہ عورت اس خوش نصیبی سے فائدہ اٹھالیتی!

حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی کا نام

ایک روایت میں اس عورت کا نام ''والہہ'' آیا ہے۔

بعض تفسیروں میں ''واہلہ'' آیا ہے۔

بعض تفسیروں میں اس کا نام ''ہیشفع'' لکھا ہوا ہے۔

حضرت لوط علیہ السلام کا کچھ تعارف

حضرت لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے ہوتے ہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تو ہم سب جانتے ہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ایک بھائی تھے، اس کا نام ''حاران'' تھا، حضرت لوط علیہ السلام حاران کے بیٹے ہوتے ہیں۔

عراق میں ''بابل'' شہر میں یہ رہتے تھے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب لوگوں کو دین کی دعوت دی اور عراق والے ایمان نہیں لائے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہجرت کی، ہجرت کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ان کی بیوی حضرت سارہ تھی اور تیسرے ان کے بھتیجے حضرت لوط علیہ السلام تھے، یہ تینوں نے ہجرت کی اور ہجرت کر کے فلسطین چلے گئے اور فلسطین اور اس کے اطراف میں لوگوں کو دین کی دعوت دینے کا کام شروع کیا۔

کچھ وقت گذرنے کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بھتیجے حضرت لوط علیہ السلام کو فرمایا کہ: تم اردن کے علاقے میں چلے جاؤ، وہاں ایک نافرمان قوم ہے جو اللہ کی نافرمانی کرتی ہے، کھلم کھلا بے حیائی، بے شرمی کا کام کرتی ہے، وہاں جا کر لوگوں کو ایمان کی دعوت دو، لوگوں کو اللہ کا دین سمجھاؤ، حیا اور شرم سمجھاؤ اور ان کو گناہوں سے بچانے کی محنت کرو۔

حضرت لوط علیہ السلام سدوم شہر میں

اللہ کے حکم اور اسی طرح اپنے چچا جان کے مشورے کی وجہ سے حضرت لوط علیہ السلام چلے گئے اور جورڈن میں ایک شہر تھا، اس شہر کا نام ''سدوم'' تھا اور اس کے قریب میں ایک دوسرا شہر ''عامورہ'' تھا، ایسے پانچ سات چھوٹے بڑے شہر تھے، حضرت لوط علیہ السلام وہاں چلے گئے اور وہاں جا کر لوگوں کو ایمان کی دعوت دینا شروع کیا۔

سدوم والوں کی بعض بری عادتیں

سدوم شہر کے لوگ بڑے خطرناک گناہوں میں پڑے ہوئے تھے، ایک اللہ پر ایمان نہیں رکھتے تھے اور بے حیائی، بے شرمی بہت خطرناک ان کے اندر تھی، خود اللہ نے قرآن میں یہ لفظ استعمال فرمایا:

اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ ۡ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۸﴾ (العنکبوت)

ترجمہ: جب لوط (علیہ السلام) نے اپنی قوم سے کہا کہ: حقیقت میں تم ایسی بے حیائی کا کام کرتے ہو جو تم سے پہلے تمام دنیا والوں میں کسی نے نہیں کیا۔

حضرت لوط علیہ السلام نے جا کر ان کو ایمان کی دعوت دی، ایک اللہ کی عبادت کی دعوت دی، حیاو شرم، عفت و پاک دامنی والی زندگی گذارنے کی دعوت دی۔

وہاں کے لوگ راستے پر بیٹھے رہتے اور راستے پر سے گذرنے والوں کو ستاتے تھے، لوٹ لیتے تھے، کنکر مارتے تھے، حضرت لوط علیہ السلام نے سمجھایا کہ: تم راستے پر سے گذرنے والوں کو کیوں پریشان کرتے ہو؟ کیوں لوٹتے ہو؟ جو راستے سے گذریں ان کی مدد کرو، ان کو راستہ بتاؤ، جو پریشان ہوں ان کی مدد کرو، خدمت کرو، حضرت لوط علیہ السلام نے ان کو سمجھایا، سمجھاتے سمجھاتے کئی سال گذر گئے۔

بعض بیوی بچے دشمن ہوتے ہیں

حضرت لوط علیہ السلام جب اس علاقے میں دین کی دعوت دینے کے لیے آئے تو کنوارے تھے، وہاں اسی والہہ نامی عورت سے آکر آپ نے نکاح کیا، ہر بیوی کو اپنے شوہر کے ساتھ وفادار بن کر رہنا چاہیے؛ لیکن یہ عورت بڑی بے وفا نکلی، قرآن میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ (التغابن:۱۴)

ترجمہ: اے ایمان والو! تمھاری بیویاں اور تمھاری اولاد میں سے کچھ تمھارے دشمن ہیں، سو تم ان کی (شریعت کے خلاف) بات ماننے سے بچتے رہو۔

اللہ ہمارے تمام مسلمان بھائی اور بہنوں کو اس آیت میں بیان فرمائی گئی دشمنی سے ہمیشہ حفاظت میں رکھے، آمین۔

جو عورت خود گناہ کے کاموں پر چلے۔
جو عورت خود اپنے شوہر کو دین کا کام نہ کرنے دے۔
جو عورت خود اپنے شوہر کو نیکی کے راستے سے ہٹا دے۔
جو عورت اپنے شوہر کو شریعت کے خلاف کام کرنے کے لیے اصرار کرے۔
جو عورت شوہر کی دین داری میں رکاوٹ بنے۔
وہ عورت حقیقت میں دشمن ہے۔

بیوی کو شوہر کے دینی کاموں میں رکاوٹ نہیں بننا چاہیے

اس لیے آپ کبھی بھی اپنے شوہر، اپنی اولاد کے لیے اچھے کاموں میں رکاوٹ مت بننا، شوہر نماز پڑھنا چاہے، دین دار بننا چاہے، شریعت پر عمل کرنا چاہے، صدقہ و خیرات کرنا چاہے، اللہ کے راستے میں جماعت میں جانا چاہے، مدرسے میں جانا چاہے تو ہمیشہ اس کا ساتھ دینا، ان کی مدد کرنا۔

بہر حال! سدوم کے لوگوں نے حضرت لوط علیہ السلام پر ظلم کرنا شروع کیا، اللہ کے نبی ان کو اچھی باتیں سکھاتے تو وہ اللہ کے نبی کی مخالفت کرتے اور اللہ کے نبی کو پریشان کرتے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السلام کے گھر میں دو بیٹیاں عطا فرمائی تھیں: ایک بیٹی کا نام ریثا تھا اور دوسری بیٹی کا نام ذعرتا تھا۔

قوم کا حضرت لوط علیہ السلام پر زبردستی ایک قانون

انھوں نے حضرت لوط علیہ السلام پر زبردستی ایک قانون یہ جاری کیا تھا کہ کسی کو

اپنے گھر پر مہمان نہ رکھے، کیسی ظالم قوم تھی؟

جب کوئی مہمان آتا تو حضرت لوط علیہ السلام اس کو گھر میں چھپا کر رکھتے تھے؛ لیکن ان کی بیوی بڑی ظالمہ تھی، دشمن تھی، وہ قوم کے لوگوں کو خبر کر دیتی تھی۔

حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی کی جاسوسی کا عجیب طریقہ

اس زمانے میں ٹیلیفون نہیں تھے؛ اس لیے اس نے خبر کرنے کا عجیب طریقہ اپنا رکھا تھا کہ اگر رات میں کوئی مہمان آتا تو یہ گھر کے باڑے میں آگ جلاتی تھی، اس نے قوم کے ظالموں کو بتا رکھا تھا کہ میں آگ جلاؤں تو تم سمجھ جانا کہ ہمارے گھر کوئی مہمان آیا ہے۔

جب آگ جلتی تو لوگ دور دور سے دیکھ لیتے اور سمجھ جاتے کہ حضرت لوط علیہ السلام کے گھر مہمان آئے ہیں، پھر ظالم لوگ دوڑتے ہوئے آتے اور حضرت لوط علیہ السلام کو ستاتے اور مہمان کو بھی ستاتے تھے۔

اور اگر دن میں کوئی مہمان آتا اور حضرت لوط علیہ السلام اس کو چھپا کر رکھتے تو آپ کی یہ بیوی گیلی اور تازی کچھ لکڑیاں اس طرح جلاتی تھی کہ دھواں نکلتا، دھواں اوپر اٹھتا تھا تو اس کی وجہ سے ظالم لوگ سمجھ جاتے تھے کہ حضرت لوط علیہ السلام کے گھر مہمان آئے ہیں۔

مہمانوں کا اکرام کرنا چاہیے

حالاں کہ حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عن أبي هريرة أنَّ رسولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قال: وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ (متفق عليه)

جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھے اس کو چاہیے کہ آنے والے مہمان کا اکرام کرے۔

گھر پر کوئی مہمان آوے تو ان کا اکرام کرنا سنت ہے۔

مسلمانوں کی ایک خوبی

دینی بہنو! اللہ نے مسلمان عورتوں کو یہ خوبی عطا فرمائی ہے کہ ماشاء اللہ! وہ خوشی خوشی مہمانوں کی خدمت کرتی ہیں، یہ بھی جنت میں جانے کا ثواب کمانے کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔

ایک صحابی کی مہمان نوازی کا عجیب واقعہ

ہمارے پاس سیرت میں ایسے ایسے واقعات ہیں کہ صحابہ اور صحابی عورتوں کے گھر کوئی مہمان آتا تھا اور ان کے گھر میں جو تھوڑا سا کھانا ہوتا تھا تو وہ میاں بیوی آپس میں مشورہ کرتے تھے اور شوہر بیوی کو کہتا کہ: جب کھانا پک کر تیار ہو جاوے اور میں مہمان کے ساتھ کھانے کے لیے دستر خوان پر بیٹھ جاؤں تو تو چراغ کو ٹھیک کرنے کے بہانے سے بجھا دینا، جب اندھیرا ہو جائے گا تو میں بیٹھا رہوں گا اور مہمان پیٹ بھر کر کھانا کھا لے گا۔

ایسے صحابہ کے جذبات تھے!!!

بہر حال! قوم کے ظالم لوگ آکر مہمانوں کو ستاتے تھے اور حضرت لوط علیہ السلام کو بھی گالیاں دیتے تھے، کہتے تھے کہ: ہم نے آپ کو منع کیا تھا کہ کسی کو مہمان مت رکھو، پھر کیوں آپ مہمان رکھتے ہو؟

حضرت لوط علیہ السلام ان کو بہت سمجھاتے؛ لیکن یہ ماننے کے لیے تیار نہ ہوتے۔

حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی کی چند بری عادتیں

بہر حال! حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی میں چند بری عادتیں تھیں:

(۱) اپنے شوہر کی دشمن اور بے وفا تھی۔

(۲) اپنے شوہر اللہ کے نبی پر ایمان نہیں لائی۔

(۳) مہمان کی خبر قوم کو دے دیتی تھی۔

بوڑھاپے کے باوجود گناہ نہیں چھوڑے

شادی سے لے کر بوڑھی ہوگئی وہاں تک پوری زندگی یہ بری عادات اس میں رہیں۔

بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ جوانی میں آدمی کسی برے کام میں مشغول ہوتا ہے؛ لیکن آہستہ آہستہ عمر زیادہ ہوجاتی ہے اور بچے ہوجاتے ہیں تو گناہ چھوٹ جاتے ہیں، توبہ کر لیتے ہیں، زندگی بدل جاتی ہے؛ لیکن حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی عجیب تھی کہ بوڑھاپے کی عمر آ گئی؛ لیکن اس میں کوئی تبدیلی نہیں آئی، نبی کے گھر میں رہ کر بھی نہیں بدلی، برابر کفر، جاسوسی، غداری اور نافرمانی کرنے میں اس نے پوری زندگی گذار دی۔

گناہ کے کام میں مدد کرنا بھی گناہ ہے

حضرت لوط علیہ السلام کیا کر سکتے تھے؟ لوگوں کو سمجھاتے تو بیوی کو بھی سمجھاتے؛ لیکن یہ بیوی بالکل سمجھنے کے لیے تیار نہیں؛ بلکہ یہ تو ظالموں کی مدد کرتی تھی، کافروں کی

مدد کرتی تھی، دشمنوں کی مدد کرتی تھی؛ حالاں کہ قرآن میں اللہ نے فرمایا:

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (المائدۃ:۲)

ترجمہ: اور نیکی کے کام میں مدد کرو اور گناہ کے کام میں مدد بالکل مت کرو۔

میری دینی بہنو! یاد رکھنا کوئی غلط کام کرتا ہو اس کو سمجھاؤ، نصیحت کرو؛ مگر غلط کام کرنے میں کبھی کسی کی مدد مت کرو، گناہ کے کام میں کبھی مدد مت کرو، اس بات کو سن لو! گناہ کے کام میں اگر تم نے مدد کی تو جب گناہ کرنے والے پر عذاب آئے گا تو مدد کرنے والے پر بھی اللہ کا عذاب آتا ہے، میں بہت ساری تفصیلات آپ کو مجمع عام میں بیان نہیں کر سکتا؛ لیکن ایسا ہوتا ہے کہ کوئی عورت گناہ کے کام میں ہے اور دوسری بہن اس کی مدد کرتی ہے یہ تو بہت ہی برا ہے، کبھی ایسا کام مت کرو، اللہ سے توبہ کرو، اللہ ایسی بری عادت سے بچنے کی توفیق عطا فرماوے، آمین۔

حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کی ایک خطرناک عادت جو آج عام ہو رہی ہے

حضرت لوط علیہ السلام سمجھانے جاتے تو قوم کے لوگ کیا کہتے:

وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ﴿۸۲﴾ (الأعراف)

ترجمہ: اور ان (لوط علیہ السلام) کی قوم کے پاس کوئی جواب نہیں تھا، بس وہ (آپس میں) یوں کہنے لگے کہ: تم ان کو اپنی بستی سے نکال دو، یقیناً یہ لوگ تو بہت ہی پاک رہنا چاہتے ہیں۔

یہ بھی ایک بہت خطرناک عادت ہے جو اللہ نے قرآن میں بیان فرمائی کہ نیک اوران کو پاک رہنے والوں کو ان کی نیکی پر طنز کیا جائے اور ان کو تنگ کر کے نیکی سے روکنے کی خطرناک سازش کی جائے، قومِ لوط والا یہ طرز تو آج بھی عام ہورہا ہے۔

دیکھو! آج بھی ہماری سوسائٹی، شہر میں ایسی بات دیکھنے کو ملتی ہے کہ کسی کو سمجھاؤ، نصیحت کرو تو سامنے والا بعض مرتبہ کیا جواب دیتا ہے کہ یہ تو بڑا نیک بن کر رہنا چاہتا ہے، بہت ولی بننا چاہتا ہے، ایسے جواب لوگ دے دیتے ہیں۔

دینی بہنو! یاد رکھو! ایک ہے گناہ کرنا، دوسرا ہے گناہ کو ہلکا اور معمولی سمجھنا، اگر غلطی سے گناہ ہوجائے تو اللہ معاف فرما دیتے ہیں؛ لیکن کوئی گناہ کو ہلکا اور معمولی سمجھے اور نیکی کا راستہ سمجھانے والوں کی مذاق اڑاوے تو یہ ایسی خطرناک چیز ہے کہ اس کی وجہ سے ایمان ختم ہوجانے کا خطرہ رہتا ہے۔

بہت سی مرتبہ بعض سہیلیاں جو بچپن میں ساتھ رہی، ساتھ بڑی ہوئی، ساتھ میں پڑھی اور ساتھ میں اسکول گئی، پھر اس میں سے کسی سہیلی کو ہدایت مل گئی، وہ نیک ہو گئی، صحیح راستے پر آ گئی، اب وہ اپنی سہیلی کو سمجھائے تو دوسری سہیلیاں ٹون مار کر ایسا جواب دیتی ہیں کہ ہاں! تو تو بہت نیک بنتی ہے، تو تو بہت اپنے زمانے کی رابعہ بصریہ بنتی ہے، اس طرح کی باتیں جواب میں کہتی ہیں، بہنو! کبھی ایسا جواب مت دینا، یہ دین کی مذاق ہے، یہ نیک دعوت کی مذاق ہے اور ایسی مذاق سے ایمان خطرے میں پڑ جاتا ہے۔

کوئی تم کو نصیحت کرے تو دل وجان سے سن لینا اور عمل کرنا اور اگر عمل کرنے کی توفیق نہیں ہوئی تو کم سے کم مذاق مت اڑانا۔

بعض مرتبہ چند سہیلیاں ملتی ہیں اور بات چیت کرتی ہیں تو اپنی دوسری نیک

سہیلیوں کے بارے میں ایسی بات کرتی ہیں: اس کی بات چھوڑو، وہ تو بہت نیک بن کر رہنا چاہتی ہے۔ یہ بہت خطرناک جملے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ بہت ناراض ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر اس کا ذکر فرمایا ہے۔

ایسی باتوں سے اللہ کے نبی کو کتنی تکلیف ہوتی ہوگی؟

میرا ایسے غلط کاموں سے کوئی تعلق نہیں ہے

حضرت لوط علیہ السلام سمجھاتے رہے اور سمجھانے کے بعد اللہ سے دعا کی:

قَالَ اِنِّیْ لِعَمَلِکُمْ مِّنَ الْقَالِیْنَ ﴿۱۶۸﴾ رَبِّ نَجِّنِیْ وَاَهْلِیْ مِمَّا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶۹﴾

ترجمہ: لوط (علیہ السلام) نے فرمایا: یقیناً میں تمھارے اس (برے) کام سے سخت نفرت کرتا ہوں۔ اے میرے رب! مجھ کو اور میرے گھر والوں کو جو (برے) کام وہ کر رہے ہیں اس سے نجات عطا فرما۔

پہلی بات تو یہ کہی: اے لوگو! کان کھول کر سن لو!

تم بے شرمی کرتے ہو۔

بے حیائی کے کام کرتے ہو۔

لوگوں کو لوٹتے ہو۔

مجلس میں بیٹھ کر غلط کام کرتے ہو۔

میرا ایسے غلط کاموں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

ایک اہم نصیحت

اس آیت کے توسط سے میں آپ کو ایک نصیحت کرتا ہوں کہ: آپ کہیں بیٹھے

ہوں اور کسی کی غیبت، کسی پر تہمت اور الزام لگانا شروع ہو جائے تو فوراً کہہ دو کہ: غیبت بند کرو، تہمت لگانا بند کرو، میرا ایسی غلط بات سے تعلق نہیں، اچھی بات کرو، ایسی غیبت اور تہمت کی بات ہم نہ سنتے ہیں، نہ بولتے ہیں، یہ شریعت کا قانون ہے، دین کا قانون ہے، دوسرے کو برا لگے کوئی بات نہیں۔

بہت سی مرتبہ آدمی سوچتا ہے کہ میں ایسا کہوں گا تو برا لگ جائے گا۔

اسی طرح نعوذ باللہ! تم بیٹھے ہو اور گھر میں کسی نے فلم شروع کر دی، موبائل پر میوزک (Music) چالو کر دیا، واٹس اپ (Whatsapp) پر غلط غلط باتیں دکھانا شروع کر دیا، حرام چیزیں دکھانا شروع کر دیا تو فوراً کہہ دو:

اِنِّیْ لِعَمَلِکُمْ مِّنَ الْقَالِیْنَ۔

یہ غلط بات ہے، میرا اس سے کوئی تعلق نہیں، بند کرو۔

گناہ سے توبہ کی دعا

دوسری دعا حضرت لوط علیہ السلام نے اللہ سے یہ کی کہ: اے اللہ مجھے اور میرے گھر والوں کو ایسے غلط کام سے نجات دیجیے، اس کی سزا سے بچا کر رکھیے۔

یہ دعا بھی کرنے کی ضرورت ہے کہ جب شہر میں کوئی گناہ کا کام ہوتا ہو تو ہم بیٹھ کر اللہ سے دعا کریں: اے اللہ! وہاں پر یہ کام ہو رہا ہے، آپ میری اور میرے گھر والوں کی حفاظت کیجیے۔

آج ہمارا حال کیا ہو گیا ہے کہ کسی جگہ کوئی غلط کام ہو رہا ہے، کسی کے یہاں شادی میں میوزک بج رہا ہے، شادی میں بے پردگی ہو رہی ہے، شادی میں ناچنا کودنا

ہو رہا ہے یا کوئی بھی غلط کام ہوتا ہے تو ہم اس کا چرچا کرتے ہیں کہ اس کے یہاں یہ ہو رہا ہے، وہ ہو رہا ہے، اس کے گھر کے پاس جب بھی جاؤ تو زور زور سے میوزک کی آواز آتی ہے، ان کے گھر میں سے تو ٹی وی کی آواز آتی ہے۔

میری دینی بہنو! ایسی باتیں مت کرو؛ بلکہ اللہ سے دعا کرو کہ: اے اللہ! جو غلط کام وہ لوگ کرتے ہیں، اس غلط اور گناہ کے کام سے میری اور میرے گھر والوں کی حفاظت فرما۔

حضرت لوط علیہ السلام نے اللہ کی بارگاہ میں یہی دعا مانگی۔

قومِ لوط پر خطرناک عذاب

بہر حال! حضرت لوط علیہ السلام نے بہت سمجھایا، سالہا سال سمجھایا؛ لیکن کوئی ماننے کے لیے تیار نہیں، اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہو گیا کہ اب اس قوم پر عذاب بھیجنا ہے۔

میری دینی بہنو! ایسا خطرناک عذاب اللہ نے بھیجا کہ اللہ کے فرشتے حضرت جبرئیل علیہ السلام رات کے وقت آئے، قومِ لوط کے پانچ یا سات گاؤں تھے، حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ان کے پورے علاقے کو زمین کے نیچے سے اٹھایا اور اتنے نیچے سے اٹھایا کہ نیچے سے پانی نکل آیا، میں اس علاقے میں گیا ہوں اور میں نے وہاں خود جا کر اس کو دیکھا ہے، سمندر کے 'سی' لیول سے ۴۲۰ میٹر ڈاؤن وہ پورا علاقہ ہے، اندازہ لگاؤ کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اس کو کتنا نیچے سے اٹھایا ہوگا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کیسے طاقت والے تھے، قرآن میں ہے:

عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ۝۵ ذُوْ مِرَّةٍ ۭ فَاسْتَوٰى ۝۶ (النجم)

ترجمہ: ایک مضبوط طاقت والے (فرشتے) نے ان کو سکھلایا تھا، جو زوروالا ہے، پھر وہ سامنے آ گیا۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پورے علاقے کو اپنی ایک انگلی کے پورے پر اٹھایا اور اٹھا کر اوپر آسمان کے قریب لے گئے، روایتوں میں آتا ہے کہ رات کے آخری حصے میں صبح صادق کے وقت مرغے اذان دیتے ہیں:

عن زید بن خالد الجهني رضی اللہ عنہ قال: قال رسولُ اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم: لَا تَسُبُّوا الدِّيكَ فَإِنَّهُ يُوقِظُ لِلصَّلٰوةِ (ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مرغ کو برا بھلا مت کہو؛ اس لیے کہ وہ نماز کے لیے اٹھاتا ہے۔

افادات: عام طور پر تہجد کا وقت جب شروع ہوتا ہے اس وقت وہ بولتا ہے، پھر جب صبح صادق ہوتی ہے اس وقت بھی بولتا ہے، مطلب یہ ہے کہ وہ تو اچھائی کے لیے بولتا ہے؛ اس لیے اس کو برا بھلا نہیں کہنا چاہیے۔

اور حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ: مرغ فرشتے کو دیکھ کر بولتا ہے اور گدھا یا کتا شیاطین کو دیکھ کر چلاتے ہیں؛ اس لیے جب گدھا یا کتا چلّائے تو ''أعوذ باللہ من الشیطان الرجیم'' پڑھنا چاہیے اور جب مرغ کی آواز سنو تو اللہ تعالیٰ سے خیر مانگنی چاہیے۔ (حدیث کے اصلاحی مضامین: ۲۹۴/۱۴)

بہرحال! مرغ کی اس اذان کی آواز پہلے آسمان کے فرشتوں نے سنی اور وہاں لے جا کر پانچوں شہروں کو الٹا کر دیا اور زمین پر پھینک مارا۔

مجرموں کے نام لکھے ہوئے پتھر

پھر اللہ نے ان پر آسمان سے پتھر برسائے، ان پتھروں پر مجرمین کے نام لکھے ہوئے تھے:

وَاَمۡطَرۡنَا عَلَيۡهَا حِجَارَةً مِّنۡ سِجِّيۡلٍ ۙ مَّنۡضُوۡدٍ ﴿۸۲﴾ مُّسَوَّمَةً عِنۡدَ رَبِّكَ ؕ وَمَا هِىَ مِنَ الظّٰلِمِيۡنَ بِبَعِيۡدٍ ﴿۸۳﴾ (الھود)

ترجمہ: اور ہم نے اس (بستی) پر پکی ہوئی مٹی کے پتھر مسلسل برسائے، اس پر تمھارے رب کی طرف سے (خاص) نشان لگے ہوئے تھے اور وہ (بستیاں مکہ کے) ظالموں سے کچھ دور بھی نہیں ہیں۔

ان پتھروں پر نام بھی لکھا رہتا تھا کہ فلاں پتھر فلاں ظالم کو اور فلاں پتھر فلاں نافرمان کو لگے گا۔

آج تک وہ پتھر وہاں بتائے جاتے ہیں جو عذاب کے طور پر اللہ تعالیٰ نے برسائے تھے اور پورے علاقے میں کالا کالا پانی ہوگیا، کالے پانی کا سمندر بن گیا، پورا علاقہ، پورا ملک، پانچ شہر اللہ نے قیامت تک ختم کردیے۔

جب میں وہاں گیا تو جمعہ کا دن تھا، موتہ میں جہاں صحابہ رضی اللہ عنہم شہید ہوئے تھے ان کی قبر کے نزدیک ایک مسجد ہے، وہاں ہم نے جمعہ کی نماز پڑھی۔

عذاب کی وجہ سے آج بھی خوف کا ماحول

نماز کے بعد اس عذاب والے علاقے میں گیا، روزے کے ساتھ ہوں، قسم کھا کر کہتا ہوں میری دینی بہنو! جب ہماری گاڑی اس علاقے میں داخل ہو رہی تھی تو

آج بھی عذاب کا اور گھبراہٹ کا ماحول وہاں کھلم کھلا نظر آتا ہے؛ حالاں کہ ہزاروں سال ہو گئے۔

نوٹ: سفر کے مفصل حالات دیکھی ہوئی دنیا کی تیسری جلد میں ملاحظہ فرمائیں۔

اللہ نے ایمان والوں کو بچالیا

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا تھا کہ: اے نبی! ہم ایمان والوں کو اور آپ کے خاندان میں سے جو ایمان لائے ان کو عذاب سے بچائیں گے؛ لیکن آپ کی بیوی جو نافرمان ہے اس پر اللہ کا عذاب آئے گا۔

فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۷۰﴾ اِلَّا عَجُوْزًا فِي الْغٰبِرِيْنَ ﴿۱۷۱﴾ (الشعراء)

ترجمہ: سو ہم نے ان (لوط علیہ السلام) کو اور ان کے سب گھر والوں کو نجات دی؛ سوائے ایک بڑھیا جو پیچھے رہ جانے والوں میں شامل رہی (یعنی حضرت لوط کی بیوی جو ایمان نہیں لائی)۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السلام کو فرمایا جس کا حاصل ہے: اے نبی! جب آدھی رات ہو جائے تو آپ اپنی لڑکیوں کو اپنی فیملی والوں کو اور ایمان والوں کو لے کر نکل جانا، ہم صبح صبح ان پر عذاب بھیجنے والے ہیں۔

نافرمان بیوی کو ہلاک کر دیا

حضرت لوط علیہ السلام آدھی رات کو نکلے، بعض روایتوں میں آتا ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی نے ساتھ چلنے سے ہی انکار کر دیا تھا کہ میں تو یہی رہوں گی:

اِلَّا عَجُوْزًا فِي الْغٰبِرِيْنَ ﴿۱۷۱﴾

قرآن کی اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ اس نے جانے سے ہی انکار کر دیا، اللہ، اللہ! کیسی بیوی کہ اپنے شوہر کے ساتھ نہیں گئی، ظالموں کے ساتھ رہی تو اللہ نے اس بیوی کو بھی عذاب سے ہلاک کر کے ختم کر دیا۔

بعض روایتوں میں ہے کہ اللہ کے نبی کو دکھانے کے لیے تھوڑا سا ساتھ چلی؛ لیکن اللہ نے حکم دیا تھا کہ سب آگے دیکھ کر چلیں، کوئی پیچھے مڑ کر نہ دیکھیں؛ لیکن جب رات کے آخری حصے میں اللہ کا عذاب شروع ہوا اور عذاب کی وجہ سے بھیانک، ڈراؤنی، خطرناک آواز نکلنے لگی تو اس بیوی نے اپنی قوم کی محبت میں پیچھے مڑ کر دیکھا، اس نے کہا: ہائے میری قوم! اس نے اللہ کے حکم پر دھیان نہیں دیا، اس نے اپنی قوم اور ظالموں سے محبت کا اظہار کیا۔

میری دینی بہنو! اسی وقت آسمان سے ایک پتھر آیا اور اس کے سر پر لگا اور وہیں پر اللہ نے اس کو ہلاک کر دیا، آج بھی جہاں اس قوم پر عذاب آیا تھا اس سے کچھ پہلے ایک جگہ عورت کی شکل میں پتھر کا پتلا بنا ہوا ہے، جب ہم وہاں پہنچے تو ایک عرب گائڈ ہمارے ساتھ تھا، میں نے اس کو پوچھا تو اس نے وہاں پر گاڑی رکوائی اور کہنے لگا: دیکھو! یہ پتھر کا جو مجسمہ بنا ہوا ہے یہ حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی کا بتلاتے ہیں کہ وہ نافرمان بیوی جس نے نبی کے ساتھ غداری کی، نبی کے ساتھ چلی؛ لیکن اللہ کی نافرمانی کر کے پیچھے دیکھنے لگی تو اللہ نے یہاں اس پر پتھر بھیجا اور اس کو ہلاک کر کے ختم کر دیا۔

میری دینی بہنو! ہمیشہ نیک کام میں مدد کرو، کبھی برے کام میں مدد مت کرو؛ ورنہ ظالموں پر جو عذاب آتا ہے وہ عذاب مدد کرنے والوں پر بھی آتا ہے۔

نبی کے ساتھ رہنے کی قدر نہ کی تو عذاب نے آ پکڑا

قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ ؕ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ۝۱۰

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لیے نوح (علیہ السلام) کی بیوی اور لوط (علیہ السلام) کی بیوی کی حالت بیان فرمائی ہے، یہ دونوں (بیویاں) ہمارے دو خاص نیک بندوں کے نکاح میں تھیں، پھر ان دونوں نے ان دونوں (شوہروں) کے ساتھ بے وفائی کی تو وہ دونوں (نیک بندے) اللہ تعالیٰ کے عذاب کے مقابلے میں ان دونوں (بیویوں) کو کچھ بھی کام نہیں آسکے اور ان عورتوں کو حکم دیا گیا کہ دوسرے (آگ میں) داخل ہوئے لوگوں کے ساتھ تم دونوں بھی آگ میں داخل ہو جاؤ۔

حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی اور حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی دونوں نے اللہ کے نبی کے ساتھ نکاح کی قدر نہیں کی اور نبی کے گھر میں رہ کر کفر کیا اور گناہ پر مدد کی تو اللہ نے دنیا میں بھی ان کو عذاب دیا اور قیامت کے دن بھی اللہ تعالیٰ ان کو جہنم میں داخل کریں گے؛ حالاں کہ نبی کی بیوی تھی، پھر بھی جہنم میں جائے گی۔

دوسری بات آیت میں خاص لفظ استعمال ہوا ''فخانتاھما'' دونوں نبی کی بیویوں نے خیانت کی؛ یعنی نبی کی خفیہ باتیں لوگوں کے سامنے ظاہر کر دی۔

اِس جگہ رُک کر میں آپ کو مسئلہ سمجھا دوں کہ میاں بیوی کے بیچ میں جو خفیہ

باتیں ہوتی ہیں اس کو دوسروں کے سامنے بتلانا حرام ہے، کبھی اس گناہ میں مت پڑنا، بیڈروم کی باتیں باہر بتائی نہیں جاتی۔

جو نصیحت نہیں مانتا اس کے دل پر زنگ لگ جاتا ہے

یہ بات بھی یاد رہے کہ انسان جب گناہ کرتا ہے تو لوگ اس کو سمجھائیں، نصیحت کریں تو توبہ کرلیوے، اللہ گناہ کو معاف کر دیتے ہیں؛ لیکن نہ سمجھے اور گناہ نہ چھوڑے تو گناہ کی عادت پڑ جاتی ہے اور گناہ کی عادت ایسی ہو جاتی ہے کہ ایک وقت ایسا آتا ہے کہ دل پر زنگ لگ جاتا ہے اور پھر کوئی نصیحت اس کے دل میں اترتی نہیں ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

كَلَّا بَلْ سكتة رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۴﴾ (المطففین)

ہرگز نہیں؛ بلکہ ان کے دلوں پر جو اعمال وہ کرتے ہیں اس نے زنگ چڑھا دیا ہے۔

یعنی گناہ کرتے کرتے ان کے دل پر ایسا زنگ لگ گیا کہ کوئی نصیحت دل میں نہیں اترتی، اللہ ایسی بری حالت سے حفاظت فرمائے، آمین۔

نصیحت مان لیا کرو؛ اس لیے کہ نہیں مانوگے تو گناہ کرتے کرتے بعض مرتبہ دل پتھر جیسا بن جاتا ہے، پھر توبہ کی توفیق نہیں ہوتی ہے، اللہ ایسی بری حالت سے حفاظت فرمائے، آمین۔

ایک خاص حدیث

ایک خاص بات اس مضمون کے ختم پر آپ کو عرض کردوں، حدیث میں آتا

ہے، مسلم شریف میں یہ روایت موجود ہے، حضرت نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: تین طرح کے انسان ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کے ساتھ بات بھی نہیں کریں گے، اللہ ان کو سزا دے کر گناہوں سے پاک بھی نہیں کریں گے اور اللہ ان کی طرف رحمت کی نظر سے نہیں دیکھیں گے، یہ تین لوگ یہ ہیں:

(۱) جو بوڑھا مرد یا بوڑھی عورت گناہ کے کام کرے، خاص طور پر حدیث میں زنا کا لفظ آیا ہے۔

بعض مرتبہ ایسا ہوجاتا ہے کہ بوڑھاپے کی عمر میں بھی گناہ نہیں چھوٹتے ہیں، یہ چیز بڑی خطرناک بات ہے، بعض ہماری دینی بہنیں بڑی عمر کی ہوگئیں؛ لیکن غیبت، حسد، طعنہ وتشنیع کرنا ہے اور اسی طرح دوسروں کو ستانا، پریشان کرنا، چاہے بہو کو پریشان کرنا ہو یا دوسرے کسی اپنے رشتے دار کو پریشان کرنا ہو، بوڑھاپا آنے کے بعد بھی عادت نہیں چھوٹتی ہے۔

یاد رکھو! بڑھاپے میں تو بڑے سے بڑے گناہ چھوڑ کر آخرت کی تیاری کرنی ہوتی ہے، بوڑھاپا اور گناہ یہ بڑی خطرناک چیز ہے۔

(۲) بادشاہ ہوکر جھوٹ بولے۔

ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ جو بڑے لیڈر ہوکر جھوٹ بولیں، آج بڑے بڑے دین دار کہلانے والے خاندان کے ذمے دار مرد، دین دار کہلانے والی عورت بھی جھوٹ بولتی ہے۔

(۳) ایسا فقیر جو تکبر کرے۔

فقیری ہے، غریبی ہے پھر بھی تکبر کرے، ان تین لوگوں کے بارے میں

حدیث میں آیا ہے کہ اللہ ان کو معاف نہیں کریں گے، رحمت کی نظر سے نہیں دیکھیں گے، سزا دے کر ان کو پاک نہیں کریں گے۔

اللہ تعالیٰ ایسی بری حالت سے ہم سب کی حفاظت فرمائے، حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی کا یہ واقعہ بڑا عبرت اور نصیحت کا ہے، اللہ ہم سب کی دنیا اور آخرت میں عذاب سے حفاظت فرمائے، آمین۔

وآخر دعوان ان الحمد للہ رب العالمین

ام المؤمنین

حضرت زینب بنت جحش

رضی اللہ عنہا کا واقعہ

اقتباس

دینی بہنو! رمضان کی آج کی اس مبارک محفل میں آپ کو میں بتلاتا ہوں کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ حضور ﷺ کا نکاح ہوا، اس نکاح میں حضور ﷺ نے سب سے بڑا ولیمہ کیا، حضور ﷺ کی اتنی ساری شادیاں ہوئیں؛ لیکن اتنا بڑا ولیمہ حضور ﷺ نے کبھی نہیں کیا جتنا بڑا ولیمہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح میں کیا تھا۔

کتنا بڑا ولیمہ کیا؟

ذرا دل کھول کر ہمت اور عمل کی نیت سے سنو! حضور ﷺ نے ایک بکری ذبح فرمائی، یہ اللہ کے نبی ﷺ کے گھر کا سب سے بڑا ولیمہ تھا۔

ذرا سوچو! ایک بکری میں کتنے لوگ کھا سکتے ہیں؟

آگے سنو! حضور ﷺ کی ایک ہی کنواری بیوی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں، ان کے ساتھ جب نکاح ہوا تو ولیمے میں صرف ایک دودھ کا پیالہ تھا، ایک انصاری کے گھر سے دودھ کا پیالہ آیا اور وہی حضور ﷺ نے سب کو پلا دیا، یہ ہمارے نبی کا ولیمہ ہے، یہ سب سے چھوٹا ولیمہ ہے۔

اب نیت کر کے اٹھو کہ ان شاء اللہ! ہمارے گھر میں سب سے بڑے ولیمے میں زیادہ سے زیادہ ایک بکری کٹے گی، اس سے زیادہ نہیں، اللہ ہم کو سادگی کے ساتھ نکاح کی اور چھوٹے چھوٹے ولیموں کی توفیق نصیب فرمائے، آمین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِاَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا،مَنْ یَّھدِہِ اللّٰہُ فَلَامُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَاھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھدُ اَنْ لَّآاِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَ شَفِیْعَنَا وَحَبِیْبَنَاوَاِمَامَنَاوَمَوْلَانَا مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ،صَلَوَاتُ اللّٰہِ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی عَلَیْہِ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَذُرِّیَّاتِہٖ وَ اَھلِ بَیْتِہٖ وَاَھلِ طَاعَتِہٖ، وَبَارَکَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْراً کَثِیْراً

اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ؕ﴿۳۶﴾ وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْۤ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ؕ فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْۤ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ﴿۳۷﴾ (الأحزاب)

ترجمہ: اور جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کسی بات کا فیصلہ کر دیویں تو کسی ایمان والے مرد اور ایمان والی عورت کو اپنے معاملے میں کوئی اختیار باقی نہیں رہتا اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرتا ہے یقیناً وہ کھلی گمراہی میں پڑ گیا ﴿۳۶﴾ (اے نبی!) جس آدمی (یعنی زید) پر اللہ تعالیٰ نے احسان کیا اور تم نے بھی احسان کیا

اس سے تم فرمار ہے تھے کہ تم اپنی بیوی (یعنی زینب) کو اپنے نکاح میں رہنے دو اور تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور (اے نبی!) تم اپنے دل میں وہ بات چھپا رہے تھے جس کو اللہ تعالیٰ ظاہر کرنے ہی والے تھے اور تم لوگوں (کے طعنے) سے ڈر رہے تھے؛ حالاں کہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرنا چاہیے، پھر جب زید نے اس عورت سے اپنی حاجت پوری کر لی تو ہم نے اس (زینب) سے تمھارا نکاح کرا دیا؛ تا کہ ایمان والوں کے لیے اپنے منہ بولے (یعنی لے پالک) بیٹوں کی بیویوں سے نکاح کرنے میں کوئی تنگی (یعنی گناہ، حرج) نہ رہے، جب کہ ان لے پالکوں نے ان سے (طلاق دے کر) تعلق ختم کر دیا ہو اور اللہ تعالیٰ کا حکم تو پورا ہو کر ہی رہنے والا تھا﴿۳۷﴾

یہ قرآنِ مجید میں بائیسویں پارے میں سورۃ الاحزاب کی آیتیں آپ کے سامنے تلاوت کیں، اِن آیتوں میں ایک بہت ہی نیک اور پاکیزہ عورت کا واقعہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا اور ان آیتوں میں اس نیک اور پاکیزہ خاتون کی پہلی اور دوسری شادی کا واقعہ اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے۔

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

ایک صحابی ہیں جن کا نام ''حضرت زید رضی اللہ عنہ'' ہے، یہ غلام تھے، نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو عکاظ کے بازار سے خریدا اور آزاد کر کے ان کو اپنا بیٹا بنا لیا تھا، عربی میں اس کو ''متبنیٰ'' کہتے ہیں، اردو میں ''لے پالک'' اور انگلش میں (adopt) کرنا کہتے ہیں۔

زمانۂ جاہلیت کی ایک غلط رسم

حضرت زید رضی اللہ عنہ کو نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے متبنیٰ بنا لیا تھا اور عرب میں ایک قانون تھا

کہ اپنے متبنیٰ بیٹے کو اپنے سگے بیٹے کے برابر سمجھتے تھے، جس طرح کوئی آدمی اپنے سگے بیٹے کی بیوی سے یعنی بہو سے ۔ بیٹا چاہے اپنی بیوی کو طلاق دے دیوے یا بیٹے کا انتقال ہو جاوے ۔ نکاح نہیں کر سکتا، اسی طرح عربوں کے یہاں یہ بات بھی مشہور تھی کہ اپنے متبنیٰ لڑکے کی بیوی کے ساتھ بھی کبھی نکاح نہیں کر سکتا۔

لے پالک حقیقی بیٹا نہیں ہے

یہ غلط بات مشہور تھی، اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں اس غلط بات کی اصلاح فرمائی کہ: نہیں! حقیقی بیٹا الگ ہے، حقیقی بیٹے کی بیوی کے ساتھ تو نکاح نہیں ہو سکتا؛ لیکن متبنی بیٹے کی بیوی کے ساتھ ۔ اگر وہ طلاق دے دے یا وہ مر جائے ۔ نکاح ہو سکتا ہے، یہ بات اللہ تعالیٰ نے قرآن کی ایک آیت کے ذریعے سے بھی بیان فرمائی اور خود نبیٔ کریم ﷺ سے عملی طور پر بھی لوگوں کے سامنے اللہ نے اس کو ظاہر کروایا۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ سے بڑی محبت تھی، ان کے ابا اور چچا لینے کے لیے آئے تو وہ نہیں گئے، حضور ﷺ ہی کے پاس رہنے کا انھوں نے فیصلہ کیا، وہ بڑا عجیب وغریب قصہ ہے ان شاء اللہ! پھر کبھی وہ آپ کو سنائیں گے۔

نوٹ: حضرت زید رضی اللہ عنہ کا مفصل تذکرہ بندے کا ملکِ شام کا سفر نامہ ”دیکھی ہوئی دنیا“ کے تیسرے حصے میں ملاحظہ فرمائیں۔

خیر! حضرت زید رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے متبنیٰ (لے پالک) تھے اور پورے مکہ میں لوگ ان کو ”زید ابن محمد“ کہتے تھے یعنی زید نبیٔ کریم ﷺ کے بیٹے ہیں، پھر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں یہ آیاتِ کریمہ نازل فرمائی:

وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِى السَّبِيْلَ۝۴ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْۤا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِى الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ ؕ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَاۤ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ ۙ وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۝۵ (الأحزاب)

ترجمہ: اور تمھارے منہ بولے بیٹوں (لے پالک) کو (حقیقی، سچا) بیٹے نہیں بنایا، یہ تو تمھاری بات ہی بات ہے جو تم منہ سے کہتے ہو اور اللہ تو سچی بات کہتے ہیں اور وہی سیدھا راستہ بتلاتے ہیں ﴿۴﴾ تم ان کو ان کے (حقیقی) باپوں کے نام سے پکارا کرو، یہی طریقہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پورے انصاف کا ہے، پھر اگر تم کو ان کے (اصلی) باپ معلوم نہیں ہے تو وہ تمھارے دینی بھائی اور تمھارے دوست ہیں اور تم سے جو بھول چوک ہو جائے اس کی وجہ سے تم پر کوئی گناہ نہیں ہوگا؛ لیکن جو کام تم اپنے دلوں سے جان بوجھ کر کروگے (اس میں گناہ ہے) اور اللہ تعالیٰ تو بہت زیادہ معاف کرنے والے، سب سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمًا۝۴۰ (الأحزاب)

ترجمہ: محمد (ﷺ) تمھارے مردوں میں سے کسی کے (نسبی) باپ نہیں ہیں؛ لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور نبیوں میں سب سے آخری نبی ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو اچھی طرح جانتے ہیں۔

اس میں بتلایا گیا کہ: منہ بولے بیٹے حقیقی بیٹوں کی طرح نہیں ہے اور ان کی

نسبت حقیقی باپ سے ختم کر کے بن بیٹھے باپ کی طرف کرنا یہ ناانصافی ہے۔

یعنی لے پالک کو سگے بیٹے کی طرح نہیں پکارنا چاہیے اور اس سے پردہ کرنا بھی ضروری ہوتا ہے یعنی کوئی عورت کسی کو اپنا بیٹا بنالے تو اس کی وجہ سے پردہ ختم نہیں ہوجاتا؛ بلکہ پردہ کرنا ضروری ہے اور اس کو میراث میں سے حصہ نہیں ملے گا۔

پھر لوگوں نے حضرت زید کو ''زید ابن محمدؐ'' کہنا بند کردیا اور اللہ کے قانون کے مطابق ''زید ابن حارثہ'' ان کے ابا کا جو اصلی نام تھا اسی نام سے پکارنا شروع کردیا۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ کی ایک انفرادی خصوصیت

اللہ تعالیٰ کتنے مہربان ہے کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ کا نام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مشہور ہوگیا تھا؛ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے منع کردیا تو اب لوگوں نے زید بن حارثہ کہنا شروع کر دیا تو حضرت زید رضی اللہ عنہ کی تسلی کا سامان قرآن میں ان کے ذکرِ خیر کے ذریعہ سے کیا گیا، قرآنِ مجید میں صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے صراحتاً آپ ہی کا نام مذکور ہے:

فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ

یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی تسلی آگئی کہ پورے قرآن میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں سے اکیلے حضرت زید رضی اللہ عنہ کا نام آیا ہے، کسی اور صحابی کا نام پورے قرآن میں نہیں آیا، یہ ان کی خصوصیت ہے۔

دوسرے کسی صحابی کا نام قرآن میں نہیں ہے

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا صحابی ہونا اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بیان کیا:

ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ

مَعَنَا ۚ (التوبة:۴۰)

ترجمہ: جبکہ (آپ ﷺ) دو آدمیوں میں سے دوسرے تھے جس وقت وہ دونوں غار میں تھے، جب وہ (نبی) اپنے ساتھی (یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) سے یہ کہہ رہے تھے کہ: تم غم مت کرو، یقین رکھو! اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہیں۔

لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام قرآن میں نہیں ہے۔

ماں عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے قرآن میں تقریباً بیس آیتیں اللہ نے اتاریں، جو قصہ میں پہلے آپ کو سنا چکا ہوں؛ لیکن قرآن میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نام کہیں پر نہیں ہے۔

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ پہلے دن آپ کو سنایا تھا، ان کے بارے میں بھی قرآن میں آیت اتری؛ لیکن ان کا نام قرآن میں نہیں ہے۔

تمام صحابہ رضی اللہ عنہم میں اکیلے حضرت زید رضی اللہ عنہ وہ صحابی ہیں جن کا نام اللہ نے قرآن میں ذکر فرمایا۔

یہ بہت پیارا نام ہے، مختصر بھی ہے، میٹھا بھی ہے؛ اس لیے قرآن میں آیا ہوا یہ مبارک نام اللہ توفیق دے تو اپنے بچوں کا نام رکھو، قرآن والا یہ مبارک نام ان شاء اللہ! زندہ ہو جائے گا۔

آپ ﷺ نے غلاموں کو حقوق عطا کیے

حضرت زید رضی اللہ عنہ غلامی میں سے آزاد ہوئے تھے، یہ غلامی کا دھبہ ان کے ساتھ لگا ہوا تھا، حضرت نبیٔ کریم ﷺ کے مبارک زمانے میں غلاموں کو حقیر اور نیچا سمجھا جاتا تھا، لوگ ان پر ظلم کرتے تھے، رسوا کرتے تھے، حضور ﷺ نے دنیا میں آکر غلاموں

کو حقوق دلوائے، عزت دلوائی۔

دنیا کی تاریخ میں ایک عجیب کام: غلام کا نکاح اپنی ایک آزاد معزز رشتے دار عورت کے ساتھ

اسی عزت کے کاموں میں سے حضور ﷺ نے ایک ایسا کام کیا کہ اس دنیا کی تاریخ میں کسی نے ایسا کام نہیں کیا، وہ کام یہ کیا کہ حضرت نبیٔ کریم ﷺ نے اس غلام حضرت زید رضی اللہ عنہ کو آزاد کر کے ان کی شادی اپنی سگی پھوپھی کی لڑکی کے ساتھ کروائی۔

عرب کا سب سے معزز خاندان

حضور ﷺ کا خاندان یعنی قریش پورے عرب میں سب سے بڑا عزت والا خاندان تھا اور اس میں بھی بنو عبد المطلب یعنی حضور ﷺ کے دادا کا خاندان یہ تو سب سے نرالی عزت والا، اتنا اونچے درجے کا خاندان تھا؛ لیکن حضور ﷺ نے اپنی پھوپھی کی لڑکی کے ساتھ حضرت زید رضی اللہ عنہ کا نکاح کروایا اور وہ غلاموں کے لیے عزت کا دن تھا، اتنا اونچا نکاح حضور ﷺ نے کروایا، وہ شادی میں آج کی مجلس میں سناتا ہوں۔

نبیٔ کریم ﷺ کی ایک پھوپھی تھی جن کا نام ''امیمہ بنت عبد المطلب'' تھا، ان کی ایک لڑکی تھی جن کا نام ''زینب بنت جحش'' تھا، نبیٔ کریم ﷺ نے سب سے پہلے شادی کا پیغام دیا کہ: میں زید کے ساتھ ان کا نکاح کرانا چاہتا ہوں۔

ایک آسان مثال

چوں کہ ان کے اوپر غلامی کا دھبہ تھا، آپ کو سمجھانے کے لیے اس کی صرف

میں مثال دیتا ہوں، آپ کو کوئی ایسا کام کرنے کے لیے نہیں کہہ رہا ہوں، پہلے سے آپ بے فکر رہیے، جیسے کہ یہاں ''لیلونگوے'' میں کوئی بہت ہی اچھے اپنے انڈین پاکستانی فیمیلی میں کسی کو میں یہ کہوں: یہاں افریقن میں سے کسی کے ساتھ تمھاری لڑکی کی شادی کرادو تو ظاہر بات ہے کہ مفتی صاحب کا اکرام اپنی جگہ پر؛ لیکن کوئی بھی شادی کرانے تیار نہیں ہوگا، لوگ کہیں گے کہ کوئی اور بات ہو تو کہو، یہ آپ نے جو مشورہ دیا وہ مشورہ گلے میں اترتا نہیں ہے کہ ہماری لڑکی اور کسی افریقن کے ساتھ شادی کرادیویں، یہ ناممکن کام ہے۔

بالکل اسی طرح جب نبیٔ کریم ﷺ نے پیغام بھیجا تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا اور ان کے بھائی حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ دونوں کے دونوں نے صاف لفظوں میں منع کردیا کہ: ہم زید کے ساتھ نکاح نہیں کروائیں گے۔

نبی کا حکم ماننا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے؛ چاہے سمجھ میں نہ آئے

یہ بات اللہ کو پسند نہیں آئی؛ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے سورۂ احزاب کی یہ آیت نازل فرمائی:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۞۳۶

ترجمہ: اور جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کسی بات کا فیصلہ کردیویں تو کسی ایمان والے مرد اور ایمان والی عورت کو اپنے معاملے میں کوئی اختیار باقی نہیں رہتا اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرتا ہے یقیناً وہ کھلی گمراہی میں پڑ گیا۔

دو باتیں یاد رکھیے! اگر نبئ کریم ﷺ کسی بات کا مشورہ دیں تو وہ کام کرو یا نہ کرو تمھاری مرضی کی بات ہے، جیسے کہ وہ باندی کی شادی والا واقعہ ہے۔

باندیاں تک فیضِ نبوی سے مثالی ذہین بن گئیں

عن ابن عباس قال كَانَ زَوْجُ بَرِيْرَةَ عَبْدًا أَسْوَدَ يُقَالُ لَهُ مُغِيْثٌ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ يَطُوْفُ خَلْفَهَا فِيْ سِكَكِ الْمَدِيْنَةِ يَبْكِيْ وَدُمُوْعُهُ تَسِيْلُ عَلٰى لِحْيَتِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِلْعَبَّاسِ: أَلَا تَعْجَبُ مِنْ حُبِّ مُغِيْثٍ بَرِيْرَةَ وَمِنْ بُغْضِ بَرِيْرَةَ مُغِيْثًا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لَوْ رَاجَعْتِيْهِ!

فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! تَأْمُرُنِيْ؟

قَالَ إِنَّمَا أَشْفَعُ۔

قَالَتْ لَا حَاجَةَ لِيْ فِيْهِ۔ (مشکوۃ)

ترجمہ: اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: بریرہ رضی اللہ عنہا کا شوہر ایک سیاہ فام غلام تھا جس کو مغیث رضی اللہ عنہ کہا جاتا تھا، میری آنکھوں کے سامنے اب بھی وہ منظر ہے جب وہ بریرہ رضی اللہ عنہا کے پیچھے پیچھے مدینہ کی گلیوں میں روتا پھرتا تھا اور اس کی آنکھوں سے آنسو ٹپک ٹپک کر اس کی ڈاڑھی پر گرتے تھے، چنانچہ (ایک دن) آں حضرت ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ: عباس! کیا تمھیں اس پر حیرت نہیں کہ مغیث، بریرہ کو کتنا چاہتا ہے اور بریرہ مغیث سے کس قدر نفرت کرتی ہے؟

پھر آپ ﷺ نے بریرہ رضی اللہ عنہا سے بھی فرمایا: کاش تم مغیث رضی اللہ عنہ سے رجوع کر لیتیں! (یعنی مغیث رضی اللہ عنہ سے دوبارہ نکاح کر لیتیں)۔

بریرہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ: یا رسول اللہ! کیا آپ مجھے (بطورِ وجوب) اس کا حکم دے رہے ہیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا کہ: بریرہ! میں تو سفارش کر رہا ہوں۔

حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا نے کہا: مجھے اس سے رجوع کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا مدینہ کے ایک یہودی کی باندی تھی، اس یہودی نے نو اوقیہ کے بدلے میں ان کو مکاتب بنایا تھا یعنی نو (۹) اوقیہ چاندی دے دو تو میں تم کو آزاد کر دوں۔

حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس مدد کے لیے آئیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خود ان کو خرید لیا اور آزاد کر دیا۔

حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کا ایک شوہر تھا جس کا نام مغیث رضی اللہ عنہ تھا، وہ بھی پہلے غلام تھا، بعد میں وہ بھی آزاد ہو گیا، اس سلسلے میں حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو خیارِ عتق ملا یعنی آزاد ہونے کی وجہ سے طلاق کا اختیار ملا، اسی کا تذکرہ مذکورہ حدیث میں ہے۔

اور اگر حضور ﷺ کسی چیز کا فیصلہ کر دیں تو پھر کوئی مسلمان اس کا انکار کر ہی نہیں سکتا اور یہ شادی کا مسئلہ بھی حضور ﷺ کا فیصلہ تھا؛ اس لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن کی اس آیت میں بتلا دیا کہ اللہ تعالیٰ اور ان کے رسول کا فیصلہ ہے، شادی کروانی ہوگی، اگر تم نافرمانی کروگے تو کھلم کھلی گمراہی ہوگی۔

نبی کے حکم کے آگے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی بے مثال قربانی

جب قرآن کی آیت اتری تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا پر قربان جایئے کہ دل چاہتا

نہیں تھا؛ لیکن اللہ کا حکم آیا تو فوراً خوشی خوشی نکاح کے لیے تیار ہوگئی اور ان کے بھائی حضرت عبداللہ ابن جحش رضی اللہ عنہ بھی خوشی سے تیار ہو گئے۔

اللہ ہم کو ایسا جذبہ عطا فرماوے کہ اللہ اور اس کے رسول کے حکم کو اگر وہ ہماری اپنی مرضی کے خلاف ہو تب بھی ماننے والے بن جاویں، آمین۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا بالکل چاہتی نہیں تھی، ان کے بھائی بھی چاہتے نہیں تھے؛ لیکن جب اللہ کا حکم آیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ آیا تو انھوں نے اپنا فیصلہ بدلا۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا مہر

پھر نکاح ہوا، اس نکاح میں مہر بھی خود نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے دیا؛ چوں کہ زید کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنا بیٹا سمجھتے تھے اور حضرت زید غریب تھے، غلامی سے آزاد ہوئے تھے۔

روایتوں میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مہر میں دس دینار سونے (gold) کے، ساٹھ (۶۰) درہم چاندی (silver) کے، ایک جانور۔ سمجھو کہ گاڑی۔ اور ایک جوڑا پورا، پچاس مُد آٹا، دس مد کھجوریں، اتنی ساری چیزیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مہر میں عطا فرمائی۔

ایک غلط سوچ کی اصلاح

اس سے ایک بات یہ بھی سیکھنے کو ملی کہ ہم دلہن کو جو چیزیں دیتے ہیں سب چیزیں ہدیہ (gift) ہی دینی چاہیے، مہر کے طور پر دے دینی چاہیے، خالی چڑھاوا اور دوسری کسی نیت سے نہیں دینا چاہیے کہ نعوذ باللہ! شادی ٹوٹ گئی تو واپس لے لیں گے، ایسی غلط نیت سے نہیں دینا چاہیے، جیسے عام طور پر جَنَس میں خالی استعمال کرنے کی

نیت ہوتی ہے، مالکی بہو کی نہیں ہوتی ہے، یہ سب چکر میں نہیں پڑنا چاہیے، جو اللہ دے مہر میں اور ہدیہ میں وہ دے دو اور دل میں اچھی نیت رکھو، شادی نہیں ٹوٹے گی اور ان شاء اللہ! سب خیریت سے چلتا رہے گا۔

دونوں کے درمیان نااتفاقی

حضور ﷺ نے اتنی ساری چیزیں حضرت زید رضی اللہ عنہ کی طرف سے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو نکاح کے وقت مہر میں عطا فرمائی، شادی ہوگئی، زندگی چلتی رہی؛ لیکن دونوں کے مزاج میں موافقت نہیں ہوئی؛ چوں کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا قریش کے اونچے خاندان کی لڑکی اور بہت خوب صورت تھی اور حضرت زید رضی اللہ عنہ غلامی میں سے آزاد ہوئے تھے، رنگ بھی ان کا حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی طرح نہیں تھا؛ اس لیے جوڑ نہیں ہوا اور گاڑی زیادہ آگے چلی نہیں۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ کا طلاق کا ارادہ اور حضور ﷺ کا منع کرنا

حضرت زید رضی اللہ عنہ نبیٔ کریم ﷺ کے پاس آتے اور کہتے کہ: حضور! یہ ہوا، یہ ہوا، اب زینب کے ساتھ نباہ کا مشکل ہو رہا ہے۔

کیوں کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ کے لیے حضور ﷺ ابا کی طرح تھے۔

آپ ﷺ نصیحت کرتے: اے زید! تم اپنی بیوی کو اپنے پاس خوب اچھے طریقے اور اخلاقِ حسنہ سے رکھو، اس پر سختی نہ کرو؛ اس لیے کہ زینب نے میری بات مان کر تم سے نکاح کیا ہے، اگر تم اس کو طلاق دے دو گے تو زینب کو پورے خاندان میں شرمندگی ہوگی۔

دوسری بات یہ بھی سمجھانا تھا کہ طلاق اللہ کی نظر میں بہت بڑی ناراضگی کی چیز ہے؛اس لیے طلاق سے بچنا چاہیے۔

حضور ﷺ برابر سمجھاتے رہے چند دن تک گاڑی چلی؛لیکن آگے زیادہ دن تک ان کا نکاح نبھ نہ سکا،حضرت زید رضی اللہ عنہ نبیٔ کریم ﷺ کے پاس آتے،اللہ نے وہ منظر قرآن میں بیان فرمایا ہے:

وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ (الأحزاب)

ترجمہ:(اے نبی!) جس آدمی (یعنی زید) پر اللہ تعالیٰ نے احسان کیا اور تم نے بھی احسان کیا اس سے تم فرمارہے تھے کہ تم اپنی بیوی (یعنی زینب) کو اپنے نکاح میں رہنے دو اور تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:جس کے اوپر اللہ نے احسان کیا اور نبی نے بھی احسان کیا:اللہ تعالیٰ نے احسان یہ کیا کہ حضرت زید کو ایمان عطا فرمایا اور دوسرا احسان یہ فرمایا کہ:نبیٔ کریم ﷺ کے مبارک ہاتھ پر ایمان لائے،صحابی بننے کی سعادت ان کو حاصل ہوئی۔

بہر حال!حضرت زید رضی اللہ عنہ کو تو حضور ﷺ فرماتے:

اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ۔

زید چلاؤ،تم اپنی بیوی کو اپنے پاس خوب اچھے طریقے اور اخلاقِ حسنہ سے رکھو،اس پر سختی نہ کرو اور طلاق کے بارے میں سوچو بھی مت؛طلاق دینا مناسب نہیں

ہے، تمھاری طبیعت اگر زینب سے لگتی نہیں ہے، مزاج ملتا نہیں ہے تو بھی صبر کرو اور حق ادا کرو، حق تلفی مت کرو۔

میاں بیوی کو ایک دوسرے سے درگذر کرنا چاہیے

دینی بہنو! آپ کو بھی یہی نصیحت ہے کہ ہوسکتا ہے کہ شوہر کے ساتھ مزاج نہ ملتا ہو، تمھاری پسند اس کی پسند الگ ہے؛ لیکن چلالو، نباہ لو، دنیا کی زندگی ہے کتنی! ساٹھ، ستر (۶۰، ۷۰) کے بیچ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو عمر عطا فرمائی ہے، پھر آگے جنت میں مزہ ہی مزہ ہے؛ اس لیے معمولی معمولی بات پر اپنے شوہر کے حق کو ادا نہ کرنا مناسب نہیں ہے، زندگی نباہ لینی چاہیے، طلاق اللہ کو پسند نہیں ہے۔

اللہ نے حضور ﷺ کو بتلا دیا تھا کہ زینب سے تمھارا نکاح ہوگا

درمیان میں ایک بات کہ اللہ تعالیٰ نے نبیٔ کریم ﷺ کو بتلا دیا تھا کہ زید اور زینب کی گاڑی چلنے والی نہیں ہے، طلاق ہونے والی ہے اور یہ بات بھی اللہ کی طرف سے بتلادی گئی تھی کہ: زینب آپ کی ازواجِ مطہرہ میں شامل ہونے والی ہے یعنی آپ کا نکاح ان سے ضرور ہوگا۔

اس لیے کہ اتنے اونچے گھرانے کی لڑکی کی ایک غریب کے ساتھ شادی ہوئی، اب طلاق ہوگی تو طلاق کے بعد اس کی دل جوئی کے لیے سب سے اچھی بات یہی ہوگی کہ حضرت نبیٔ کریم ﷺ کے ساتھ نکاح ہوجائے۔

لیکن حضور ﷺ اس کو لوگوں کے سامنے ظاہر کرتے نہیں تھے؛ اس لیے کہ ظاہر

کرنے میں غلط فہمی پھیلتی کہ پورے عرب میں جو ایک بات مشہور تھی کہ متبنّٰی بیٹے کی بیوی سے نکاح نہیں ہوسکتا تو لوگ نبی کو برا بھلا کہیں گے کہ: اپنے متبنّٰی کی بیوی کے ساتھ نکاح کرلیا؛ اسی لیے حضور ﷺ اس بات کو چھپا چھپا کر رکھتے تھے۔

شریعت کا کوئی مقصد فوت نہ ہوتو کسی بات کا چھپانا جائز ہے

یاد رکھو! جب کوئی غلط فہمی پیدا ہوئی ہو اور لوگ طعنہ دیتے ہوں تو ایسے موقع پر طعنے سے بچنے کے لیے ہم کسی بات کو چھپاوے تو جائز ہے؛ لیکن یہ اسی وقت جائز ہے جب شریعت کا کوئی مقصد فوت نہ ہوتا ہو، اگر شریعت کا کوئی قانون چھوٹ جاتا ہو تو پھر اس بات کو چھپانا نہیں چاہیے، چاہے لوگ طعنہ دیں؛ لیکن اس کے باوجود بھی شریعت پر عمل کرنا چاہیے، لوگوں کے طعنے سے گبھرانا نہیں چاہیے۔

ایک خاص مسئلے کی وضاحت

جس کام کے کرنے سے لوگوں میں غلط فہمی پیدا ہوتی ہو اور لوگوں کے محض طعن وتشنیع میں پڑ جانے کا خطرہ ہو تو لوگوں کے دین کی حفاظت اور ان کو طعن کے گناہ سے بچانے کی نیت سے کسی کام کو چھوڑ دینا جائز ہے، شرط صرف یہی ہے کہ وہ کام خود شرعی مقاصد میں سے نہ ہو اور کوئی دینی حکم حلال وحرام کا اس سے متعلق نہ ہو، اگر چہ وہ کام خود پسندیدہ ہو، جیسے کعبہ شریف کی تعمیر کا واقعہ کہ حضرت نبیٔ کریم ﷺ نے بنائے ابراہیمی پر تعمیر نہیں کروائی اور اپنا ارادہ موقوف رکھا۔

جب کہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا والا معاملہ ایسا تھا کہ اس سے شرعی

مقصد متعلق تھا، جاہلیت کی بری رسم اور باطل خیال کی عملی تردید خود نبیٔ کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس سے کروانی تھی۔

دوسری طرف لگتا ایسا ہے کہ خود نبیٔ کریم ﷺ نے اس حکم کی قولی تبلیغ جو سورۂ احزاب کی شروع کی آیات میں ہوچکی تھی اس کو کافی سمجھا تھا اور عملی طور پر اظہار کی طرف توجہ مبارک بھی نہیں گئی؛ اس لیے باوجود علم وارادے کے اس بات کو چھپانا خود مناسب سمجھا؛ اس لیے آیتِ کریمہ میں آپ ﷺ کو فرمایا گیا کہ آپ کی ذات سے عملی اعلان کروانا ہے۔

عملی طور پر غلط رسم کا ازالہ

اللہ تعالیٰ نبیٔ کریم ﷺ کے ذریعے عملی (precticali) طور پر ظاہر کروانا چاہتے تھے کہ متبنّٰی جب اپنی بیوی کو طلاق دے دے تو نکاح ہوسکتا ہے اور یہ ہونے والا ہے، نبیٔ کریم ﷺ نے لوگوں کے طعنے سے بچنے کے لیے اس بات کو چھپایا۔

خیر! ایک دن حضرت زید رضی اللہ عنہ آئے اور نبیٔ کریم ﷺ کو کہا کہ: حضور! آج میں نے اپنی بیوی زینب کو طلاق دے دی، بہت صبر کیا، اب مجھ سے برداشت نہیں ہوتا۔

حضور ﷺ کا پیغامِ نکاح خود زید رضی اللہ عنہ لے کر گئے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ جب طلاق کے بعد عدت پوری ہوگئی تو نبیٔ کریم ﷺ نے خود حضرت زید رضی اللہ عنہ کو بلایا اور کہا کہ: تم زینب کے پاس جاؤ اور میری طرف سے میرے ساتھ نکاح کا پیغام دو۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ کو اس لیے بھیجا؛ تاکہ لوگوں کے سامنے یہ واضح ہوجائے کہ زید نے یہ طلاق اپنی خوشی سے دی ہے، کوئی زبردستی طلاق دلوا کر یہ نکاح نہیں ہوا ہے۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ کا کمالِ تقویٰ

حضرت زید رضی اللہ عنہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے شادی کا پیغام لے کر زینب رضی اللہ عنہا کے گھر پہنچے، دیکھا تو زینب آٹا گونڈھ رہی تھیں، حضرت زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: جب میری نظر زینب رضی اللہ عنہا پر پڑی تو میرے دل میں ان کی عظمت اس قدر آئی کہ میں ان کی طرف نظر نہ کر سکا، اور گھر کے دروازے کی طرف پیٹھ کر کھڑے ہو گیا۔

کیسی تقویٰ کی بات کہ ان کے دروازے کی طرف پیٹھ کی؛ تا کہ منہ آمنے سامنے نہ ہو؛ حالاں کہ ابھی پردے کا حکم نہیں آیا تھا، یہ ان کے کامل تقویٰ کی بات ہے۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ نے جا کر زینب رضی اللہ عنہا سے کہا کہ: میں نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمھاری شادی کا پیغام لے کر آیا ہوں۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا عجیب جواب: میں استخارہ کروں گی

حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے جیسے ہی یہ پیغام سنا تو کیا جواب دیا؟ دینی بہنو! عجیب سننے کے لائق جواب ہے، آپ اندازہ لگاؤ کہ اتنا اچھا پیغام آیا کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم شادی کرنا چاہتے ہیں۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے کہا کہ: میں ابھی کوئی جواب نہیں دیتی، میں اپنے اللہ سے مشورہ کروں گی یعنی استخارہ کروں گی اور استخارہ کر کے میں جواب دوں گی۔

ہر کام میں پہلے استخارہ کر لینا چاہیے

دینی بہنو! یہی ترتیب ہے کہ کوئی بھی شادی کا پیغام آوے، کتنا ہی اچھا لڑکا

ہو؛ لیکن پہلے استخارہ کرو، قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔـا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْـًٔـا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۗ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱۶﴾ (البقرة)

ترجمہ: اور ایسا ہوسکتا ہے کہ ایک چیز کو تم پسند نہ کرو؛ حالاں کہ وہ چیز تمھارے لیے اچھی ہو، اور یہ بھی ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو پسند کرو؛ حالاں کہ وہ چیز تمھارے لیے بری ہو، اور (ہر چیز کی حقیقت) اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اور تم لوگ جانتے نہیں ہو۔

اس لیے استخارہ کر کے ہی جواب دینا چاہیے۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ: میں استخارہ کروں گی اس کے بعد جواب دوں گی، چنانچہ ان کے گھر میں ایک چھوٹی سی مسجد تھی یعنی نماز پڑھنے کی جگہ وہاں گئی اور استخارہ کیا۔

استخارہ کرنے کا انعام: خود اللہ نے آسمانوں پر نکاح کروایا

اللہ تعالیٰ سے استخارہ کیا تھا، اللہ کو ان کا یہ جواب بہت پسند آیا کہ: میں اپنے ماں باپ سے نہیں پوچھوں گی، بھائی بہن سے نہیں پوچھوں گی، کسی سے نہیں پوچھوں گی؛ چوں کہ پہلی مرتبہ بھائی کو پوچھا تھا، اس نے منع کیا تھا، خود بھی منع کر رہی تھی؛ اس لیے اب صرف اللہ تعالیٰ ہی سے استخارہ کرنا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے خود آسمانوں پر فرشتوں کی حاضری میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکاح کرادیا، کتنی خوش نصیب عورت ہے!!!

اور یہ بات خود اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بیان فرمائی:

فَلَمَّا قَضٰی زَیۡدٌ مِّنۡهَا وَطَرًا زَوَّجۡنٰكَهَا لِكَیۡ لَا یَكُوۡنَ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ حَرَجٌ فِیۡۤ اَزۡوَاجِ اَدۡعِیَآئِهِمۡ اِذَا قَضَوۡا مِنۡهُنَّ وَطَرًا ؕ وَكَانَ اَمۡرُ اللّٰهِ مَفۡعُوۡلًا ﴿۳۷﴾

پھر جب زید نے اس عورت سے اپنی حاجت پوری کر لی تو ہم نے اس سے تمھارا نکاح کرادیا؛ تاکہ ایمان والوں کے لیے اپنے منہ بولے (یعنی لے پالک) بیٹوں کی بیویوں سے نکاح کرنے میں کوئی تنگی (یعنی گناہ، حرج) نہ رہے، جب کہ ان لے پالکوں نے ان سے (طلاق دے کر) تعلق ختم کر دیا ہو اور اللہ تعالیٰ کا حکم تو پورا ہو کر ہی رہنے والا تھا۔

پھر بعد میں دنیا میں اعلان کرنے کے واسطے بھی نکاح ہوا؛ چنانچہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے بھائی ابو احمد ابن جحش کی حاضری میں نبیٔ کریم ﷺ کا زمین پر بھی نکاح ہوا؛ تاکہ سب لوگوں میں اعلان ہو جائے اور اس نکاح میں چار سو درہم مہر طے کیا گیا۔

اس نکاح کے وقت حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی عمر تقریباً پینتیس سال کی تھی۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا سجدۂ شکر

چنانچہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو خبر پہونچی کہ میرا نکاح نبیٔ کریم ﷺ سے ہو گیا تو فوراً زمین پر گر گئی اور اللہ کے سامنے شکریہ کا سجدہ کیا، اللہ اکبر!

اللہ کوئی بھی نعمت عطا کرے، اچھی جگہ رشتہ کرادے، اچھی جگہ شادی کرادے تو اس پر بھی شکریہ کی نماز پڑھنی چاہیے، شکرانے کا صدقہ کرنا چاہیے۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نام بدلنا

اس کے بعد نبیٔ کریم ﷺ کی رخصتی ہوئی، حضور ﷺ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے

پاس پہونچے تو سب سے پہلے حضور ﷺ نے زینب رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ: تمھارا نام کیا؟

حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے کہا: برّہ۔

اس وقت ان کا نام ’’برّہ‘‘ تھا، برّہ کا معنی: جو گناہ سے بالکل پاک صاف ہو۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ: یہ نام ٹھیک نہیں ہے اور حضور ﷺ نے ان کا نام بدل دیا اور کہا کہ: آج سے تمھارا نام برّہ نہیں ہوگا، آج سے تمھارا نام زینب ہوگا۔

حضور ﷺ کی مبارک بیویوں میں، امت کی ماؤں میں دو زینب ہیں:

ایک حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا جو حضور ﷺ کی سگی پھوپھی کی بہن تھی۔

دوسری حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا۔

شوہر اپنی بیوی کے برے نام کو بدل سکتا ہے اور نیا لقب بھی دے سکتا ہے

خیر! حضور ﷺ نے ان کا نام مبارک بدل دیا، اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ شوہر اپنی بیوی کے لیے پرانے نام میں اگر کوئی خرابی دیکھے تو اس کو بدل کر کوئی اچھا نام طے کر سکتا ہے۔

نام کے علاوہ کوئی محبت بھرا لقب بھی شوہر اپنی بیوی کے لیے رکھ سکتا ہے، جیسے کہ حدیث میں آتا ہے کہ نبیٔ کریم ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ’’حمیراء‘‘ فرمایا کرتے تھے، نام تو عائشہ ہی رہنے دیا؛ چوں کہ اچھا نام تھا؛ لیکن ایک محبت بھرا نام حضور ﷺ نے دوسرا بنا لیا جس کو لقب کہتے ہیں اور حضور ﷺ حضرت عائشہ کو حمیراء کہہ کر پکارا کرتے تھے، یہ پیار محبت کی بات ہے۔

حضرت نبیٔ کریم ﷺ کا سب سے بڑا ولیمہ

نبیٔ کریم ﷺ نے رخصتی کے بعد ایک ولیمہ بھی کیا۔

دینی بہنو! رمضان کی آج کی اس مبارک محفل میں آپ کو میں بتلاتا ہوں کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ حضور ﷺ کا نکاح ہوا، اس نکاح میں حضور ﷺ نے سب سے بڑا ولیمہ کیا، حضور ﷺ کی اتنی ساری شادیاں ہوئیں؛ لیکن اتنا بڑا ولیمہ حضور ﷺ نے کبھی نہیں کیا جتنا بڑا ولیمہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح میں کیا تھا۔

کتنا بڑا ولیمہ کیا؟

ذرا دل کھول کر ہمت اور عمل کی نیت سے سنو! حضور ﷺ نے ایک بکری ذبح فرمائی، یہ اللہ کے نبی ﷺ کے گھر کا سب سے بڑا ولیمہ تھا۔

ذرا سوچو! ایک بکری میں کتنے لوگ کھا سکتے ہیں؟

بعض روایتوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ سو آدمیوں نے کھانا کھایا ہوگا۔

حضرت نبیٔ کریم ﷺ کا سب سے چھوٹا ولیمہ

آگے سنو! حضور ﷺ کی ایک ہی کنواری بیوی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں، ان کے ساتھ جب نکاح ہوا تو ولیمے میں صرف ایک دودھ کا پیالہ تھا، ایک انصاری کے گھر سے دودھ کا پیالہ آیا اور وہی حضور ﷺ نے سب کو پلا دیا، یہ ہمارے نبی کا ولیمہ ہے، یہ سب سے چھوٹا ولیمہ ہے۔

اب نیت کر کے اٹھو کہ ان شاء اللہ! ہمارے گھر میں سب سے بڑے ولیمے

میں زیادہ سے زیادہ ایک بکری کٹے گی، اس سے زیادہ نہیں، اللہ ہم کو سادگی کے ساتھ نکاح کی اور چھوٹے چھوٹے ولیموں کی توفیق نصیب فرمائے، آمین۔

دوسرے بعض نبوی ولیمے

(۱) حضرت ام سلمہ کے ولیمے میں دوسیر (تقریباً دوکلو) جَو کھانا تھا۔

(۲) حضرت صفیہ کے ولیمے میں جو کچھ صحابہ کے پاس حاضر تھا سب جمع کرلیا گیا اور سب نے ایک ساتھ بیٹھ کر کھالیا، جس میں کچھ کھجور اور کچھ پنیر اور مکھن تھا۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا تین باتوں پر فخر

حضرت زینب رضی اللہ عنہا دوسری تمام ازواجِ مطہرات پر فخر کرکے کہا کرتی تھی کہ: تمھارا نکاح تو تمھارے ماں باپ نے کرایا؛ لیکن میرا نکاح تو اللہ تعالیٰ نے آسمانوں پر خود کرایا۔

ایک مرتبہ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کہنے لگی کہ: میں تین وجہ سے آپ پر ناز کرتی ہوں:

(۱) میں آپ کی پھوپھی کی لڑکی ہوں۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے میرا نکاح آپ کے ساتھ آسمان پر کرایا۔

(۳) میرا نکاح کرانے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کوشش کی تھی۔

زینب رضی اللہ عنہا کی خوبیاں عائشہ رضی اللہ عنہا کی زبانی

حضرت زینب رضی اللہ عنہا اتنی عجیب وغریب عورت تھی کہ خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا۔

جوان کی سوکن ہوتی ہے۔ کہتی ہے کہ: حضور ﷺ کی بیویوں میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا ہی اکیلی تھی جو کچھ مجھ سے ٹکر لے سکتی تھی؛ چوں کہ وہ بھی خوب صورت اور حضور ﷺ کی پھوپھی کی لڑکی تھی؛ لیکن ماں عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے کہ:

زینب سے زیادہ میں نے کسی کو دین دار نہیں دیکھا:

بہت زیادہ اللہ سے ڈرنے والی تھی۔

بہت زیادہ سچ بولنے والی تھی۔

بہت زیادہ رشتے داروں سے صلہ رحمی کرنے والی تھی۔

بہت زیادہ صدقہ خیرات کرنے والی تھی۔

بہت زیادہ اللہ کا قرب حاصل کرنے والی عورت تھی۔

دینی بہنو! حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہ بات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہہ رہی ہے جو سوکن ہے۔

آج ہمارا حال

اللہ بھی ہم کو ایسا صاف دل عطا فرمائے، آج ہم کو کسی سے ذرا ناراضگی ہو جاتی ہے، کوئی دوسری بہن سے ذرا بھی جھگڑا ہو جائے تو ہم اس کی کوئی خوبی اور تعریف کی بات بولنا تو کیا، سننا بھی پسند نہیں کرتے، یہ جذبہ اور سوچ ہرگز مناسب نہیں ہے۔

خدا کی قسم! میں نے عائشہ میں بھلائی کے علاوہ کچھ نہیں دیکھا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر جب تہمت لگی، جو قصہ آپ سن چکے ہو اور بیان کی کتاب ''خطباتِ محمود کے تیسرے حصے'' میں بھی چھپا ہوا ہے تو نبیٔ کریم ﷺ نے حضرت

زینب رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ: زینب! بتاؤ عائشہ پر جو تہمت لگی ہے اس کے بارے میں تم کیا کہتی ہو؟

دیکھو! دونوں آپس میں کیسی رہتی تھیں، ادھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی تعریف کر رہی ہے اور آج موقع آیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ: عائشہ کے بارے میں تم کیا کہتی ہو؟ یہ موقع (چانس) تھا کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کچھ غلط بات کہہ دیتی؛ لیکن حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے کہا:

واللہ ما علمت فیھا الا خیرا۔

اللہ کی قسم! میں عائشہ میں خیر اور بھلائی ہی دیکھتی ہوں۔

کیسی نیک عورت تھی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے قسم کھا کر کہہ رہی ہے۔

حضرت زیب رضی اللہ عنہا کی سگی بہن حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے والوں میں ہوگئی اور تہمت لگانے کی وجہ بھی شاید یہ تھی کہ وہ میری بہن کی سوکن ہے۔

تقویٰ کی برکت سے فتنے سے حفاظت

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے الفاظ صحیح بخاری میں موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زینب کو اس کے تقویٰ اور اس کی پرہیزگاری کی وجہ سے فتنے سے بچالیا۔

میری دینی بہنو! دل میں جو تقویٰ ہوتا ہے اس کی برکت سے فتنے سے حفاظت ہوتی ہے، ان کی بہن فتنے میں پڑی اور خود حضرت زینب رضی اللہ عنہا اپنے تقویٰ کی برکت سے فتنے سے بچ گئی۔

اللہ کی طرف بہت زیادہ رجوع کرنے والی

حضرت زیب رضی اللہ عنہا بہت عبادت کرنے والی اور بہت رونے والی عورت تھی، اللہ کے سامنے دعا میں خوب روتی تھی۔

ایک مرتبہ نبیٔ کریم ﷺ گھر میں آئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے، حضرت زینب رضی اللہ عنہا نماز میں اور دعا میں تھی، نبیٔ کریم ﷺ نے خود ارشاد فرمایا:

إنها لأواهة۔

میری زینب اللہ کے سامنے بہت رونے والی، بہت نرم دل، اللہ کی طرف رجوع کرنے والی ہے۔

اللہ ہم سب کو بھی اللہ کے سامنے رونے والا بنادے، آمین۔

زینب رضی اللہ عنہا کی خوبیاں ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی زبانی

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بھی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی سوکن ہوتی ہے، وہ کہتی ہے کہ: حضرت زینب رضی اللہ عنہا بڑی نیک تھی، بہت روزے رکھنے والی، بہت تہجد پڑھنے والی تھی اور حلال کمائی کر کے مسکینوں کو صدقہ کرنے والی تھی۔

سارا مال اللہ کی راہ میں صدقہ کردیا

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی میں ان کے لیے ایک بہت بڑی رقم بھیجی تو کہنے لگی: اے اللہ! یہ مال آئندہ میرے پاس نہ آوے، یہ تو بڑا فتنہ ہے، بارہ ہزار درہم تھے، حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے پورا مال اللہ کے نام پر صدقہ کردیا، ایسی صدقہ

کرنے والی یہ عورت تھی۔

لمبے ہاتھ والی

ان کے بارے میں آتا ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یہ حدیث نقل کرتی ہے کہ حضرت نبیٔ کریم ﷺ نے ایک دن اپنی بیویوں سے یہ ارشاد فرمایا: میرے انتقال کے بعد تم میں سے یعنی ازواجِ مطہرات میں سے سب سے پہلے میرے پاس وہ آئے گی جس کا ہاتھ سب سے زیادہ لمبا ہوگا۔

جب حضور ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی تو تمام بیویاں اپنا ہاتھ ناپ رہی ہیں کہ کس کا ہاتھ سب سے لمبا ہے؟ جس کا ہاتھ لمبا وہ پہلے انتقال کرے گی اور پہلے حضور ﷺ کے پاس پہنچے گی، حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی لمبائی زیادہ نہیں تھی، وہ تھوڑی چھوٹے قد کی تھی؛ اسی لیے ان کا ہاتھ بھی چھوٹا ہوگا؛ لیکن دنیا نے دیکھا کہ حضرت نبیٔ کریم ﷺ کے انتقال کے بعد حضور ﷺ کی بیویوں میں سب سے پہلے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا، تب لوگوں کی سمجھ میں آیا کہ ہاتھ لمبا ہونے کا مطلب یہ تھا کہ ''جو زیادہ صدقہ کرنے والی ہو'' چاہے ہاتھ کی سائز چھوٹی ہو، کتنی خوش نصیب بیوی تھی!!!

اپنا کفن خود تیا کرایا

انھوں نے اپنا کفن بھی خود تیار کر رکھا تھا، ان کے انتقال کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خود کفن تیار کروایا، پانچ کپڑے کفن کے اور اس میں خوشبو لگوائی اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے لیے کفن بھیجا؛ لیکن حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے وصیت کی تھی کہ مجھے اپنا کفن ہی پہنایا جائے، چنانچہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے اپنی زندگی میں جو اپنا کفن تیار کیا

تھا وہی کفن ان کو پہنایا گیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو کفن بھیجا تھا وہ ان کی بہن حضرت حمنہ رضی اللہ عنہا نے اللہ کے نام پر صدقہ کر دیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی جنازے کی نماز پڑھائی، مدینۂ منورہ میں سن ہجری ۲۰ میں ان کا انتقال ہوا۔

ایک عجیب نکتہ

جس وقت ان کا انتقال ہوا پچاس یا ترپن سال کی ان کی عمر تھی، عجیب بات پینتیس (۳۵) سال کی عمر میں ان کا نکاح حضور ﷺ کے ساتھ ہوا اور پینتیس (۳۵) کو الٹا کرو تو ترپن (۵۳) ہوتا ہے۔

وفات کے دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا افسوس

جس دن حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا اس دن ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہنے لگی: افسوس! آج ایسی عورت کا انتقال ہو گیا جو بڑی پسندیدہ تھی، بہت اچھی خوبیوں والی تھی، بڑی عبادت کرنے والی تھی اور یتیموں اور بیواؤں کی مدد کرنے والی تھی۔

میری دینی بہنو! دنیا سے جانا تو ہر ایک کو ہے؛ لیکن کسی کے انتقال کے وقت کوئی دو اچھی بات کہہ دیوے یہ ہے خوبی اور کمال کی بات، اپنی زندگی میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا والی خوبیاں اپناؤ۔

روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کے گواہ

عن أنس رضی اللہ عنہ قال: مَرُّوْا بِجَنَازَةٍ فَأَثْنَوْا عَلَيْهَا خَيْراً، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: وَجَبَتْ. ثُمَّ مَرُّوْا بِأُخْرىٰ فَأَثْنَوْا عَلَيْهَا شَرّاً فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: وَجَبَتْ، فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ

رضی اللہ عنہ: مَاوَجَبَتْ؟فَقَالَ: هٰذَا أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ خَيْراً فَوَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، وَهٰذَا أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ شَرّاً فَوَجَبَتْ لَهُ النَّارُ، أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِيْ الْأَرْضِ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: لوگ ایک جنازہ کو لے کر گزرے، اس جنازے کو دیکھ کر نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں جو لوگ موجود تھے انھوں نے اس جنازے والے کے متعلق اچھی بات کہی اور اس کی تعریف کی کہ: بہت اچھا آدمی تھا، نیک وصالح تھا۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر ارشاد فرمایا: اس کے لیے واجب ہوگئی۔

اس کے بعد ایک دوسرا جنازہ وہاں سے گزرا، اس کو دیکھ کر وہاں موجود لوگوں نے اس کی برائی کی کہ: بہت برا آدمی تھا۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر ارشاد فرمایا: اس کے لیے بھی واجب ہوگئی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جو اس مجلس میں موجود تھے انھوں نے عرض کیا کہ: اے اللہ کے رسول! کیا چیز واجب ہوگئی؟

نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا: پہلا آدمی جس کے متعلق تم لوگوں نے اچھی بات کہی تھی اور اس کی تعریفیں کی تھیں، اس کے لیے جنت واجب ہوگئی اور دوسرا آدمی جس کے متعلق تم نے برے کلمات کہے تھے اس کے لیے جہنم واجب ہوگئی؛ تم لوگ روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو۔

اللہ تعالیٰ کا اہلِ ایمان کے دلوں میں مرنے والے کے متعلق اچھائی ڈالنا اس بات کی علامت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے لیے جنت کا فیصلہ ہوا ہے۔

(حدیث کے اصلاحی مضامین: ۱۰/۳۶۴)

بہر حال: حضرت زینب رضی اللہ عنہا بہت زیادہ صدقہ کرنے والی تھی، اللہ ہماری دینی بہنوں کو زیادہ صدقہ کرنے والی بناویں۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا بہت زیادہ تہجد پڑھنے والی تھی، اللہ مجھے اور آپ کو کثرت سے تہجد پڑھنے کی توفیق عطا فرماوے۔

بیواؤں اور یتیموں کا بڑا خیال رکھنے والی تھی، اللہ ہم کو بھی بیواؤں اور یتیموں کی مدد کرنے کی اوران کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرماوے۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا بہت زیادہ نفل روزے بھی رکھتی تھی، اللہ ہمیں بھی زیادہ سے زیادہ نفل روزے رکھنے کی توفیق عطا فرماوے۔

ایسی نیک اور پارسا عورت جن کے دو نکاح ہوئے: پہلا نکاح حضرت زید رضی اللہ عنہ سے ہوا، وہ نکاح ٹوٹ گیا، پھر حضرت نبیٔ کریم سے نکاح ہوا، ان کے دونوں نکاح کا واقعہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ذکر فرمایا، وہ واقعہ میں نے آپ کے سامنے ذکر کیا اور خاص طور پر میری دینی بہنوں حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے نکاح کے وقت جو سب سے بڑا ولیمہ ہوا تھا، جس میں ایک بکری کٹی تھی، سو دو سو آدمیوں نے کھایا ہوگا، اللہ ایسا ولیمہ ہم سب کو سادہ چھوٹا کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

سبحانک اللھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالی جدک ولا اله غیرک

اللھم صل وسلم وبارک علی سیدنا محمدوعلی اٰل سیدنا ومولانا

محمد کما تحب و ترضی عدد ما تحب و ترضی یا کریم

ربنا ظلمنا أنفسنا وإن لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین

اے اللہ! تو ہمارے گناہوں کو معاف فرما، جہنم کی آگ سے چھٹکارا عطا فرما، جہنم کی آگ سے نجات عطا فرما، قبر کے عذاب سے حفاظت فرما، موت کی تکلیف سے حفاظت فرما۔

اے اللہ! اپنے فضل و کرم سے جنت الفردوس کا اولین داخلہ نصیب فرما۔

اے اللہ! اپنے فضل و کرم سے جنت الفردوس کا اولین داخلہ نصیب فرما۔

اے اللہ! اپنے فضل و کرم سے جنت الفردوس کا اولین داخلہ نصیب فرما۔

عید کا چاند نکلنے سے پہلے ہم کو کامل تقوی عطا فرما۔

اے مالک! زندگی میں بہت ماہِ مبارک گزرے، بہت روزے رکھے؛ لیکن اے اللہ! آج تک ہماری زندگیوں میں تقویٰ پیدا نہیں ہوسکا، اپنے فضل و کرم سے ہم سب کو کامل تقویٰ عطا فرما۔

دنیا وآخرت میں تیری رضا عطا فرما۔

ہماری جائز مرادوں کو پورا فرما۔

نبیٔ کریم ﷺ نے جتنی بھلائیاں مانگی اور بتلائیں ہم سب کو عطا فرما۔

نبیٔ کریم ﷺ نے جن شرور سے پناہ چاہی ان سے ہماری اور پوری امت کی حفاظت فرما۔

وصلی اللّٰہ علی سیدنا محمد وعلی الہ واصحابہ اجمعین، سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون وسلم علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین۔

ابولہب اور اس
کی بیوی
ام جمیل کا واقعہ

اقتباس

حدیث میں یہ ارشاد فرمایا ہے: ''فلا تخرجوا فِرارامنه'' بھاگ کر نہ نکلو، تو نکلنے کی تین شکلیں ہیں:

(۱) پہلی شکل تو یہ ہے کہ آدمی وہاں سے یہ سمجھتے ہوئے بھاگ کر نکلے کہ میں بچ جاؤں، یہ تو حرام ہے۔

(۲) دوسری شکل یہ ہے کہ پہلے سے اس کا پروگرام طے ہو، جیسے آج کل ایک دو مہینے پہلے سے ٹکٹ بک کروا کر رکھا جاتا ہے اور جس وقت پروگرام طے کیا اس وقت کوئی بیماری بھی نہیں تھی، اتفاق کی بات کہ آپ کا سفر ہونے والا تھا اس کے دس پندرہ دن پہلے بیماری پھیل گئی اور خوب چل رہی ہے اور آپ کی تاریخ آ گئی، تو اب ایسا نہیں ہے کہ آپ اس بیماری کی وجہ سے جا رہے ہیں؛ بلکہ آپ کا پروگرام تو پہلے ہی سے طے تھا تو اس میں کوئی اشکال نہیں، آپ بے تکلف نکل کر جا سکتے ہیں۔

(۳) تیسری شکل یہ ہے کہ آپ کا پہلے سے کوئی پروگرام طے نہیں تھا، بیماری آئی اور آپ کا بھی کوئی کام نکل آیا اس لیے آپ وہاں سے جانا چاہتے ہیں تو اس صورت میں جائیں یا نہ جائیں؟ تو بعض حضرات کہتے ہیں کہ: نہ نکلے۔

اور بعض حضرات کہتے ہیں کہ: اس کام کی وجہ سے جانا چاہتا ہے تو جا سکتا ہے، اس کے دل میں یہ خیال نہیں ہونا چاہیے کہ میں یہاں سے جاؤں گا تو بچ جاؤں گا۔

(از: حدیث کے اصلاحی مضامین: ۹۴۴/۱۴)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِاَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا،مَنْ یَّھدِہِ اللّٰہُ فَلَامُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَاھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھدُ اَنْ لَّآاِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَ شَفِیْعَنَا وَحَبِیْبَنَاوَاِمَامَنَاوَمَوْلَانَا مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ،صَلَوَاتُ اللّٰہِ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی عَلَیْہِ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَذُرِّیَّاتِہٖ وَ اَھلِ بَیْتِہٖ وَاَھلِ طَاعَتِہٖ، وَبَارَکَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْراً کَثِیْراً

اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۝۱ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ۝۲ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۝۳ وَّامْرَاَتُهٗ ۭ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۝۴ فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۝۵

ترجمہ: ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ ہلاک ہو چکا ہے ﴿۱﴾ اس کا مال اور اس کی کمائی اس کے کچھ کام نہیں آئی ﴿۲﴾ وہ عنقریب (مرتے ہی) ایک بھڑکتے شعلوں والی آگ میں داخل ہوگا ﴿۳﴾ اور اس کی بیوی بھی جو سر پر جلانے کی لکڑی اٹھا کرلاتی ہے ﴿۴﴾ اس کی گردن میں خوب مضبوط بٹی ہوئی (چبھنے والی) رسی ہوگی ﴿۵﴾

(یعنی آخرت میں جہنم کے طوق وسلاسل اس کی گردن میں پڑے ہوں گے اور دنیا میں بھی اسی طرح ایک رسی گلے میں پھنس گئی جو موت کا سبب بنی۔ ''گردن'' عورت کے لیے محلِ حسن ہے، جہاں خوب صورت ہار پہن کر زینت کی نمائش کرتی ہے،

اس عورت ام ِجمیل کے لیے محلِ زینت محلِ عذاب ہے)

گذشتہ کل ایک بہت نیک اور صالح جوڑا حضرت زکریا علیہ السلام اور ان کی بیوی کا واقعہ سنایا تھا، اللہ نے ان کو کیسا جوڑا بنایا تھا؟ کتنے اچھے میاں بیوی تھے؟ اللہ نے ان کو حضرت یحییٰ علیہ السلام جیسا بیٹا عطا فرمایا تھا۔

بُرا جوڑا

آج کی اس مجلس میں قرآن میں ایک ایسے جوڑے کا قصہ ہے جو دونوں میاں بیوی حضرت نبیٔ کریم ﷺ کے بڑے کٹّر دشمن تھے اور بڑی خطرناک انھوں نے حضور ﷺ کے ساتھ دشمنی کی؛ یعنی ابولہب اور اس کی بیوی کا قصہ وہ آپ کو سناتا ہوں۔

چچا، چچی خود خطرناک دشمن

یہ ابولہب نبیٔ کریم ﷺ کا چچا ہوتا تھا اور اس کی بیوی یعنی نبیٔ کریم ﷺ کی چچی، یہ دونوں میاں بیوی نبیٔ کریم ﷺ کے بڑے خطرناک دشمن تھے، جیسے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی محبت میں، حضور ﷺ کو سچا ماننے میں سب سے پہلے نمبر پر تھے، یہ ابولہب اور اس کی بیوی نبیٔ کریم ﷺ کو جھٹلانے میں، حضور ﷺ کی مزاق اڑانے میں سب سے پہلے نمبر پر تھے۔

ابولہب کا معنی اور وجہ تسمیہ

دنیوی اعتبار سے ابولہب بڑا خوش نصیب تھا، اللہ نے اس کو بہت خوب صورت بنایا تھا، اتنا خوب صورت تھا کہ کوئی جب زیادہ سفید (Extra White) ہوتا ہے تو

اس میں لال رنگ آتا ہے تو اس آدمی کا چہرہ لال رنگ کا تھا اور لال رنگ کی آگ کو عربی میں ''لہب'' کہتے ہیں، اس پر سے اس کا یہ نام ''ابو لہب'' یعنی ''آگ کا باپ (Father of the fire)'' مشہور ہوا۔

بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ اس کے پاس سونا بہت تھا، پورا کمرہ بھر کے اس کے پاس سونا تھا اور جس روم میں سونا ہوتا ہے وہ پیلا پیلا دکھتا ہے اور پیلا رنگ آگ کا بھی ہوتا ہے، اس پر سے اس کا نام ابولہب مشہور ہو گیا تھا؛ یعنی آگ کے رنگ جیسا گولڈ، پیلا سونا اس کے پاس بہت زیادہ تھا۔

ابولہب بڑا خوش نصیب تھا

اس آدمی کی خوش نصیبی دیکھو کہ پورے عرب کے سب سے اچھے خاندان قریش۔جن کے نام پر قرآن میں سورت ہے ''لایلٰف قریش''۔اس خاندان کا یہ ممبر تھا۔

دوسری خوش نصیبی یہ کہ نبیٔ کریم ﷺ کے دادا عبدالمطلب کا خاندان جو سب سے زیادہ عزت والا تھا تو یہ ابولہب اسی عبدالمطلب کا بیٹا تھا۔

تیسری خوش نصیبی یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بہت خوب صورت بنایا تھا۔

چوتھی خوش نصیبی یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بہت مال دار بنایا تھا۔

پانچوی خوش نصیبی یہ کہ حضرت نبیٔ کریم ﷺ کا چچا ہوتا تھا۔

اتنی ساری خوش نصیبی اس کے اندر تھی، اللہ نے اس کو اولاد بھی عطا فرمائی تھی۔

ابولہب کے بارے میں ایک عجیب قصہ

ابولہب کے بارے میں ایک عجیب قصہ بھی آپ کو سناؤں:

آپ جانتے ہیں کہ نبیٔ کریم ﷺ کے ابا کا پہلے انتقال ہو گیا تھا، ابولہب کی ایک باندی تھی جس کا نام ثویبہ تھا، اس نے خود نبیٔ کریم ﷺ کو بچپن میں دودھ پلایا تھا۔

آپ ﷺ کو دودھ پلانے والی خوش نصیب عورتیں

سیرت کی کتابوں میں لکھا ہے کہ: کل آٹھ عورتوں نے آپ ﷺ کو دودھ پلایا:

(۱) آپ کی والدہ آمنہ (۲) ثویبہ (۳) خولہ بنت منذر (۴) سعدیہ (حلیمہ نہیں) (۵) (۶) (۷) تینوں کا نام عاتکہ لکھا ہے (۸) حلیمہ سعدیہ (سیرت احمد مجتبیٰ: ۱/ ۶۳)

پہلے سات دن حضور ﷺ کو آپ کی والدہ حضرت آمنہ نے دودھ پلایا اور پھر سات دن کے بعد ثویبہ نے نبیٔ کریم ﷺ کو آٹھ دن دودھ پلایا اور قدرتی بات دیکھو! نبیٔ کریم ﷺ کے دوسرے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو بھی ثویبہ نے دودھ پلایا تھا تو حضور ﷺ اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ چچا بھتیجے بھی ہوتے ہیں اور دونوں آپس میں دودھ بھائی بھی ہوتے ہیں۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا قصہ اور سارے غزوات آج کل ظہر کے بعد مسجد میں چل رہے ہیں، آپ اس کی پوری سی ڈی بعد میں ضرور سن لینا، اس میں بڑے اہم سیرتِ مبارکہ کے واقعات ہیں۔

آپ ﷺ کی پیدائش کی خوشی میں باندی کو آزد کر دیا

سیرت کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جب نبیٔ کریم ﷺ پیدا ہوئے تو یہی ثویبہ باندی نے ابولہب کو جا کر خوش خبری دی کہ تمھارے مرحوم بھائی عبداللہ کے گھر لڑکا پیدا ہوا تو یہ ابولہب بہت خوش ہوا، اتنا خوش ہوا کہ یہ باندی جو خوش خبری سنانے گئی تھی اس کو

اس نے اشارہ کر کے کہا کہ: جا! تجھے میں نے آزاد کر دیا۔

آپ ﷺ کی پیدائش کی خوشی میں باندی آزاد کرنے کا انعام

جب ابولہب مر گیا تو ایک سال بعد اس کے بھائی یعنی نبیٔ کریم ﷺ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے ابولہب کو ایک دن خواب میں دیکھا کہ ابولہب بہت تکلیف میں تھا، بہت پریشان تھا، کہنے لگا کہ: تمھارے بعد یعنی مرنے کے بعد میں نے کوئی راحت نہیں دیکھی، بس! اتنا ہے کہ پیر کے دن عذاب تھوڑا ہلکا ہو جاتا ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ پیر کے دن نبیٔ کریم ﷺ پیدا ہوئے تھے اور ابولہب نے اس خوشی میں اپنی باندی کو آزاد کیا تھا؛ اس لیے پیر کے دن عذاب تھوڑا ہلکا ہو جاتا ہے۔

بعض روایتوں میں یہ بھی ہے کہ ابولہب نے کہا کہ: انگلی کے اوپر جتنا پانی آ سکتا ہے اتنا تھوڑا سا پانی مجھے ہر پیر کے دن پلایا جاتا ہے۔

باقی جہنم میں کسی کو پانی نہیں ملتا ہے؛ لیکن اس ابولہب کو جہنم کے عذاب میں بھی ہر پیر کو تھوڑا سا پانی دیا جاتا ہے، جس انگلی سے اشارہ کر کے اس نے ثویبہ کو آزاد کیا تھا اس انگلی پر جتنا پانی آوے اتنا پانی اس کو ملتا ہے، یہ حضرت نبیٔ کریم ﷺ کی ولادت پر باندی کو آزاد کرنے کا فائدہ اس کافر کو آخرت میں بھی ملتا ہے۔

دین کی خاطر آپ ﷺ کی دو بیٹیوں کو طلاق

اس ابولہب کے دو بیٹے تھے، ایک بیٹے کا نام عتبہ اور دوسرے بیٹے کا نام عُتَیبہ تھا، ان دونوں لڑکوں کے ساتھ نبیٔ کریم ﷺ کی دو بیٹیاں: حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی شادی ہوئی تھی اور ابھی رخصتی نہیں ہوئی تھی۔

لیکن جب نبیٔ کریم ﷺ نے ایمان کا اعلان کیا، دین کی دعوت دی تو یہ حضور ﷺ کا چچا، سمدھی وہ دشمن بن گیا اور اس نے پہلا کام یہ کیا کہ اپنے دونوں بیٹوں کو کہا کہ: تم اپنی دونوں بیویوں کو طلاق دے دو؛ چنانچہ اس نے حضور ﷺ کی دشمنی میں، ایمان کی دشمنی میں اپنے دونوں بیٹوں کے پاس حضور ﷺ کی دونوں بیٹیوں کو طلاق دلوادی۔

حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ

یہ طلاق دینا ان کے لیے رحمت ہو گیا کہ طلاق کے بعد ان دونوں کی شادی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ہوئی، پہلے ایک بیٹی سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نکاح ہوا، جب اس بیٹی کا انتقال ہو گیا تو دوسری بیٹی کے ساتھ نبیٔ کریم ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شادی کروادی، جب دوسری بیٹی کا انتقال ہو گیا تو نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا کہ: اگر میری چالیس لڑکیاں ہوتیں تو میں ان سب کی شادی عثمان کے ساتھ کرواتا۔

یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بڑے خوش نصیب ہیں، سیرت کی کتابوں میں لکھا ہے کہ تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں میں اور نبی پر ایمان لانے والوں میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایک ایسے خوش نصیب آدمی ہیں کہ ان کے نکاح میں نبی کی ایک کے بعد ایک دو بیٹیاں تھیں، یہ فضیلت کسی نبی کے کسی صحابی کو حاصل نہیں ہوئی؛ اسی لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا لقب ''ذی النورین'' یعنی دونوروالے ہے کہ حضور ﷺ کی دونورِنظر حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے ساتھ ان کا نکاح ہوا تھا۔

غرض! ابولہب کو حضور ﷺ اور اسلام کے ساتھ ایسی دشمنی تھی کہ اس نے اپنے دونوں لڑکوں کے پاس حضور ﷺ کی دونوں بیٹیوں کو طلاق دلوادی، اندازہ لگاؤ! حضور

ﷺ کو کتنا رنج ہوا ہوگا؟ کتنا صدمہ ہوا ہوگا؟ ایک ساتھ دو دو بیٹی کو طلاق ہو جاوے اور دونوں بیٹی گھر میں آجاوے، حضور ﷺ نے اس صدمے کو بھی برداشت کرلیا۔

علی الاعلان دعوتِ اسلام کا حکم

حدیث میں اور ایک واقعہ بھی آیا ہے کہ نبیٔ کریم ﷺ کو جب اللہ تعالیٰ نے نبی بنایا تو تین سال تک حضور ﷺ چپکے چپکے لوگوں کو ایمان کی دعوت دیتے رہے، جب تین سال گذر گئے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم آیا:

وَاَنۡذِرۡ عَشِيۡرَتَكَ الۡاَقۡرَبِيۡنَ ﴿۲۱۴﴾ (الشعراء)

(اے نبی!) تم اپنے قریبی رشتہ داروں کو (نافرمانی پر اللہ تعالیٰ کے عذاب سے) ڈراؤ۔

جب یہ آیت نازل ہوئی۔جس میں حضور ﷺ کو یہ حکم دیا گیا کہ اب چپکے چپکے نہیں؛ بلکہ اب لوگوں کو کھلم کھلا ایمان کی دعوت دو اور سب سے پہلے اپنے خاندان والوں کو ایمان کی دعوت دو۔تو حدیث میں آتا ہے کہ نبیٔ کریم ﷺ پہاڑ پر چڑھے، یہ صفا مروہ کا جو علاقہ ہے اسی کے بیچ میں یہ قریش کا خاندان رہتا تھا؛ اسی لیے حضور ﷺ صفا پہاڑ پر چڑھے اور اپنے خاندان بنی عبدالمطلب کے لوگوں کو جمع کیا، جب سب لوگ جمع ہو گئے تو نبیٔ کریم ﷺ نے ان کو پوچھا کہ: بتاؤ! اگر میں کہوں کہ پیچھے کی طرف سے ایک لشکر تم پر حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم میری بات مان لوگے؟

چوں کہ حضور ﷺ پہاڑ کے اوپر تھے اور لوگ نیچے تھے کہ آپ ﷺ پیچھے دیکھتے تھے اور لوگوں کی نظر پیچھے نہیں جاتی تھی۔

تمام قریشی لوگ کہنے لگے: اے محمد! آپ ہمیشہ سچ ہی بولے ہیں:

مَا جَرَّبْنَا كَ كَذِباً قَطُّ۔

کبھی ہم نے آپ کو جھوٹ بات بولتے نہیں دیکھا۔

اللہ ہمیں بھی سچا بنا دیں، بات کا بھی، کام کا بھی، عقیدے کا بھی، عمل کا بھی، نیت کا بھی، ہر چیز میں اللہ ہمیں سچا بنائیں، آمین۔

پہاڑی پر وعظ

اس کے بعد نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا:

اے میرے قریش کے خاندان کے لوگو!

اے عبد المطلب کے لوگو!

سنو! میں تمھیں شدید عذاب سے ڈرانے والا ہوں، اپنی جانوں کو بچاؤ، اللہ نے مجھے اپنے قریب ترین عزیزوں کو خبردار کرنے کا حکم دیا، تم قریش کے لوگ میرے رشتے دار ہو، میں تم کو اللہ سے کچھ دلوانے اور آخرت میں تمھیں کسی حصے سے مالا مال کرنے کا اختیار نہیں رکھتا؛ الا یہ کہ تم ''لا الہ الا اللہ'' کے قائل ہو جاؤ، تب میں تمھارے رب کے یہاں اس کی شہادت دوں گا، اس کلمے کی بدولت عرب تمھارے تابع اور عجم تمھارا مطیع ہو جائے گا۔ (سیرت احمد مجتبیٰ: ۱/۱۸۶)

آپ ﷺ کے خلاف سب سے پہلے دشمنی کے لیے کھڑا ہونے والا

کہتے ہیں کہ: اس وقت سب سے پہلے حضور ﷺ کو جھٹلانے کے لیے یہی ابولہب کھڑا ہوا، ہاتھ میں ایک پتھر اٹھایا اور پتھر اٹھا کر نبیٔ کریم ﷺ کی طرف مارنے کی

اس نے تیاری کی اور اس نے عربی میں گالی دی:

تَبًّا لَّکَ اَلِھٰذَا جَمَعْتَنَا۔

یعنی اے محمد! تو برباد ہو، کیا اسی لیے تو نے ہم کو جمع کیا تھا۔

بس! اس نے حضور ﷺ کو یہ گالی دی؛ چنانچہ جن برے الفاظ سے اس نے حضور ﷺ کو بددعا دی، اللہ تعالیٰ نے اسی الفاظ سے قیامت تک قرآن میں اس کے لیے اس طرح کے الفاظ استعمال کیے:

تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ①

ترجمہ: ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ ہلاک ہو چکا ہے۔

ابولہب کا نام عبد العزیٰ تھا

اس کا نام تو عبد العزیٰ تھا، عُزّیٰ ایک بت کا نام ہے، عبد العزیٰ کا مطلب عزیٰ بت کا بندہ، اس کا نام مشرکوں والا تھا؛ اسی لیے قرآن میں اس کا نام نہیں آیا، اس کی کنیت ''ابولہب'' آئی، یہ اس کی کنیت ہے، اس کا نام نہیں ہے۔

بہر حال! سب سے پہلے حضور ﷺ کے خلاف دشمنی کے لیے کھڑا ہونے والا یہی تھا، حضور ﷺ جہاں بھی لوگوں کو ایمان کی دعوت دیتے تو یہ ابولہب لوگوں کے پاس جا کر حضور ﷺ کو جھوٹا بتلاتا تھا، اس کی بات مت سنو، نعوذ باللہ! یہ جھوٹا ہے اور حضور ﷺ کو تکلیف دیتا تھا۔

کیسا چچا ہوگا کہ اپنے بھتیجے کو ستا رہا ہے؛ حالاں کہ عرب میں اس زمانے میں رشتے داریوں کا بڑا لحاظ رکھتے تھے؛ لیکن محض ایمان کی وجہ سے یہ حضور ﷺ کا دشمن بنا

ہوا تھا۔

بعض روایتوں میں آتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے نبیٔ کریم ﷺ کو یہ حکم دیا کہ آپ اپنے رشتے داروں اور خاندان والوں کو ایمان کی دعوت دو تو حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ: علی! ایک دعوت کی تیاری کرو۔

دینی دعوت کے لیے کھانے کا انتظام

چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک بکری کا آگے والا پیر اور دودھ کا ایک بھرا ہوا پیالا لائے اور ایک صاع یعنی تقریباً ساڑھے تین کلو اناج لائے، اس زمانے کے اعتبار سے اتنا کھانا ایک یا دو آدمی کے لیے چل سکتا ہوگا اور اتنا کھانا تیار کرنے کے بعد نبیٔ کریم ﷺ نے اپنے پورے خاندان بنو عبدالمطلب کے لوگوں کو جمع کیا۔

دیکھو! حضور ﷺ نے لوگوں کو دین سکھانے کے لیے، ایمان سکھانے کے لیے کھانے کی بھی دعوت کی، یہ بھی ایک ترتیب ہے۔

مولانا الیاس صاحبؒ کے والد مولانا اسماعیل صاحبؒ کا ایک عجیب معمول

حضرت مولانا الیاس صاحبؒ کے والد حضرت مولانا اسماعیل صاحبؒ کے حالات میں حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندویؒ نے لکھا ہے کہ: میوات کے علاقے سے جو مزدور لوگ کام کرنے آتے تھے ان مزدوروں کو مسجد میں لاتے، پورا دن کلمہ، نماز، وضو، غسل سکھاتے اور شام ہوتی تو ان مزدوروں کو مزدوری کے پیسے دے کر

گھر روانہ کرتے تھے، اس طرح یہ دعوت کا مبارک کام شروع ہوا اور اس ترتیب سے نظام الدین پر مدرسہ کاشف العلوم شروع ہوا۔

گھر میں کام کرنے والوں کے دین کی فکر کرنی چاہیے

میری دینی بہنو! آپ یہ بھی نیت کرلو! اپنے گھروں میں جو کام کرنے والے، خدمت کرنے والے ہوتے ہیں ان کے کام کاج کے ساتھ ساتھ ان کی دین داری کی بھی فکر کرو، ان کو کلمہ سکھاؤ، نماز سکھاؤ، قرآن سکھاؤ، وضو، غسل سکھاؤ، آپ کو دعوت کا ثواب بھی ملے گا اور یہ دین دار بنیں گے تو وفادار بنیں گے، بے دینی ہوں گے تو غدّاری کریں گے؛ اس لیے آپ کے پاس بہت اچھا موقع ہے اور یہ حضور ﷺ کی سنت سے ہم کو سیکھنے کو ملتا ہے اور ایسا بھی تو ہم کام کر سکتے ہیں کہ کسی غریب کو اپنے یہاں بلوا کر دو وقت کا کھانا کھلا یا اب ان کو نماز سکھاؤ، کلمہ سکھاؤ، وضو سکھاؤ، قرآن کی سورتیں یاد کراؤ، یہ ترتیب بھی ہم کر سکتے ہیں، کتنی اچھی ترتیب ہے جو نبیٔ کریم ﷺ نے ہم کو سکھائی؟

لوکیشن یعنی اطراف کے گاؤں میں چلے گئے، ایک دن، دو دن، تین دن جماعت کی نیت سے اور وہاں جا کر کھانے کی دعوت کی، سب کو جمع کیا اور ساتھ میں اللہ کا دین بھی سکھا دیا، یہ ترتیب بھی ہم اپنا سکتے ہیں۔

ہمارے بعض دوست چالو تنخواہ پر ملازموں کو سال میں ایک مرتبہ چالیس (۴۰) دن اور مہینے میں تین دن جماعت میں جانے کی اجازت دیتے ہیں اور بہت سی جگہ پر یہ نظم ہے کہ ملازموں کے لیے کام کے ساتھ مکتب کی تعلیم اور نماز، مسائل وغیرہ سیکھنے کے لیے کچھ وقت فارغ دیا جاتا ہے یعنی ملازمت کے اوقات ہی میں سے اس کی

گنجائش نکالی جاتی ہے، یہ بھی بڑا دینی کام ہے، ہم امت کے ابتدائی دور کو دیکھتے ہیں تو غلام اور باندیاں تک محدث اور بڑے عالم ہوتے تھے۔

بہر حال! گھر میں کام پر آنے والوں پر بھی تھوڑی محنت کروان شاء اللہ! اس کا آپ کو بہت ثواب ملے گا۔

ایک آدمی جتنا کھانا چالیس آدمیوں نے کھایا

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بکری کا ایک آگے والا پیر، دودھ کا پیالا اور ساڑھے تین کلو اناج جمع کیا، بنو عبد المطلب خاندان کے چالیس آدمی جمع ہو گئے، اس بکری کی ٹانگ کو اٹھایا اور دانت سے اس کو چیرا اور چیر کر پیالے میں رکھ دیا اور سب کو کہا: اللہ کا نام لو اور کھانا شروع کرو، یہ کھانا اس زمانے کے لحاظ سے ایک آدمی کا ہو سکتا تھا؛ لیکن جب اللہ کا نام لے کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو کھلایا تو ایسی برکت ہوئی کہ تمام لوگوں نے پیٹ بھر کر کے کھانا کھایا اور کھانا بچ بھی گیا۔

پھر حضور ﷺ نے کہا: دودھ پلاؤ، سب نے دودھ پی لیا۔

ابولہب کی شرارت

جب کھانا اور دودھ ہو گیا تو نبیٔ کریم ﷺ کھڑے ہو کر ان کو ایمان کی دعوت دینا چاہتے تھے، دین کی بات سنانا چاہتے تھے تو یہی ابولہب سب لوگوں کو کہنے لگا: چلو! یہاں سے اٹھو! محمد نے تمھارے کھانے پر جادو کر دیا ہے، ایسا جادو ہم نے کبھی دیکھا ہی نہیں۔

بس! یہ بات اس نے کہی اور سب لوگ نکل کر چلے گئے؛ گویا اس نے حضور ﷺ کو بات بھی نہیں کرنے دی۔

دوسرے دن کھانے کی دعوت اور اسلام کی دعوت

پھر دوسرے دن نبیٔ کریم ﷺ نے دوبارہ اسی طریقے سے کھانا تیار کروایا اور حضور ﷺ نے کچھ دین کی باتیں ان کو سنائیں، فرمایا:

اے بنی عبد المطلب! مجھے کسی ایسے جوان کا علم نہیں جو اپنی قوم کے لیے میری لائی ہوئی دعوت بہتر لائحۂ عمل لایا ہو، میں تمھارے لیے دنیا اور آخرت میں کامیابی کا خیر خواہ ہوں۔

اے اولادِ عبد المطلب!

اے عباس!

اے میری پھوپھی صفیہ!

اے میری بیٹی فاطمہ! تم لوگ اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچاؤ؛ کیوں کہ میں اللہ کی پکڑ سے تم کو بچانے کا اختیار نہیں رکھتا؛ البتہ میرے مال میں سے جو چاہو مانگ سکتے ہو، یقین جانو یہ دینِ حق کی دعوت ہے، تم میں سے کون ہے جو میرا ساتھ دے سکتا ہے اور کون ہے جو میرا بھائی ثابت ہو؟

اب تم اپنے بیٹے کی فرماں برداری کروگے؟

اہلِ مجلس پر سناٹا تھا، ایسے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اٹھے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میں آپ کا ساتھ دوں گا۔

آپ ﷺ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ: یہ میرا بھائی اور مددگار رہے گا۔

لوگو! تم اسی کی سن لو، اسی کی بات مان لو۔

ابولہب نے ابوطالب کو مخاطب کر کے کہا: سنو! اب تم اپنے بیٹے کی فرماں برداری کروگے؟ یہ کہتے ہوئے قہقہہ لگا کر ہنسنے لگا اور مجلس درہم برہم ہوگئی۔ (سیرت احمد مجتبی: ۱/۱۸۶)

میں آپ کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ: یہ ابولہب حضرت نبیٔ کریم ﷺ کا بڑا خطرناک دشمن تھا، حضور ﷺ کو جھٹلایا کرتا تھا اور اس کی بیوی بھی نبیٔ کریم ﷺ کو پریشان کیا کرتی تھی۔

ابولہب کی بربادی

ایک دن یہ ابولہب لوگوں کو کہنے لگا کہ: یہ محمد لوگوں کو ایسا کہتا ہے کہ مرنے کے بعد ایسا ہوگا، ایسا ہوگا اور وہ اپنا ہاتھ لوگوں کو دکھا رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ: میرے ہاتھ میں تو کچھ بھی نہیں آیا اور پھر وہ اپنے دونوں ہاتھوں کو کہنے لگا کہ: تم برباد ہو جاؤ، میں تمھارے اندر ان چیزوں میں سے کچھ بھی نہیں دیکھتا جن کے ہونے کی خبر محمد دیتا ہے، اس نے یہی جملہ کہا تھا:

تبالکما ما أریٰ فیکما شیئا مما قال محمد۔

محمد جو بات کہتا ہے اس میں سے کوئی بات تمھارے اندر نہیں ہے۔

بس یہی بات قرآن میں بھی آئی:

تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۝۱

ترجمہ: ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ ہلاک ہو چکا ہے۔

اس نے اور اس کی بیوی دونوں نے پوری زندگی نبیٔ کریم ﷺ کی دشمنی میں گذاری۔

آگے اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتے ہیں:

مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ۝۲

ابولہب کو اس کا مال بھی کام نہیں آیا، اس کی کمائی بھی اس کو کام نہیں آئی، کوئی چیز کام نہیں آئی اصل مال اور اس کے اوپر کا نفع دونوں چیزیں اس کو کام نہیں آئی، کوئی چیز اس کو اللہ کے عذاب سے بچا نہیں سکی۔

اللہ آگے فرماتے ہیں:

سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۝۳

جیسی اس کی کنیت تھی ایسی آگ کی اللہ نے بات فرمائی کہ: اس کے اوپر عنقریب ایک شعلہ آگ کا اس کے اندر وہ داخل کیا جائے گا، اللہ اس کو جہنم کی آگ میں داخل کریں گے۔

قرآن میں جو بددعا آئی اس کا اثر کیسے ظاہر ہوا؟

ابولہب کی عبرت ناک موت

نبی کریم ﷺ ہجرت کر کے مدینہ پاک چلے گئے اور اس کے دوسرے سال بدر کی لڑائی ہوئی، بدر کی لڑائی میں یہ ابولہب گیا نہیں تھا، اس لڑائی میں بڑے بڑے مکہ کے کافر مارے گئے؛ لیکن بدر کی لڑائی کے سات دن کے بعد ابولہب کے بغل کے اندر پلیگ کی پھونسی، چھوٹی سی گلٹی نکلی، عربی میں اس کو ''عبسہ'' کہا جاتا ہے، یہ بیماری ایسی خطرناک ہوتی ہے کہ اس کی وجہ سے اندر سے بدبو وغیرہ بھی نکلتی ہے اور سب لوگ یہ ڈرتے ہیں کہ جو بھی ایسے مریض کے پاس جائے اس کو یہ بیماری لگ جاتی ہے، چنانچہ

اس کے سب گھر والوں نے اس کو الگ کر دیا، کوئی اس کے پاس نہیں جاتا تھا۔

دیکھو! اللہ نے دنیا میں نقد سزا دے دی کہ گھر والے نفرت کر رہے ہیں۔

بیماری کسی کو لگتی نہیں ہے

ایسے ہمارے دینِ اسلام میں ایسا عقیدہ رکھنا جائز نہیں ہے کہ: یہ بیماری چھپی (یعنی متعدی) ہے، یہ چھپی روگ ہے، یہ بیماری ہم کو بھی لگ جائے گی، مقدر میں جو بیماری ہوتی ہے وہ لگتی ہے اور مقدر میں نہ ہو تو کچھ بھی نہیں ہوسکتا۔

طاعون زدہ علاقے کے متعلق حکم

حدیث میں آتا ہے:

عن أسامة بن زید ﷺ عن النبي ﷺ قال: إِذَا سَمِعْتُمُ الطَّاعُوْنَ بِأَرْضٍ فَلَا تَدْخُلُوْهَا وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ فِيْهَا فَلَا تَخْرُجُوْا مِنْهَا (متفق علیہ)

ترجمہ: نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم سنو کہ کسی علاقے میں طاعون (پلیگ) پھیل چکا ہے تو وہاں مت جاؤ، اور جب کسی جگہ طاعون پھیل جائے اور تم وہاں پہلے سے موجود ہو تو وہاں سے مت نکلو۔

افادات: وہاں سے نکلنے کی ممانعت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اگر سبھی بھاگ جائیں گے تو جو لوگ اس بیماری کا شکار ہو چکے ہیں ان کی خیر خبر کون لے گا اور جن لوگوں کی موت واقع ہو جائے گی ان کی تکفین و تدفین کون کرے گا؟ (حدیث کے اصلاحی مضامین: ۱۴/۴۴۹)

لوگوں کا عقیدہ خراب نہ ہوجائے

ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس میں لوگوں کا عقیدہ خراب ہوتا ہے، کسی شہر میں اگر طاعون کی بیماری ہے اور تم اس شہر میں چلے گئے اور تقدیر میں تھا اور بیماری ہوگئی تو تم کیا عقیدہ قائم کروگے کہ میں اس شہر میں گیا اور بیماری ہوگئی؛ حالاں کہ شہر میں جانے سے بیماری نہیں ہوتی، اللہ کے یہاں جو مقدر ہوتا ہے وہی ہوتا ہے؛ اس لیے ایک مؤمن مرد اور مؤمن عورت کو یہی عقیدہ رکھنے چاہیے کہ جو چیز تقدیر میں ہوگی وہ ہوگی۔

نیز گھر میں کوئی فرد بیمار ہو تو اس سے نفرت نہیں کرنی چاہیے؛ بلکہ اس کے پاس جاویں، اس کی خدمت کریں، اس کا بہت ثواب ہے۔

طاعون زدہ علاقے سے نکلنے کی تین صورتیں

حدیث میں یہ ارشاد فرمایا ہے: ''فلا تخرجوا فِرارا منه'' بھاگ کر نہ نکلو، تو نکلنے کی تین شکلیں ہیں:

(۱) پہلی شکل تو یہ ہے کہ آدمی وہاں سے یہ سمجھتے ہوئے بھاگ کر نکلے کہ میں بچ جاؤں، یہ تو حرام ہے۔

(۲) دوسری شکل یہ ہے کہ پہلے سے اس کا پروگرام طے ہو، جیسے آج کل ایک دو مہینے پہلے سے ٹکٹ بک کرواکر رکھا جاتا ہے اور جس وقت پروگرام طے کیا اس وقت کوئی بیماری بھی نہیں تھی، اتفاق کی بات کہ آپ کا سفر ہونے والا تھا اس کے دس پندرہ دن پہلے بیماری پھیل گئی اور خوب چل رہی ہے اور آپ کی تاریخ آ گئی، تو اب ایسا نہیں ہے کہ آپ اس بیماری کی وجہ سے جا رہے ہیں؛ بلکہ آپ کا پروگرام تو پہلے ہی سے طے

تھا تو اس میں کوئی اشکال نہیں، آپ بے تکلف نکل کر جا سکتے ہیں۔

(۳) تیسری شکل یہ ہے کہ آپ کا پہلے سے کوئی پروگرام طے نہیں تھا، بیماری آئی اور آپ کا بھی کوئی کام نکل آیا اس لیے آپ وہاں سے جانا چاہتے ہیں تو اس صورت میں جائیں یا نہ جائیں؟

تو بعض حضرات کہتے ہیں کہ: نہ نکلے۔

اور بعض حضرات کہتے ہیں کہ: اس کام کی وجہ سے جانا چاہتا ہے تو جا سکتا ہے، اس کے دل میں یہ خیال نہیں ہونا چاہیے کہ میں یہاں سے جاؤں گا تو بچ جاؤں گا۔

الحمد للہ! ہمارے یہاں سورت میں جب طاعون (پلیگ) پھیلا تھا تو کمزور ایمان والے بھی مضبوطی سے جمے رہے اور اللہ تعالیٰ نے سب کو ایمان کی وہ طاقت عطا فرمائی کہ ہر ایک کہتا تھا کہ یہاں سے کوئی جاتا نہیں ہے، اگر موت آنی مقدر ہے تو یہاں بھی آئے گی اور جہاں جائیں گے وہاں بھی آئے گی (حدیث کے اصلاحی مضامین: ۹۴۴/۱۴)

بہر حال! ابولہب اسی بیماری میں مر گیا، جب مر گیا تو اس کی لاش میں سے ایسی بدبو نکل رہی تھی کہ کوئی اس کے پاس جانے کے لیے بھی تیار نہیں تھا۔

بری موت سے بچنے کی دعا

کیسی عبرتناک موت! اللہ ایسی بیماری اور ایسی موت سے حفاظت فرمائے، اللہ سے ایک دعا کیا کرو:

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَأَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَأَعُوْذُبِكَ أَنْ أُرَدَّ إِلٰى أَرْذَلِ الْعُمُرِ وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ۔

اے اللہ! بخیلی سے میری حفاظت فرما، اے اللہ! بزدلی سے میری حفاظت فرما، اے اللہ! ایسی حالت سے حفاظت فرما کہ نکمی عمر کے اندر ہم پہنچ جاویں، اے اللہ! دنیا کے فتنوں اور قبر کے عذاب سے بھی حفاظت فرما۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم ایسے بیمار، ایسے کمزور، ایسے بستر پر ہو جاویں کہ کھانے پینے میں محتاج، استنجے میں محتاج، کپڑے میں محتاج ہر چیز میں دوسروں کے محتاج ہو جاویں، اللہ ایسی بیماری سے ہماری حفاظت فرمائے، آمین۔

یہ بہت پیاری اور جامع دعا ہے، یہ دعا مانگا کرو، خود کے لیے بھی اور گھر والوں کے لیے بھی؛ اس لیے کہ بہت سی مرتبہ ایسی بیماری کی وجہ سے گھر والے نفرت کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ کب یہ جاوے۔

تین دن تک کوئی اس کی لاش کے پاس نہیں گیا

بہر حال! تین دن تک کوئی اس کی لاش کے پاس نہیں گیا، پھر جب لاش سڑنے لگی تو اس کے گھر والوں نے مزدوروں کو بلوایا، مزدوروں نے پہلے دور جنگل میں ایک گڑھا کھودا اور گڑھا کھود کر کے لمبی لکڑی لائے اور لمبی لکڑی لا کر دور سے اس کی لاش کو دھکے مارتے مارتے گڑھے میں لے گئے اور اس میں ڈال دیا اور اوپر سے پتھر ڈال کر اس کی لاش کو دبا دیا۔

یہ ہے نبی کی دشمنی کا انجام، کیسی بری موت آئی کہ مزدور لوگ بھی اس کی لاش کو ہاتھ لگانے کو تیار نہیں!!!

اللہ عافیت والی وقت پر موت عطا فرماوے، موت کے بعد بھی اللہ عافیت عطا

فرماوے، بری موت، برے دفن، بری حالت سے اللہ ہم سب کی ہمیشہ حفاظت فرماوے، آمین۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس کو ایسی بری موت کے ساتھ دنیا سے روانہ کیا اور آخرت کے بارے میں قرآن میں ہے:

سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۝۳

آخرت میں اللہ اس کو بھڑکتی ہوئی گرم گرم آگ میں داخل کریں گے۔

اور جب اللہ کا عذاب آیا، بری موت آئی تو اس کی اولاد بھی کام نہیں آئی اور اس کا مال بھی کام نہیں آیا، سب چیزیں بے کار ہو کر رہ گئیں۔

ابولہب کی بیوی ام جمیل

آگے اللہ اس کی بیوی کے بارے میں فرماتے ہیں:

وَّامْرَاَتُهٗ ۭ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۝۴

ترجمہ: اور اس کی بیوی بھی جو سر پر جلانے کی لکڑی اٹھا کر لاتی ہے۔

اس کی بیوی یہ بھی نبیٔ کریم ﷺ کی چچی اور ابوسفیان کی بہن تھی اور اس نے اپنا لقب ''ام جمیل'' رکھا تھا یعنی خوب صورتی کی ماں، اتنی خوب صورت کہ اپنے آپ کو وہ ''ام جمیل'' کہتی تھی، اس کا اصل نام اروٰی یا حمنہ بنت حرب تھا، یہ بھی حضور ﷺ کی بڑی دشمن تھی۔

''حمالۃ الحطب'' کا پہلا مطلب

''حمالۃ الحطب'' یعنی لکڑیا اٹھا کر لانے والی۔ کیا مطلب؟

یہ عورت مال دار کی بیوی تو تھی؛ لیکن ساتھ میں بہت بخیل تھی، ایسی بخیل تھی کہ وہ لکڑیا کاٹنے کے واسطے جنگل میں جاتی تھی، بخیلوں کا ایسا ہی حال ہوتا ہے، اللہ نے مال دیا ہے، دولت دی ہے تو خیریت سے استعمال کرنا چاہیے، اتنے مال دار کی بیوی؛ لیکن جنگل میں جاتی، گھر میں جلانے کے واسطے لکڑیاں کاٹ کر لاتی اور ظاہر ہے لکڑیاں لاوے تو اس کو رسی سے باندھنا پڑے گا تو وہ بہت ساری لکڑیاں کاٹتی، رسیوں سے باندھتی، سر پر اٹھاتی اور اٹھا کر لاتی۔

کہتے ہیں کہ: یہی چیز اس کے لیے موت کا ذریعہ بنی، ایک دن یہ بخیل عورت ام جمیل جنگل میں گئی ہوئی تھی، لکڑیاں اٹھا کر آرہی تھی، لمبی رسی لکڑیوں کے ساتھ تھی، راستے میں تھک گئی تو ایک جگہ بیٹھ گئی اور جب بیٹھ گئی اور وہ رسی اس کے گلے میں تھی اس رسی کا پھندا بن گیا اور جنگل میں تڑپ تڑپ کے مر کے ختم ہوگئی۔

شوہر کی موت بھی بڑی خطرناک آئی اور بیوی کی موت بھی بڑی خطرناک آئی، دونوں اللہ کے نبی کے دشمن، چچا چچی ہو کر بھی حضور ﷺ کے دشمن بنے۔

”حمالة الحطب“ کا دوسرا مطلب

بعض حضرات نے ”حمالة الحطب“ کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ: وہ بڑی چغل خور تھی، چغلی کرنے کی اس کی عادت تھی؛ چوں کہ جس طرح لکڑی سے آگ لگتی ہے اسی طرح چغل خوری سے بھی انسانوں میں آگ لگتی ہے، جب کوئی آدمی چغل خوری کرتا ہے تو دو خاندان میں، دو آدمیوں میں، دو عورتوں میں لڑائی کی آگ لگ جاتی ہے۔

چغل خوری کا مطلب یہ ہے کہ: یہاں کی بات وہاں اور وہاں کی بات یہاں

کر کے لڑانا۔

چنانچہ نبیٔ کریم ﷺ کی چغل خوری بھی کرتی تھی۔

اللہ کی طرف سے آپ ﷺ کی حفاظت

جب یہ آیت ''تبت یدا'' اتری تو وہ ہاتھ میں ایک پتھر لے کر حضور ﷺ کو تلاش کرنے نکلی، نبیٔ کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دونوں کعبہ کے صحن میں بیٹھے ہوئے تھے، جب وہ آرہی تھی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبیٔ کریم ﷺ کو کہا کہ: حضور! وہ آرہی ہے، وہ بدزبان ہے، آپ ادھر کہیں چلے جایئے۔

حضور ﷺ نے کہا کہ: نہیں! کوئی بات نہیں، اس کو آنے دو، وہ مجھے دیکھ نہیں سکے گی، ایک فرشتہ مجھے چھپائے ہوئے ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے سامنے فرشتوں کو کردیا پردے لگ گئے، وہ حضور ﷺ کو دیکھ نہ سکی، اس نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پوچھا کہ: تمھارے دوست کہاں ہے؟ میں نے سنا ہے کہ اس نے میری برائی کی ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ: اس گھر کے رب کی قسم انھوں نے تیری کوئی برائی نہیں کی ہے۔

غصے میں اس نے کہا کہ: ہم ''مذمم'' کے منکر ہیں، اس کے دین کے دشمن ہیں۔

نفرت میں اس نے حضور ﷺ کو محمد کے بجائے ''مُذَمَّم'' کہا، محمد کا مطلب ہوتا ہے جس کی خوب تعریف کی جائے اور مذمم یعنی جس کی برائی کی جائے۔

اس کے جانے کے بعد حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ: کس

طرح اس کی برائی کو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پھیر دیا، وہ مذمم کو برا کہتی ہے اور میں تو محمد ہوں؛ گویا اس کی بدزبانی حضور ﷺ کو لگنے والی نہیں تھی۔

چغل خور جنت میں نہیں جائے گا

میری دینی بہنو! کبھی چغل خوری میں مت پڑنا، نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا:

لاَیَدْخُلُ الْجَنَّۃَ قَتَّاتٌ (بخاری:۲/ ۸۸۵)

چغل خور جنت میں نہیں جائے گا۔

ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ: جو ناحق کسی کو قتل کرے، جو تاجر سود کا کاروبار کرے اور جو چغل خوری کرے یہ تینوں کبھی جنت میں نہیں جائیں گے۔

دیکھو! چغل خوری کا گناہ حضور ﷺ نے قتل کے درجے میں رکھا ہے، کسی کو ناحق قتل کر دیوے اس درجے کا خطرناک گناہ ہے۔

میری دینی بہنو! ہم دوسرے کو قتل کرنا تو بہت بڑا گناہ سمجھتے ہیں، سود، انٹریس، لون لینے کو بڑا گناہ سمجھتے ہیں؛ لیکن چغل خوری کو ہم گناہ نہیں سمجھتے ہیں، رات دن چغل خوری ہوتی رہتی ہے، توبہ کرو، کبھی کسی کی چغل خوری نہیں کرنا، اس سے دو مسلمان بھائیوں میں، بہنوں میں، فیملی میں لڑائی کی آگ لگتی ہے، اللہ ہم کو اس سے بچنے کی توفیق نصیب فرمائے، آمین۔

''حمالۃ الحطب'' کا تیسرا مطلب

بعض روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ ''حمالۃ الحطب'' اس لیے کہا گیا کہ یہ عورت

جہنم میں بھی اپنے شوہر کے ساتھ ہوگی، شوہر ابولہب بھی جہنمی، بیوی بھی جہنمی۔

جہنم میں ایک درخت ہے جس کا نام ''زقوم'' ہے، کانٹے والا، بدبو والا، کڑوا، جس کو جہنمی لوگ کھائیں گے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوۡمِ ﴿۴۳﴾ طَعَامُ الۡاَثِیۡمِ ﴿۴۴﴾ كَالۡمُهۡلِ ۚ یَغۡلِیۡ فِی الۡبُطُوۡنِ ﴿۴۵﴾ كَغَلۡیِ الۡحَمِیۡمِ ﴿۴۶﴾ (الدخان)

ترجمہ: یقینی بات ہے کہ زقوم کا درخت (بڑے) گنہگار (کافر) کا کھانا ہوگا (وہ زقوم) سیاہ تل کی تلچھٹ جیسا ہوگا، وہ لوگوں کے پیٹوں میں کھولتے ہوئے پانی کی طرح جوش مارے گا۔

تو یہ عورت جہنم میں زقوم کے درختوں کے لکڑیاں کاٹ کر لائے گی اور اپنے شوہر پر ڈالے گی اور اپنے شوہر پر آگ کو بھڑکائے گی، دنیا میں اپنے شوہر کے ساتھ مل کر دونوں ظلم کرتے تھے، کفر کرتے تھے تو اس کی سزا یہ ہوئی۔

اللہ تعالیٰ ایسے حالات سے ہم سب کی اور پوری امت کی پوری حفاظت فرمائے، آمین۔

''حمالۃ الحطب'' کا چوتھا مطلب

بعض روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ یہ ام جمیل جنگل میں جا کر کانٹے لاتی تھی اور حضور ﷺ کے راستے میں بچھاتی تھی۔

آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

فِیۡ جِیۡدِهَا حَبۡلٌ مِّنۡ مَّسَدٍ ﴿۵﴾

ترجمہ:اس کی گردن میں خوب مضبوط بٹی ہوئی (چبھنے والی) رسی ہوگی۔

چنانچہ عورت کے گلے میں تو ہار اچھا لگتا ہے؛لیکن یہاں اللہ نے فرمایا کہ: اس کے گلے میں ایک رسی ہوگی۔

بعض تفسیروں میں یہ لکھا ہے کہ جہنم میں لوہے کے تار کی بنی ہوئی ایک رسی ہوگی جوجہنم میں اس کے گلے میں ڈالی جائے گی۔

میری دینی بہنو! یہ دونوں میاں بیوی نبی کے چچا، چچی، مال دار اور خوب صورت، دونوں مکہ کے بڑے عزت والے تھے؛لیکن نبی کی دشمنی کی اور ایمان نہیں لائے تو کتنی خطرناک اور بری موت آئی؟

اللہ ایسی بری موت سے ہم سب کی حفاظت فرمائے، نبیٔ کریم ﷺ کی سچی پکی کامل محبت ہم سب کو نصیب فرماوے، آمین۔

ایک پیاری دعا

ایک پیاری دعا اللہ سے مانگا کرو:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا قَبْلَ الْمَوْتِ۔

اے اللہ! موت کے آنے سے پہلے ہماری مغفرت کردیجیے۔

بلکہ ابھی تو یہ دعا کرو کہ: اے اللہ! اس رمضان کی برکت سے عید کا چاند نکلنے سے پہلے ہماری مغفرت کردیجیے اور ہماری موت اس حالت میں آوے کہ ہم گناہوں سے بالکل پاک صاف ہو، چنانچہ ایک بزرگ شیخ فریدالدین عطار کا شعر ہے:

چشم دارم از گناہ پاکم کنی	پیش ازایں کاندر لحد خاکم کنی

اے اللہ! قبر میں دفن ہونے سے پہلے ہم کو گناہوں سے پاک کر دے، اللہ زندگی ہی میں ہماری مغفرت کے فیصلے کر دے، رمضان اور اپنی رحمت کی برکت سے اللہ ہم سب کی مغفرت کر دے۔

وَارْحَمْنَا عِنْدَ الْمَوْتِ۔

اور اے اللہ! موت کے وقت ہم پر رحم فرمانا، بری موت سے ہم سب کو حفاظت میں رکھنا۔

وَلَا تُعَذِّبْنَا بَعْدَ الْمَوْتِ۔

اے اللہ! موت کے بعد ہم کو عذاب مت دینا۔

وَلَا تُحَاسِبْنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

قیامت کے دن حساب مت لینا۔

إِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

بیشک آپ ہر چیز پر قادر ہیں۔

دوسری دعا

میری دینی بہنو! یہ دعا بھی پڑھا کرو:

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِيْ فِي الْمَوْتِ، وَفِيْمَا بَعْدَ الْمَوْتِ. (الحزب الأعظم، منزل:۵)

ترجمہ: اے اللہ! میرے لیے موت میں بھی اور موت کے بعد والی زندگی میں بھی بڑی بھلائیاں مقدر فرما۔

روزانہ پچیس مرتبہ یہ دعا پڑھو، حدیث میں اس کی بڑی فضیلت آئی، اللہ تعالیٰ

بری موت سے حفاظت فرمائے،قبر کے عذاب سے حفاظت کرے، بری بیماری سے حفاظت کرے،آمین۔

کیسا برا یہ میاں بیوی کا جوڑا تھا کہ اللہ نے ان کی حقیقت بیان فرماتے ہوئے قرآن میں پوری ایک سورت نازل فرمائی، نبی کو برا کہنے گئے، نبی کو گالی دینے گئے، قیامت تک اللہ تعالیٰ نے ان کی بری حقیقت قرآن میں بیان فرمادی۔

ایسا برا جوڑا اور برا خاندان بننے سے اللہ ہماری اور ہماری نسلوں کی پوری حفاظت فرمائے،آمین۔

واٰخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین۔

مناجات

نفس کے شر سے مجھ کو بچالے، اے میرے اللہ! اے میرے اللہ!
پنجۂ غم سے مجھ کو چھڑالے ، اے میرے اللہ! اے میرے اللہ!
سن میرے نالے، سن میرے نالے، اے میرے اللہ! اے میرے اللہ!
اپنا بنالے ، اپنا بنالے ، اے میرے اللہ! اے میرے اللہ!
شغل میرا بس تو الٰہی! شام وسحر ہو، اللہ اللہ
لیٹے بیٹھے، چلتے پھرتے، آٹھ پہر ہو، اللہ اللہ
اپنی رضا میں مجھے کو مٹادے، اے میرے اللہ! اے میرے اللہ!
کردے فنا سب میرے ارادے، اے میرے اللہ! اے میرے اللہ!
جسم محبت اپنا پلادے، اے میرے اللہ! اے میرے اللہ!
دل میں میرے یاد اپنی رچادے، اے میرے اللہ! اے میرے اللہ!
شغل میرا بس تو الٰہی! شام وسحر ہو، اللہ اللہ
لیٹے بیٹھے، چلتے پھرتے، آٹھ پہر ہو، اللہ اللہ
دیدہ و دل میں تجھ کو بسالوں، سب سے ہٹالوں اپنی نظر میں
تیرا ہی جلوہ پیش نظر ہو، جاؤں کہیں مَیں، دیکھوں جدھر مَیں
تیرا ہی تصور ایسا جمالوں ، قلب میں مثلِ نقشِ حجر مَیں
بھول سکوں تا عمر نہ تجھ کو ، چاہوں بھلا خود بھی اگر مَیں
شغل میرا بس تو الٰہی! شام وسحر ہو، اللہ اللہ
لیٹے بیٹھے، چلتے پھرتے، آٹھ پہر ہو، اللہ اللہ

حضرت یوسف علیہ السلام

کا واقعہ

مع فوائدِ سورۂ یوسف

اقتباس

حضرت یوسف علیہ السلام کے والد کا نام یعقوب علیہ السلام تھا اور والدہ کا نام راحیل تھا۔

الحمد للہ! میں حضرت یعقوب علیہ السلام کی قبر پر بھی گیا ہوں اور ان کی بیوی حضرت راحیل کی قبر پر بھی گیا ہوں اور ان کے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر پر بھی حاضری کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست	تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

یہ سب مبارک قبریں ''ملکِ شام'' میں ہیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے کل بارہ بھائی تھے، کتنے خوش نصیب ہوں گے وہ ماں، باپ جن کو اللہ تعالیٰ نے بارہ بیٹے عطا فرمائے اور ان بارہ لڑکوں میں حضرت یوسف علیہ السلام اللہ کے نبی تھے، ان کے والد حضرت یعقوب علیہ السلام بھی اللہ کے نبی تھے، ان کے دادا حضرت اسحق علیہ السلام وہ بھی اللہ کے نبی تھے اور ان کے پردادا حضرت ابراہیم علیہ السلام وہ بھی اللہ کے نبی تھے اور حضرت یوسف علیہ السلام کے دادا حضرت اسحاق علیہ السلام کے بھائی یعنی دادا کے بھائی اسماعیل علیہ السلام وہ بھی نبی تھے!!!

پوری فیملی اور خاندان کے اندر نبی ہی نبی، پیغمبر ہی پیغمبر۔

کتنی اچھی فیمی تھی اور کتنا اچھا خاندان تھا!!!

اتنی خوش نصیبی اور خوبی کہ ایک ہی فیملی میں، ایک ہی خاندان میں اللہ کے اتنے سارے نبی ہوں، پوری دنیا میں صرف اور صرف اللہ نے حضرت یعقوب علیہ السلام کے خاندان کو عطا فرمائی، جس خاندان کو ہم ''بنی اسرائیل'' کہتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

أَلْحَمْدُ لِلّٰه نَحْمَدُه وَنَسْتَعِيْنُه وَنَسْتَغْفِرُه وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰه مِنْ شُرُوْرِاَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا،مَنْ يَّهدِهِ اللّٰهُ فَلَامُضِلَّ لَہ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَاهادِىَ لَہ وَنَشْهدُ اَنْ لَّااِلٰہَ اِلَّااللّٰهُ وَحْدَه لَاشَرِيْک لَہ وَنَشْهدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَ شَفِيْعَنَا وَحَبِيْبَنَا وَاِمَامَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّداً عَبْدُه وَرَسُوْلُہ،صَلَوَاتُ اللّٰهِ تَبَارَک وَتَعَالٰى عَلَيْہِ وَ عَلٰى اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَذُرِّيَّاتِہٖ وَ اَهلِ بَيْتِہٖ وَاَهلِ طَاعَتِہٖ، وَبَارَک وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْراً كَثِيْراً

اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

الٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۞۱ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۞۲ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ ۖ وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ ۞۳ اِذْ قَالَ يُوْسُفُ لِاَبِيْهِ يٰٓاَبَتِ اِنِّيْ رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِيْ سٰجِدِيْنَ ۞۴ قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰٓى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۞۵ وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَآ اَتَمَّهَا عَلٰٓى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۞۶ لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖٓ اٰيٰتٌ لِّلسَّآئِلِيْنَ ۞۷

ترجمہ: یہ (سچائی کو) ظاہر کرنے والی کتاب کی آیتیں ہیں ﴿۱﴾ یقیناً ہم نے اس قرآن کو عربی زبان میں اتارا؛ تاکہ تم سمجھو ﴿۲﴾ ہم سناتے ہیں آپ کو بہترین قصہ اِس قران کے ذریعہ جو ہم نے آپ کی طرف وحی کے ذریعہ بھیجا، جبکہ آپ اِس (قرآن) سے پہلے (اِس واقعہ سے) بالکل بے خبر تھے ﴿۳﴾ (وہ واقعہ سنو) جب کہ یوسف (علیہ السلام) نے اپنے ابا سے کہا کہ: اے میرے ابا! یقیناً میں نے گیارہ ستارے اور سورج اور چاند کو دیکھا کہ وہ میرے سامنے سجدہ کررہے تھے ﴿۴﴾ (یعقوب علیہ السلام نے) کہا کہ: اے میرے بیٹے! تو اپنا خواب اپنے بھائیوں کے سامنے بیان مت کرنا، ورنہ وہ تیرے خلاف کوئی سازش کریں گے، یقینا شیطان تو انسان کا کھلا ہوا دشمن ہے ﴿۵﴾ اور اسی طریقے سے تم کو تمھارے رب (نبوت کے لیے) چن لیں گے اور تم کو تمھارے رب باتوں کا صحیح مطلب نکالنا سکھائیں گے اور (دوسری نعمتیں دے کر) آپ کے رب اپنے انعام کو پورا کریں گے آپ پر اور یعقوب کے گھر والوں پر؛ جیسا کہ اپنا انعام پورا کیا تھا اس سے پہلے آپ کے دونوں باپ دادے: ابراہیم (پردادا) اور اسحاق (دادا) پر، یقیناً آپ کے رب بہت بڑے علم والے اور بڑی حکمت والے ہیں۔

پکی بات یہ ہے کہ یوسف (علیہ السلام) اور ان کے بھائیوں کے قصے میں سوال پوچھنے والوں کے لیے (اللہ کی قدرت اور آپ کے نبی ہونے کی) بڑی نشانیاں ہیں ﴿۷﴾

یہ قرآن مجید کے بارھویں پارے کی سورۂ یوسف کی آیتیں ہیں۔

حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو۔ جن کا واقعہ پہلے تفصیل سے سن چکے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے بڑی عمر میں ایک بیٹا عطا فرمایا تھا، جن کا نام اسحاق تھا، پھر حضرت اسحاق علیہ السلام کے یہاں ایک بیٹا پیدا ہوا، ان کا نام یعقوب تھا اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے یہاں جو بیٹا

پیدا ہوا ان کا نام یوسف تھا۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ بیان فرمایا ہے اور ساتھ میں ان کے والدین، مصر کی عورتوں اور زلیخا کا قصہ بھی بیان فرمایا ہے۔

دعا کریں! اللہ تعالیٰ اس مجلس میں بیان کی جانے والی نصیحت کی باتوں پر عمل کرنے کی ہم کو توفیق عطا فرمائے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ ترتیب سے بیان کرنے کی حکمت

قرآنِ مجید کوئی قصہ کہانی کی کتاب نہیں ہے؛ لیکن جو واقعات بھی قرآن میں بیان ہوئے وہ عبرت اور نصیحت کے طور پر بیان ہوئے؛ اس لیے جہاں جو نصیحت اور عبرت کا مقام ہوتا ہے وہاں اس واقعہ کا وہ حصہ بیان ہوتا ہے؛ اس لیے قرآن میں واقعات عام طور پر ترتیب سے بیان نہیں ہوئے؛ لیکن حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ پوری ترتیب سے بیان ہوا، اس کی حکمت یہ سمجھ میں آتی ہے کہ کس طرح تاریخ مرتب کرنی اس کا فن بھی سیکھنے کو ملے کہ تاریخ جب جمع کی جائے تو واقعات ترتیب سے آنا چاہیے۔

نیز یہ ہدایت بھی دینی ہے کہ کسی واقعہ کو بیان کرو تو اتنا اختصار نہ ہو کہ بات پوری سمجھ میں نہ آوے، جیسے اعلان ہوتا ہے اس طرح بیان نہ کرو اور اتنا طویل بھی نہ ہو کہ یاد رکھنا مشکل ہو جائے اور بے فائدہ باتیں شامل نہیں ہونی چاہیے، بہت سے لوگ واقعات کو بیان کرنے میں ایسی غیر ضروری تفصیلات بیان کرتے ہیں جن کا کوئی فائدہ نہیں ہوا کرتا۔

دنیا کی سب سے خوش قسمت فیملی

حضرت یوسف علیہ السلام کے والد کا نام یعقوب علیہ السلام تھا اور والدہ کا نام راحیل تھا۔

الحمد للہ! میں حضرت یعقوب علیہ السلام کی قبر پر بھی گیا ہوں اور ان کی بیوی حضرت راحیل کی قبر پر بھی گیا ہوں اور ان کے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر پر بھی حاضری کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست	تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

یہ سب مبارک قبریں ''ملکِ شام'' میں ہیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے کل بارہ بھائی تھے، کتنے خوش نصیب ہوں گے وہ ماں، باپ جن کو اللہ تعالیٰ نے بارہ بیٹے عطا فرمائے اور ان بارہ لڑکوں میں حضرت یوسف علیہ السلام اللہ کے نبی تھے، ان کے والد حضرت یعقوب علیہ السلام بھی اللہ کے نبی تھے، ان کے دادا حضرت اسحق علیہ السلام وہ بھی اللہ کے نبی تھے اور ان کے پردادا حضرت ابراہیم علیہ السلام وہ بھی اللہ کے نبی تھے اور حضرت یوسف علیہ السلام کے دادا حضرت اسحاق علیہ السلام کے بھائی یعنی دادا کے بھائی اسماعیل علیہ السلام وہ بھی نبی تھے!!!

پوری فیملی اور خاندان کے اندر نبی ہی نبی، پیغمبر ہی پیغمبر۔

کتنی اچھی فیملی تھی اور کتنا اچھا خاندان تھا!!!

اتنی خوش نصیبی اور خوبی کہ ایک ہی فیملی میں، ایک ہی خاندان میں اللہ کے اتنے سارے نبی ہوں، پوری دنیا میں صرف اور صرف اللہ نے حضرت یعقوب علیہ السلام کے خاندان کو عطا فرمائی، جس خاندان کو ہم ''بنی اسرائیل'' کہتے ہیں۔

اسرائیل کی وضاحت

اسرائیل: حضرت یعقوب علیہ السلام کا دوسرا مشہور نام تھا، کہتے ہیں کہ ان ہی کے نام پر سے ''اسرائیل'' ملک ہے؛ کیوں کہ اسرائیل کے یہودی اپنے آپ کو حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد مانتے ہیں۔

خاندانِ یعقوب (علیہ السلام) کا مقام

فلسطین میں ایک گاؤں کا نام ''کنعان'' ہے، وہاں حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے ان بیٹوں کے ساتھ رہتے تھے اور عافیت سے زندگی گذر رہی تھی، یعقوب علیہ السلام کے دس بیٹے ماشاء اللہ! بڑے تھے اور دو چھوٹے تھے: ایک حضرت یوسف علیہ السلام اور دوسرے ان کے بھائی بنیامین۔

حضرت یعقوب علیہ السلام اپنی پوری فیملی کے ساتھ بہت اطمینان سے رہتے تھے، اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں اس خاندان کا پورا قصہ بیان فرمایا ہے۔

عجیب خواب! آفتاب و ماہتاب گر پڑے قدموں میں

شروعات اس طریقے سے ہوئی کہ حضرت یوسف بچہ تھے، ان کی عمر تقریباً سات سال کی تھی، اس وقت انھوں نے ایک خواب (Dream) دیکھا اور خواب بھی بہت عجیب وغریب دیکھا کہ آسمان سے سورج چاند اور گیارہ ستارے زمین پر اترے اور انھوں نے میرے سامنے سجدہ کیا۔

کتنا عجیب خواب تھا کہ سورج چاند اور گیارہ ستارے زمین پر اتر کر یوسف

جیسے چھوٹے بچے کے سامنے سجدہ کرے!!!

اس میں گیارہ ستارے یعنی گیارہ بھائی اور سورج چاند سے ابا، اماں مراد ہیں۔

”اذ قال یوسف لابیہ“ الخ کے سبق آموز دو لطیف پہلو

حضرت یوسف (علیہ السلام) اس وقت سات سال کے بچے تھے، خواب دیکھا تو صبح میں اپنے ابا جان حضرت یعقوب علیہ السلام کو بیان کیا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اِذْ قَالَ یُوْسُفُ لِاَبِیْهِ یٰۤاَبَتِ اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَیْتُهُمْ لِیْ سٰجِدِیْنَ۝۴

ترجمہ: (وہ واقعہ سنو) جب کہ یوسف (علیہ السلام) نے اپنے ابا سے کہا کہ: اے میرے ابا! یقیناً میں نے گیارہ ستارے اور سورج اور چاند کو دیکھا کہ وہ میرے سامنے سجدہ کر رہے تھے۔

پہلا سبق: والدین ایسے ہونے چاہیے جن سے اولاد کو ہدایت کی روشنی ملے

یہاں ایک بات سمجھنے کی ہے کہ خواب میں جو سورج دیکھا تھا اس سے مراد ان کے ابا جان یعقوب علیہ السلام ہیں اور جو چاند دیکھا تھا اس سے مراد ان کی والدہ حضرت راحیل ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ سورج اور چاند دونوں روشنی دینے کا کام کرتے ہیں، سورج دن میں روشنی دیتا ہے اور چاند رات میں روشنی دیتا ہیں۔

اس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ ماں باپ دونوں ایسے ہوں کہ ان کے

ذریعہ اولاد کو ہدایت کی روشنی ملے، ہدایت کا نور ملے، ان کی تربیت ہو۔

ہاں! یہ بات اور ہے کہ باپ سورج کی طرح ہے اور سورج میں گرمی ہوتی ہے؛ اسی لیے باپ بہت سی مرتبہ اپنی اولاد کے ساتھ گرمی سے، غصے سے تربیت کرتا ہے اور ماں چاند جیسی ہے اور چاند کی لائٹ ایک دم ٹھنڈک والی ہوتی ہے اور عام طور پر ماں اپنی اولاد کے ساتھ بہت نرمی اور بہت ٹھنڈک سے پیش آتی ہے۔

یہ سبق اس آیت سے ہم کو سیکھنے کو ملا۔

دوسرا سبق: اولاد کو اپنی خانگی بات والدین کو ہی بتلانی چاہیے

حضرت یوسف علیہ السلام نے جو خواب دیکھا تھا وہ صرف اپنے ابا جان کو بتلایا۔

یہ بات ہم کو اس بات کی تعلیم دیتی ہے کہ لڑکے اور اور لڑکی کو اپنی کوئی خانگی بات ہو تو اپنے ماں باپ کو کہنی چاہیے، کسی اجنبی کو نہ بتلائے۔

آج کل لڑکے اور لڑکیوں میں یہ مزاج بنتا جا رہا ہے کہ اپنی جو پرائیویٹ بات ہوتی ہے تو وہ دوستوں کو، اجنبیوں کو بتلاتے ہیں؛ حالاں کہ دوسروں کو بتلانے کے بجائے اپنے ماں باپ کو بتلانا چاہیے؛ چوں کہ ماں باپ اپنی اولاد کے لیے بہت ہی مہربان ہوتے ہیں تو اولاد کی جو خانگی بات ہوگی اس پر بھی ماں باپ اولاد کو ان شاء اللہ! کوئی اچھا راستہ بتلائیں گے۔

اچھا یا برا خواب دیکھے تو کیا کرنا چاہیے؟

جب انسان کوئی اچھا خواب دیکھے تو مخلص، دین دار دوست کو بتانا چاہیے، حدیث میں ہے: ایمان والے کا خواب ایک طرح کی بات ہے جس میں وہ اپنے رب

اللہ تعالیٰ سے بات چیت کرنے کا شرف حاصل کرتا ہے۔

ترمذی شریف کی ایک حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ جب تک خواب کسی کے سامنے بیان نہ کیا جائے معلق رہتا ہے، جب خواب کسی کے سامنے بیان کر دیا گیا اور سننے والے نے کوئی تعبیر دے دی تو تعبیر کے مطابق واقع ہو جاتا ہے۔

اس لیے عالم، نیک، دیانت دار کے سامنے خواب بیان کرو۔

ساتھ ہی میں جو آدمی تمھارا ہم درد نہیں، عقل مند نہیں ایسے شخص کے سامنے خواب بیان نہ کرو؛ اس لیے کہ ایسا شخص کوئی بری تعبیر دے گا اور انسان کے دل میں بات جم جائے گی کہ اب مجھ پر مصیبت آنے والی ہے اور الجھن میں رہے گا۔

تعبیر فوراً ظاہر نہیں ہوا کرتی

حضرت یوسف علیہ السلام نے بچپن میں یہ جو مبارک خواب دیکھا تھا، اس کی تعبیر چالیس (۴۰) سال بعد ظاہر ہوئی، معلوم ہوا خواب کی تعبیر فوراً ظاہر نہیں ہوا کرتی، اس طرح کا ایک خواب ہمارے حضرت مفتی احمد صاحب خانپوری مدظلہ العالیہ کا بندے کی کتاب ''دیکھی ہوئی دنیا'' کی جلد اول میں بھی ہے، آپ پڑھ سکتے ہیں۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کا طرزِ عمل.. والدین کے لیے مشعلِ راہ

آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے ابا جان کو خواب بتلایا تو ابا جان نے فرمایا:

قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰٓى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۞

حضرت یعقوب علیہ السلام نے بہت پیار اور محبت سے اپنے بیٹے کو سمجھایا کہ:

بیٹا! اپنا خواب کسی دوسرے کو مت بتلانا، خاص طور پر اپنے بھائیوں کو مت بتلانا، ورنہ وہ تیرے خلاف کوئی سازش کریں گے اور شیطان انسان کا کھلم کھلا دشمن ہے۔

اس آیت سے یہ بات سیکھنے کو ملی کہ والدین کو اپنی اولاد کو بہت پیار سے جواب دینا چاہیے۔

آج بہت سے ماں باپ ایسے ہوتے ہیں کہ بیٹے یا بیٹی تکلیف کی کوئی بات کہتے ہیں تو ان پر خواہ مخواہ غصے ہو جاتے ہیں، یہ مناسب نہیں ہے، بعض موقع پر غصے بھی ہونا چاہیے؛ لیکن بیٹا یا بیٹی اپنی کوئی تکلیف، کوئی پریشانی، کوئی تعجب کی بات بتائے تو بہت محبت اور پیار سے جواب بھی دینا چاہیے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے کتنے پیار سے کہا:

يَا بُنَيَّ!

اے میرے پیارے بیٹے!

بچوں کو بہت اچھا لگتا ہے کہ دیکھو! میری ماں مجھ کو کتنے پیار سے بلاتی ہے:

اے میری بیٹی!

اے میرے بیٹے!

باپ کتنے پیار سے بلا رہا ہے کہ:

اے میرے بیٹے!

اے میری بیٹی!

والدین اور اساتذہ کے لیے ایک عبرت کی بات

''نورانی مکاتب'' کی تربیتی مجلس میں ہمارے مولانا اسماعیل صاحب کاپودروی مدرسین کو فرمایا کرتے ہیں کہ: مکتب کے طلبہ کے ساتھ بہت ہی شفقت کا برتاؤ کرو، ان کے دل میں تمھارے لیے اعتماد پیدا کرو، بچے کے حالات پر بھی نظر رکھو، بعض مرتبہ گھریلو حالات کی وجہ سے بچہ الجھن میں رہتا ہے، والدین کے آپسی جھگڑے، گھر میں مالیاتی مسائل، اس کی وجہ سے بچوں کی تعلیم پر بھی بڑا اثر ہوتا ہے، تو اساتذہ کو ان چیزوں پر بھی نظر رکھنی چاہیے۔

استاذ اور والدین طلبہ سے ایسا محبت کا برتاؤ کریں کہ وہ اپنی تکالیف کو بے تکلف ان سے عرض کر سکیں، حضرت مولانا نے ایک مرتبہ سنایا کہ: ایک طالب علم بے چارہ مکتب میں آرہا ہے، الجھا الجھا رہتا ہے، کئی دن کے بعد پتہ چلا کہ وہ اپنی دل کی باتیں، الجھنیں کی باتیں اسکول کی ٹیچر کو کہتا ہے، وہ ٹیچر پیار، محبت سے اس کے ساتھ برتاؤ کرتی ہے، اگر چہ وہ مسلمان نہیں تھی اور وہ اسکول کی ٹیچر اپنے عقیدے اور طرزِ عمل کے مطابق اس بچے کو الجھنوں میں رہنمائی بھی کرتی تھی اور ایسے موقع پر بچوں کا ایمان تک خطرے میں پڑ سکتا ہے۔

بہت دنوں کے بعد امتحان کے موقع پر ایک ممتحن صاحب۔ جو ماہر تھے انھوں ۔نے دورانِ امتحان اندازہ لگایا کہ یہ بچہ ذہین ہے؛ لیکن الجھنوں کی وجہ سے تعلیم میں کمزور ہے تو ممتحن مولانا صاحب نے اس بچے سے شفقت کا برتاؤ کر کے پوچھا، تب ہی بچے نے اپنے دل کی بات بتائی اور پریشانیاں عرض کی، پھر اس بچے نے کہا کہ: مولانا

صاحب! میں تو اپنی پریشانیاں اپنی اسکول کی ٹیچر کو کہتا ہوں؛ اس لیے کہ گھر میں والدین کی طرف سے اور مدرسے میں استاذ کی طرف سے بس سختی ہی ہوتی ہے، کوئی بھی بات کرو ڈانٹ ڈپٹ، مار پٹائی ہوتی ہے تو اب میں کیا کروں؟ میرے لیے بس میری اسکول کی ٹیچر ہی ظاہر میں ایک پناہ کی جگہ ہے؛ اس لیے میں ان سے ہی اپنی باتیں کرتا ہوں۔

یہ واقعہ عبرت کے لیے میں نے عرض کیا ہے۔

ہمارے بارڈولی کے ایک دور کے رشتے دار۔ جو برطانیہ میں مقیم ہے وہ۔ اپنے بچے کے استاذ اور شیخ کے متعلق کہا کرتے ہیں کہ: میرے حقیقی بیٹے کو اس کے استاذ اور پیر صاحب جس قدر شفقت اور محبت کے لہجے میں ''بیٹا'' کہہ کر خطاب کرتے ہیں ایسی شفقت سے تو میں حقیقی باپ ہو کر بھی اپنے بیٹے کے لیے ایسا لفظ نہیں بول سکتا ہوں۔

اس لیے والدین اور اساتذہ کو بہت شفیق بننے کی ضرورت ہیں۔

مشکل امور میں اولاد کو صحیح مشورہ دینا چاہیے

حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو صحیح مشورہ دیا کہ: بیٹا! اپنا خواب کسی کو مت بتلانا۔

اس سے یہ بات سیکھنے کو ملی کہ ماں باپ کو چاہیے کہ اپنی اولاد کو صحیح مشورہ دے، ان کو کبھی غلط مشورہ نہ دے۔

مسلمان بھائی کی خیر خواہی

اس آیت سے یہ سبق بھی حاصل ہوتا ہے کہ ایک مسلمان کو دوسرے کی شرارت سے بچانے کے لیے اس دوسرے انسان میں کوئی بری عادت ہو یا کوئی بری نیت ہو اور

اس کا ہم کو پتہ ہو تو مؤمن بھائی کو بتلا دینا چاہیے اور یہ غیبت نہیں ہے، جیسے ہم کو پتہ چلا کہ فلاں آدمی کسی کو تکلیف پہنچانے کا پلان بنا رہا ہے تو اس کو بتا دینا چاہیے؛ تا کہ وہ اپنی حفاظت کی فکر کر لے اور یہ بھی مؤمن بھائی کی خیر خواہی ہے۔

بعض نعمتیں چھپانی چاہیے

حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کو مشورہ دیتے ہوئے کہا تھا:

بیٹا! اپنا خواب کسی کو مت بتلانا۔

اس لیے کہ یہ خواب بہت بڑی نعمت تھی اور بہت سے موقع پر نعمت کو چھپانے میں بھلائی ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ نے ہم کو کوئی خاص نعمت مرحمت فرمائی ہو تو بہت سی مرتبہ اس کو چھپانا پڑتا ہے۔

حدیث شریف میں بھی نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس کا خلاصہ ہے:

ضرورتوں کے پورا کرنے اور اپنے مقاصد کو کامیاب بنانے میں ان کے چھپانے سے بھی مدد لیا کرو؛ کیوں کہ ہر وہ شخص جسے کوئی نعمت ملتی ہے تو لوگ اس کے ساتھ حسد کرنے لگ جاتے ہیں (ابن کثیر)۔

معلوم ہوا کہ بعض نعمتوں کو چھپانے میں بڑا فائدہ ہوتا ہے۔

ویسے اچھی نعمت، اچھا کپڑا اللہ تعالیٰ نے دیا ہو تو اس کو پہننا بھی چاہیے؛ لیکن بہت سی نعمتیں جیسے مال دے رکھا ہے تو اگر اس کو نا مناسب طریقے سے ظاہر کرو گے تو لوگ تمھارے خواہ مخواہ دشمن بن جائیں گے؛ اس لیے احتیاط برتنا چاہیے۔

خاص کر جب کوئی آدمی ایسا ہے کہ اس کے بارے میں تم کو ایسا لگتا ہے کہ

تمھاری خوش حالی اور نعمت کو سن کر اس کو حسد ہوگا اور وہ تم کو نقصان پہنچانے کی فکر کرے گا تو اس کے سامنے اپنی دولت عزت کا تذکرہ نہ کریں۔

ایک اہم اور قابلِ توجہ بات

دینی بہنو اور بھائیو! ایک بات دل پر لکھ لیجیے کہ ہم دوسروں کو ستائیں تو ہی دوسرا ہم کو ستائیں دنیا میں یہ کوئی ضروری نہیں ہے، ہم کسی کو نہ ستائیں، کسی کو بھی پریشان نہ کریں پھر بھی ہمارے پاس جو نعمت ہوتی ہے اس کی وجہ سے بھی ستانے والے لوگ پیدا ہو جاتے ہیں اور آج دنیا میں یہ سب ہو رہا ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو کوئی نعمت دے رکھی ہے جس کی وجہ سے جلن میں، حسد میں دوسرے لوگ آپ کو ستانے کے پیچھے لگ جاتے ہیں اور ستانے میں کوئی جادو کرے گا، کوئی جنات بھیجے گا، کوئی دوسرا راستہ اپنائے گا، اللہ ایسے بدخواہ لوگوں سے ہم سب کی حفاظت فرمائے! چنانچہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھی اسی خطرہ کو مدِ نظر رکھتے ہوئے حضرت یوسف علیہ السلام کو متنبہ فرمایا کہ: بیٹا! اپنا یہ خواب کسی بھائی کو نہ سنانا۔

اس لیے کہ اس خواب کی تعبیر کچھ اس طرح تھی کہ مستقبل میں اللہ تعالیٰ حضرت یوسف علیہ السلام کو عزت کا ایسا بلند مقام عطا فرمانے والے ہیں کہ والدین اور دوسرے سب بھائی ان کی تکریم کریں گے، ان کو عزت سے نوازیں گے اور حضرت یوسف علیہ السلام کی عزت اور تکریم ان کے عالی مقام کی وجہ سے ہر حال میں کرنی ہی پڑے گی اور چھوٹے بھائی کو ایسا عالی مقام مل جائے تو بہت سے بڑے بھائیوں کو یہ بات پسند نہیں ہوتی، وہ اس کو گوارا نہیں کرتے۔

حالاں کہ بڑے بھائی کو چاہیے کہ وہ اپنے بڑے پن کا ثبوت دے کر چھوٹے بھائی کو عزت کا کوئی مقام مل جائے تو وہ بھی اس کا پاس ولحاظ رکھے؛ چوں کہ چھوٹے بھائی کی عزت بڑھنے میں خود بڑے بھائی کی بھی عزت بڑھے گی۔

بھائی بہن کے لیے ایک قیمتی نصیحت

یہاں ایک خاص بات یہ بھی سمجھنی چاہیے کہ: بھائی بہن جو ایک فیملی میں رہتے ہوں یا الگ فیملی میں، کوئی بھائی بہن کبھی بھی اپنے ماں باپ کو دوسرے بھائی بہن کے بارے میں غلط غلط باتیں کہہ کر ان کے دل میں دوسری اولاد کے لیے نفرت پیدا کرنے کی کوشش نہ کریں۔

بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ کوئی بیٹا یا بیٹی زیادہ دین دار ہے، عالم ہے، نیک ہے تو اس نیکی اور خوبی کی وجہ سے ماں باپ اس کے ساتھ زیادہ محبت کرے تو یہ کوئی غلط بات بھی نہیں ہے، کوئی حرج کی بات نہیں ہے، اس کی دین داری کی بنا پر، ماں باپ کی اس (extra) اور زیادہ محبت کو لے کر دوسرے بھائی بہنوں کے دل میں جلن نہیں آنی چاہیے کہ میرے ابا تو اسی کے ساتھ زیادہ محبت کرتے ہیں، میری ماں اسی سے زیادہ محبت کرتی ہے؛ بلکہ تم بھی نیک بن جاؤ، دین دار بن جاؤ، ان شاء اللہ! ماں باپ تمھارے ساتھ بھی محبت کرنے لگیں گے۔

اسی بات کو اللہ تعالیٰ نے آگے والی آیت میں بیان فرمایا:

وَ كَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَأْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ

ترجمہ: اور اسی طریقے سے تم کو تمھارے رب (نبوت کے لیے) چن لیں گے

اور تم کو تمھارے رب باتوں کا صحیح مطلب نکالنا سکھائیں گے۔

یوسف علیہ السلام ابھی تو بچے ہیں، صرف سات سال کی عمر ہے؛ لیکن مستقبل میں بڑے ہو کر اللہ کے نبی بنائے جانے والے ہیں؛ اسی لیے ماں باپ کو ان سے زیادہ محبت تھی اور دوسرے بھائیوں کے دل میں جلن اور حسد پیدا ہوا، وہ بھائی یہ کہہ رہے تھے کہ: ہم دس بھائی عمر میں بڑے، گھر کے کام کاج سنبھالنے کی قوت رکھتے ہیں، والد صاحب کی مدد کرتے ہیں اور یہ دونوں چھوٹے بچے ہیں، کمزور ہیں؛ حالاں کہ حدیث شریف سے پتہ چلتا ہے کہ کمزوروں کی برکت سے اللہ تعالیٰ رزق عطا فرمایا کرتے ہیں۔

والدین کو بھی احتیاط رکھنا چاہیے

ویسے ماں باپ کو بھی دھیان رکھنا چاہیے کہ تمام اولاد کے ساتھ برابر برابر محبت رکھے، تمام لڑکے لڑکیوں کے ساتھ برابری کا معاملہ رکھے؛ تاکہ دوسری اولاد کے دل میں حسد، جلن اور بدخواہی جیسی بیماریاں پیدا نہ ہونے پائے۔

اولاد کو برے انجام سے باخبر بھی کرتے رہنا چاہیے

خیر! تو ان بھائیوں کے دل میں جلن پیدا ہوئی، حسد ہوا اور انھوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو قتل کرنے کا پلان بنا ڈالا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا تھا کہ اپنا خواب کسی کو مت بتلانا، ورنہ تمھارے بھائی سمجھ جائیں گے اور تمھارے خلاف پلاننگ کریں گے، اس سے معلوم ہوا کہ والدین کو اپنی اولاد کے لیے جو چیزیں تکلیف دینے والی ہوں ان سے بچانا چاہیے، آگے آیتِ کریمہ میں بھی یہی

مضمون ہے:

قَالَ اِنِّیْ لَیَحْزُنُنِیْۤ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَاَخَافُ اَنْ یَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ وَاَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ۝۱۳

ترجمہ: یعقوب (علیہ السلام) نے کہا کہ: تم یوسف کو میرے پاس سے لے جاؤ گے تو مجھے (جدائی کا) غم ہوگا اور مجھے خطرہ ہے کہ تمھارا (کھیل کود میں مشغول ہونے کی وجہ سے) اس کی طرف دھیان نہ رہے تو کوئی بھیڑیا آ کر یوسف کو کھا جائے گا۔

وَقَالَ یٰبَنِیَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ

ترجمہ: اور (مصر کے لیے روانگی کے وقت) یعقوب (علیہ السلام) نے کہا: اے میرے بیٹو! تم سب (مصر میں) ایک دروازے سے داخل مت ہونا اور بلکہ تم جدا جدا دروازوں سے داخل ہونا۔

ان تینوں آیتوں سے بھی پتہ چلتا ہے کہ اولاد کو جو چیز نقصان دے سکتی ہو، تکلیف پہنچا سکتی ہو اس سے بچانے کی کوشش کرنا ماں باپ کی ذمے داری ہے، دین میں، دنیا میں، طبیعت میں، تندرستی میں، اخلاق میں غرض ہر چیز میں نقصان دینے والی چیزوں سے بچانا والدین کا اخلاقی فریضہ ہے۔

ایک عام فہم مثال سے وضاحت

ہم اپنے بچوں کو سویٹ زیادہ کھانے سے روکتے ہیں؛ تاکہ اس کی طبیعت خراب نہ ہو جائے، پیٹ میں کیڑے نہ پڑ جائے، دانت سڑ نہ جائے۔

اسی طرح میری دینی بہنو! ہم اپنے بیٹے اور بیٹی کو ایسی چیز سے بھی بچائے جو

ان کے لیے جہنم کی آگ میں جانے کا سبب بن جائے۔

جو چیز ان کی طبیعت کو نقصان دیتی ہو ایسی چیز سے ہم ان کو بچاتے ہیں کہ بیٹا بہت ٹھنڈا مت پیو، ورنہ نزلہ ہو جائے گا، جیسے دنیا کی نقصان دینے والی چیزوں سے بچاتے ہو اسی طرح آخرت کے اعتبار سے نقصان دینے والی چیزوں سے بچانا اور جہنم میں جانے والی چیزوں سے بچانا بھی والدین کی بہت بڑی ذمے داری ہے۔

کھیل کے بہانے سے لے جانے کی درخواست

قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مَا لَكَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰى يُوْسُفَ وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ﴿۱۱﴾ اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا يَّرْتَعْ وَيَلْعَبْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۱۲﴾

ترجمہ: بھائیوں نے کہا: اے ہمارے ابا! آپ کے پاس کیا وجہ ہے کہ آپ یوسف کے بارے میں ہم پر بھروسہ (اعتماد) نہیں کرتے؟ حالاں کہ پکی بات یہ ہے کہ ہم یوسف کا بھلا چاہتے ہیں (۱۱) آپ یوسف کو ہمارے ساتھ آئندہ کل (تفریح میں) بھیجیے، خوب کھائے گا اور کھیلے گا اور (آپ ہم پر بھروسہ رکھیے) یقیناً ہم یوسف کی پوری پوری حفاظت کریں گے۔

اس آیت سے یہ بات معلوم ہوئی کہ بھائیوں نے یہ درخواست کی کہ یوسف کو ہمارے ساتھ سیر و تفریح، کھیل کود کے لیے بھیجیے، لگتا ایسا ہے کہ اس سے پہلے بھی انھوں نے ایسی درخواست کی ہوگی۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے جواب میں سیر و تفریح، کھیل کود کے لیے بھیجنے سے منع تو نہیں فرمایا، اس سے معلوم ہوا کہ سیر و تفریح، کھیل کود شریعت کی حد میں رہ کر جائز

ہے، بس! شرط اتنی ہے کہ شریعت کی حد سے آگے نہ بڑھیں اور کوئی ناجائز کام اس میں شامل نہ ہو۔

مسابقہ

قَالُوْا یٰۤاَبَانَاۤ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَ تَرَكْنَا یُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ ۚ

ترجمہ: (یوسف علیہ السلام کے) بھائی کہنے لگے: اے ہمارے ابا جان! ہم سب دوڑنے کا مقابلہ کرنے چلے گئے تھے اور ہم نے یوسف کو ہمارے سامان کے پاس چھوڑ دیا تھا، ایک بھیڑیا (اکیلے پن اور بچپن کی کمزوری کا فائدہ اٹھا کر) یوسف کو کھا گیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ دوڑنے میں، تیر چلانے میں، گھوڑے کو دوڑانے وغیرہ میں مسابقہ (Competetion) جائز ہے اور کوئی تیسرا آدمی اس طرح مسابقہ کرنے والے کو انعام دیوے وہ بھی جائز ہے؛ لیکن جو لوگ خود مسابقہ میں شامل ہیں وہ آپس میں ہار جیت کی کوئی رقم شرط کے طور پر طے کرے تو وہ جوا ہے اور حرام ہے۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام کی رفتار

کہتے ہیں کہ: جب اخوانِ یوسف حضرت یوسف علیہ السلام کا کرتہ نکال کر آپ کو کنویں میں ڈال رہے ہی تھے اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام ساتویں آسمان پر تھے، باری تعالیٰ کا حکم ہوا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام فوری طور پر پہنچ گئے اور حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے پروں پر اٹھالیا۔

آپ اندازہ لگاؤ! زمین کی سطح سے کنویں کی تہہ میں پہنچنے میں کتنی سکنڈ لگتی ہے،

اس سے کم وقت میں حضرت جبرئیل علیہ السلام ساتویں آسمان سے کنویں میں پہنچ گئے۔

بچوں کی جھوٹی اور بناوٹی ایکٹنگ پرانے زمانے سے چلا آتا ہوا کھیل ہے

حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے ان کو قتل کرنے کی پلاننگ کی اور ابا جان حضرت یعقوب علیہ السلام کے سامنے باتیں بنا کر حضرت یوسف علیہ السلام کو جنگل میں لے گئے، وہاں ان کا کرتہ نکالا، ایک جانور ذبح کیا اور اس جانور کا خون حضرت یوسف علیہ السلام کے کرتے پر لگا دیا اور حضرت یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں پھینک دیا، اب ابا کے پاس آکر جھوٹا روتے ہوئے کیسے بہانے بنا رہے ہیں کہ: ہمارے بھائی کو جنگل کا بھیڑیا کھا گیا، کیسے جھوٹے بہانے!!!

اور ساتھ میں جھوٹا رونا بھی رو رہے ہیں، خود قرآن کہتا ہے:

وَجَآءُوْٓا اَبَاهُمْ عِشَآءً يَّبْكُوْنَ ﴿١٦﴾ قَالُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ ﴿١٧﴾ وَجَآءُوْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ ؕ

ترجمہ: اور (کنویں میں ڈالنے کی کارروائی کر کے حضرت یوسف علیہ السلام کے) بھائی رات کو روتے روتے اپنے ابا کے پاس آئے ﴿۱۶﴾ وہ (حضرت یوسف علیہ السلام کے) بھائی کہنے لگے: اے ہمارے ابا جان! ہم سب دوڑنے کا مقابلہ کرنے چلے گئے تھے اور ہم نے یوسف کو ہمارے سامان کے پاس چھوڑ دیا تھا، بھیڑیا (اکیلے پن اور بچپن کی کمزوری کا فائدہ اٹھا کر) اس (یوسف) کو کھا گیا اور ہم بالکل سچے ہیں

پھر بھی آپ ہماری بات سچی نہیں مانیں گے ﴿۱۷﴾ وہ (حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی) ان (حضرت یوسف علیہ السلام) کے کرتے پر جھوٹا خون لگا کر لائے۔

ماں باپ کو اس معاملے میں بہت چوکنّا رہنا چاہیے کہ بچے خالی خالی جھوٹا رو کر اور بہانے بنا کر ان کو بنا نہ جائے، ان کا بناوٹی رونا آپ کو متأثر نہ کر ڈالے اس کا خاص دھیان رکھنا چاہیے؛ اس لیے کہ قتل کی بات بھی بنائی ہوئی تھی اور اس کے ثبوت میں جو کرتہ لائے تھے وہ بھی بناوٹی خون لگایا ہوا کرتہ تھا۔

اس آیت کی تفسیر میں بعض مفسرین نے ایک عجیب بات لکھی ہے کہ:

صرف کسی کے رونے کی وجہ سے اس کی بات سچی نہیں مان لینی چاہیے۔

یاد رکھو! ہر رونے والا سچا نہیں ہوتا، بہت سے جھوٹا اور بناوٹی رونا بھی روتے ہیں جن کے آنسو مگر مچھ کے ہوتے ہیں، یہاں ایک نہیں، دو نہیں، پورے دس بھائی ہٹے کٹے جوان رو رہے ہیں؛ لیکن سب بناوٹی اور جھوٹا رو رہے ہیں۔

عقل مند بھیڑیا

ابا جان حضرت یعقوب علیہ السلام کو اندازہ تو ہو ہی گیا تھا کہ میرے دسوں دس بیٹے جھوٹ بول رہے ہیں؛ اس لیے کہ انھوں نے کہا کہ: یوسف کو بھیڑیا کھا گیا، تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے کرتہ دیکھ کر فرمایا کہ:

بھیڑیا کتنا عقل مند اور ہوشیار تھا کہ اس نے پہلے میرے بیٹے کا کرتہ نکالا، پھر اس کو کھایا؛ اس لیے کہ اس کرتے پر تو صرف خون لگا ہوا تھا، کہیں سے بھی پھٹا ہوا نہیں تھا، بالکل صحیح وسالم تھا؛ کیوں کہ وہ خون تو بھائیوں کا لگایا ہوا تھا، اگر بھیڑیا کھاتا تو کرتہ ضرور

پھٹ جاتا؛ لیکن نہ بھیڑیے نے کھایا، نہ کرتہ پھٹا۔

اسی لیے کہتے ہیں کہ: جھوٹ دنیا میں کبھی چلتا ہی نہیں ہے، وہ کہیں نہ کہیں، کبھی نہ کبھی پکڑا جاتا ہے۔

مصیبت میں صبر کا دامن نہیں چھوڑنا چاہیے

حضرت یعقوب علیہ السلام کو اپنے دسوں بیٹوں کے جھوٹ کا اندازہ ہوگیا؛ مگر پھر بھی ان کے ساتھ زیادہ حجت بازی نہیں کی؛ بلکہ فرمانے لگے:

فَصَبْرٌ جَمِيلٌ ۭ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ ﴿١٨﴾

ترجمہ: پس میرے لیے تو صبر کرنا ہی بہتر ہے اور جو بات تم ظاہر کرتے ہو (یا جو بات تم بتاتے ہو) اس کے بارے میں، میں اللہ تعالیٰ ہی سے مدد مانگتا ہوں۔

صبرِ جمیل

(۱) تکلیف کی فریاد کسی دوسرے کے سامنے نہ کرے۔

(۲) جو تکلیف کا ذریعہ بنا اس سے انتقام کی کوشش نہ کرے۔

(۳) چیخ و پکار نہ کرے۔

حدیث شریف میں بھی مصیبت کے وقت صبر اختیار کرنے کی تعلیم دی گئی ہے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

الصبر عند الصدمة الاولی۔

ترجمہ: صبر وہی معتبر ہے جو تکلیف پہنچنے کے وقت ہی ہو۔

وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے!!!

بھائیوں کے حضرت یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں پھینک دینے کے بعد اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کی حفاظت فرمائی اور ان کو مصر پہنچا دیا، وہاں بھی مصر کے وزیرِ مالیات (Finance Minister) کے گھر میں مقام عطا فرمایا، دس دس بھائیوں کا حسد، ان کا جلن اور بدخواہی بھی چھوٹے سے ننھے منے یوسف کا کچھ نہ بگاڑ سکی، شاعر نے کتنی پیاری اور سچی بات کہی ہے:

فانوس بن کر جس کی حفاظت ہوا کرے	وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خود خدا کرے

اس لیے حاسدوں کے حسد، دشمنوں کی دشمناوٹ وغیرہ سے حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ ہی کی طرف رجوع کریں، دعاؤں کا اہتمام کریں، اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہوں گے تو کوئی ہم کو کسی طرح کا نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی صحیح قیمت پہچاننے والا

وَقَالَ الَّذِی اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖٓ اَكْرِمِیْ مَثْوٰىهُ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ؕ

ترجمہ: اور مصر کے جس آدمی نے یوسف علیہ السلام کو خریدا اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ: تو اس (غلام یوسف) کو عزت سے رکھنا شاید یہ (یوسف) ہم کو کام آجائے یا ہم اس (یوسف) کو اپنا بیٹا بنالیں گے۔

مصر کا وزیرِ خزانہ جس کا نام ''قطفیر'' یا ''اطفیر'' تھا اور اس زمانہ کا بادشاہ''

ریان بن اسید'' نام کا تھا، وزیرِ خزانہ نے اپنی بیوی کو۔جس کا نام ''راحیل'' یا ''زلیخا'' تھا۔ کہہ دیا کہ: یوسف کو اچھی طرح رکھنا، عام غلام کی طرح مت رکھنا۔

کتنا عقل مند، ذہین یہ شخص ثابت ہوا؟ اس نے اپنی بیوی کو کتنی اچھی ہدایت کردی؟

اللہ تعالیٰ حضرت یوسف علیہ السلام کو مصر کی حکومت عنایت فرمانا چاہتے تھے، یہ اس کی تیاری ہو رہی تھی، حدیث میں نبیِ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی کام کا ارادہ فرماتے ہیں تو دنیا کے سارے اسباب اس کے لیے تیار کر دیتے ہیں۔

تنہائی میں اللہ کا ڈر

''قال معاذ اللّٰه''

زلیخا نے جس کمرے میں حضرت یوسف علیہ السلام کو گناہ کے لیے دعوت دی وہاں ایک بت رکھا ہوا تھا، زلیخا نے پہلے سے اس بت پر پردہ ڈال دیا تھا، یوسف علیہ السلام نے پوچھا: یہاں پردہ کیوں ڈالا؟

زلیخا نے کہا: یہ میرا معبود ہے، اس کے سامنے گناہ کرنے کی ہمت نہیں ہے۔

اس پر یوسف علیہ السلام نے فرمایا: میرا معبود اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ حیا کے مستحق ہے، کسی طرح کا پردہ میرے اللہ کی نظر کو روک نہیں سکتا۔

جس تنہائی میں زلیخا نے یوسف علیہ السلام کو گناہ کی دعوت دی وہاں اس نے ایک عجیب شیطانی ہتھیار استعمال کیا، اس نے یوسف علیہ السلام کو اپنی طرف مائل کرنے کے لیے آپ کی تعریف شروع کی۔

جانور صرف منہ سے موٹا ہوتا ہے اور انسان منہ اور کان دو راستوں سے موٹا ہوتا ہے

میں کہا کرتا ہوں کہ: جانور صرف منہ کے راستے سے کھا، پی کر موٹا ہوتا ہے، جب کہ انسان جس طرح منہ کے راستے سے کھا، پی کر موٹا ہوتا ہے اسی طرح کان سے اپنی تعریف سن سن کر اور آنکھ سے اپنی تعریف میں لکھے ہوئے کلمات پڑھ کر بھی موٹا ہوتا ہے، اس کو ہمارے یہاں گجراتی میں (فلڑ جی) کہتے ہیں؛ یعنی جو تعریف سن سن کر پھول گیا ہو۔

زلیخا نے یوسف علیہ السلام سے کہا: تمھارے بال کتنے خوب صورت ہیں؟

یوسف علیہ السلام نے کہا: یہ بال موت کے بعد سب سے پہلے میرے بدن سے جدا ہو جائیں گے۔

پھر زلیخا نے کہا: یوسف! تمھاری آنکھیں کتنی حسین ہیں؟

یوسف علیہ السلام نے جواب میں فرمایا: موت کے بعد یہ سب پانی ہو کر میرے چہرے پر بہہ جائیں گی۔

پھر زلیخا نے کہا: یوسف! تمھارا چہرہ کتنا خوب صورت ہے؟

یوسف علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: مٹی ان سب کو کھا جائے گی۔

گویا اللہ تعالیٰ نے آخرت کی فکر آپ کو ایسی عطا فرمائی کہ جوانی کی حالت میں بھی تمام گناہوں سے اللہ کی توفیق سے اپنے آپ کو بچا رہے تھے، صحیح بات یہ ہے کہ آخرت کا فکر یہی وہ چیز ہے جو انسان کو ہر جگہ ہر شر سے ہر گناہ سے بچا سکتا ہے۔

گناہ سے بچنے کا مضبوط ذریعہ

حضرت یوسف علیہ السلام نے جب اپنے آپ کو سب طرف سے گھیراؤ میں پایا تو گناہ سے حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی، صرف اپنے عزم وارادہ پر بھروسہ نہیں کیا "قال معاذاللّٰہ" اور جس کو اللہ کی حفاظت مل جائے اس کو کوئی شیطان گمراہ نہیں کرسکتا اور ساتھ میں اس وقت گناہ کی دعوت دینے والی زلیخا کو نصیحت بھی کرنا شروع کردیا کہ وہ بھی اللہ سے ڈرے اور وہ بھی گناہ کے ارادے کو چھوڑ دے، معلوم ہوا کہ اللہ سے دعا یہ گناہ سے بچنے کا بہت ہی مؤثر ذریعہ ہے۔

گناہ کی جگہوں سے اپنے آپ کو بچاؤ

وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَّاَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ؕ

ترجمہ: اور وہ دونوں (یوسف علیہ السلام اور زلیخا) آگے پیچھے دروازے کی طرف دوڑے اور (اس دوڑ بھاگ کے دوران) عورت نے اس (یوسف) کا کُرتہ پیچھے سے (کھینچ کر) پھاڑ ڈالا اور (اسی وقت) دونوں نے (زلیخا کے) شوہر کو دروازے کے پاس (کھڑا ہوا) پایا۔

جس کمرے میں زلیخا آپ کو گناہ کی دعوت دے رہی تھی اس پر تالے پڑے ہوئے تھے، اس کے باوجود حضرت یوسف علیہ السلام نے اس جگہ کو چھوڑ دیا، اللہ کی مدد آئی اور تالے کھل گئے۔

معلوم ہوا جس جگہ گناہ میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہو اس جگہ ہی کو چھوڑ دینا چاہیے، جب کہ آج لوگوں کا معاملہ یہ ہے کہ گناہ کی جگہوں پر جان بوجھ کر جائیں گے اور جہاں

گناہ ہورہے ہوتے ہیں وہاں ٹھہر جائیں گے، پھر کہتے ہیں کہ: گناہ سے حفاظت نہیں ہوتی؛ اس لیے جس جگہ بھی گناہ کا امکان ہو اس سے اپنے آپ کو دور رکھو، بچاؤ۔

اخلاص کی برکت سے گناہ سے بچنے میں اللہ کی مدد

كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ ؕ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۲۴﴾

ترجمہ: اسی طرح (یعنی اللہ نے دلیل دکھلا کر اور نبوی عفت کی برکت سے یوسف کو پاک دامنی پر ثابت رکھا) تاکہ ہم یوسف سے برائی اور بے حیائی کو ہٹادیں، یقیناً وہ (یوسف) تو ہمارے چُنے ہوئے بندوں میں سے تھے۔

جن بندوں کو اللہ تعالیٰ مخلوق کی اصلاح کے کام کے لیے چُن لیتے ہیں ان کی گناہوں سے حفاظت فرماتے ہیں۔

اس آیت میں امام ''ابن کثیر مکی'' اور ''عبد اللہ ابن عامر شامی'' کی روایت میں مخلصین -لام کے کسرہ کے ساتھ- ہے۔ ''مُخْلِص'' کا معنی یہ ہوتا ہے جو شخص اللہ کی عبادت واطاعت اخلاص کے ساتھ کرے، اس میں کوئی غلط نیت نہ ہو وہ مخلص ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جو مرد و عورت اپنے نیک اعمال میں عبادت میں اخلاص والا ہوگا اللہ تعالیٰ گناہوں سے بچنے میں اس کی مدد فرمائیں گے۔

عورتوں کا مکر

اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾

ترجمہ: یقیناً تم عورتوں کی مکاری تو بڑی ہی ہوتی ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ عورتوں کی سازش، حیلے، کسی کو پھسلانے کی بری

پلاننگ بڑی بھاری ہوا کرتی ہے؛ یعنی جو عورتیں مکر کرنے میں حیلہ، بہانوں میں گندی سازشوں میں لگی رہتی ہیں ان کے ایسے حیلے شیطان سے بھی زیادہ خطرناک ہے؛ اس لیے کہ شیطان کے حیلے کے لیے قرآن میں ارشاد ہے:

اِنَّ كَيۡدَ الشَّيۡطٰنِ كَانَ ضَعِيۡفًا ﴿۷۶﴾ (النسا)

ترجمہ: یقیناً شیطان کا مکر کمزور ہوتا ہے۔

اور حدیث میں نبیٔ کریم ﷺ نے اسی طرح کی بات ارشاد فرمائی ہے کہ عورتوں کا مکر شیطان کے مکر سے زیادہ ہوتا ہے اور قرآن میں شیطان کے مکر کو کمزور اور عورتوں کے مکر کو بہت بڑا کہا گیا۔

عورتوں کی جال سے شیطان کا خوش ہونا

جب ابلیس کو اللہ کی بارگاہ سے نکالا گیا تو اس نے قسم کھائی:

فَبِعِزَّتِكَ لَاُغۡوِيَنَّهُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ ﴿۸۲﴾ اِلَّا عِبَادَكَ مِنۡهُمُ الۡمُخۡلَصِيۡنَ ﴿۸۳﴾ (ص)

اے اللہ! آپ کی عزت اور جلال کی قسم میں ان تمام انسانوں کو گمراہ کروں گا؛ مگر ان میں سے تیرے چنے ہوئے بندے (وہ محفوظ رہیں گے)

اس کے بعد ابلیس نے اللہ تعالیٰ سے یہ درخواست کی کہ مجھے انسان کا شکار کرنے کے لیے ایک مضبوط جال کی ضرورت ہے جس میں پھنسنے کے بعد وہ نکل نہ سکے، اللہ نے شیطان کے سامنے مختلف جالیں پیش فرمائیں:

(۱) اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے شیطان کے سامنے سونے، چاندی اور گھوڑوں کی جال پیش فرمائی کہ تو ان چیزوں کے ذریعہ لوگوں کو گمراہ کر سکتا ہے؛ لیکن شیطان

کہنے لگا: یہ جال ہے تو اچھا؛ لیکن جیسا چاہیے ویسا نہیں ہے اور اس نے اپنا منہ چڑھا لیا۔

(۲) پھر اللہ تعالیٰ نے شیطان کے سامنے کانوں میں سے نکلنے والے قیمتی جواہرات پیش کیے۔

شیطان نے کہا: اس سے بہتر مجھے کوئی جال چاہیے۔

(۳) اللہ نے شیطان کو میٹھے تیل، چربی دار کھانے، مہنگی شراب، قیمتی ریشمی کپڑے دکھائے کہ اس جال کو پسند کر لے۔

شیطان نے کہا: میں اس سے بھی مضبوط جال چاہتا ہوں کہ انسان کو ایسی مضبوط رسی میں باندھوں کہ وہ توڑ نہ سکیں اور توڑ کر تیرے دروازے کی طرف دوڑ نہ سکیں۔

(۴) پھر اللہ نے شیطان کے سامنے شراب اور جنگ کے سامان دکھلائے۔

ان سامان کو دیکھ کر شیطان آدھا خوش ہوا اور کچھ مسکرایا اور کچھ سمجھا کہ یہ جال پہلی جالوں سے بہتر ہے؛ یعنی لوگوں کو لڑوا کر جھگڑوا کر ظالموں سے بے کسوں کا قتل کروا کر میرا کچھ کام چلے گا؛ مگر ان چیزوں سے شیطان آدھا ہی خوش ہوا، پورا خوش نہ ہوا، شیطان اس سے بھی بڑی کوئی بھاری چیز چاہتا تھا، شیطان کی نئی درخواست یہ تھی کہ: اللہ مجھے کوئی ایسا مضبوط جال دیجیے جس سے لوگوں کا معاملہ ختم ہی ہو جائے اور میں لوگوں کے منہ میں ایسی لگام لگا دوں کہ ان کو جدھر چاہوں ادھر کھینچتا پھروں اور وہ اس سے اپنا سر ادھر اُدھر پھرا بھی نہ سکیں۔

(۵) اخیر میں اللہ نے شیطان کو عورتوں کا حسن و جمال دکھایا جو مردوں کی عقل اور صبر کو ختم کر دیتا ہے۔

جب شیطان کو عورتوں کا حسن و جمال دکھایا گیا تو ناچنے لگا، چٹکیاں بجانے لگا اور شیطان سمجھ گیا کہ میں اپنے مقصد میں کامیاب ہوگیا، عرض کرنے لگا: اللہ یہ جال مجھے جلدی دے دیجیے؛ اس لیے کہ شیطان نے دیکھا کہ:

عورت کی آنکھیں ایسی خمار سے بھری ہوئی ہیں کہ انسان کی عقل پر خمار کا پردہ پڑھ جاتا ہے

اور عورتوں کے گالوں کی صفائی اور خوب صورتی دلوں کو جھلس کر رکھ دیتی ہے جس طرح حرمل آگ میں جلائی جاتی ہے (حرمل کو عود کی طرح جلایا جاتا ہے)۔

اور شیطان نے یہ دیکھا کہ ان کا چہرا، ان کی چمڑی، ان کی بھنویں اور عقیق جیسے لال لال ہونٹ اس طرح چمک رہے ہیں جیسے سورج باریک پردے کے پیچھے سے چمک رہا ہو۔

اور عورت کا جسم ایسا ہے جیسے کہ ''سرو'' کا درخت چمن میں جھوم رہا ہو۔

اور چہرا یاسمین اور نسترن کے پھول کی طرح ہے۔

جب شیطان نے یہ چیز دیکھی تو اچھل پڑا اور کہنے لگا کہ: بس بس! یہ میرے لیے کافی وشافی ہے۔

یہ واقعہ علامہ رومیؒ نے مثنوی میں اور مثنوی سے حضرت مولانا ادریس صاحب کاندھلویؒ نے سیرتِ مصطفی میں نقل فرمایا ہے۔

جیل میں حسنِ سلوک

حضرت یوسف علیہ السلام نے جیل میں بھی دوسرے قیدیوں کے ساتھ حسنِ سلوک

کا برتاؤ کیا، جیل میں آنے والے قیدیوں کو تسلی دینا، ان کی دینی ودنیوی ضروریات پورا کرنے کی فکر کرنا یہ سب جیل میں بھی جاری رہتا، کوئی بیمار ہوتا اس کی عیادت وخدمت کرتے، لوگوں کو صبر کی بات کہتے، جیل سے چھوٹ جائیں گے ایسی امیدیں دلاتے، خود تکلیف اٹھا کر دوسروں کو آرام دیتے، رات بھر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے، جیل کے افراد اور دوسرے قیدی لوگ بھی آپ سے بہت خوش رہتے تھے؛ بلکہ جس وقت آپ کو جیل سے چھٹکارا ملا، سب جیل والوں کے لیے دعا کی، اللہ کے نیک بندے کچھ اس طرح ہوا کرتے ہیں کہ جیل ہو یا باہر کی دنیا ہو ہر جگہ اچھے اخلاق سے پیش آتے ہیں۔

دین کی دعوت ہر جگہ ہر حال میں

اللہ کے جو مخلص داعی بندے ہوتے ہیں ہر جگہ دین کی دعوت کی ان کو دھن لگی رہتی ہے، حضرت یوسف علیہ السلام نے جیل میں بھی دین کی دعوت کا کام کیا، ہمارے یہاں سورت میں ایک مرزا اسماعیل تھے، انتقال کر گئے، غیر مسلموں میں اسلام کی دعوت کی اچھی محنت کرتے تھے، اسلام کی معلومات غیر مسلم حاصل کر سکیں اس نیت سے آپ نے ایک بورڈ بھی لگا رکھا تھا۔

اسلامی سینٹر کے بورڈ کی وجہ سے حکومتی خفیہ ایجنسیوں کی نظریں بھی لگی رہتی تھیں، ایک مرتبہ ایک سی بی آئی کا افسر ان کے بورڈ پر سے پتہ اور نام لکھ رہا تھا، ایک دوسرے بھائی نے یہ چیز دیکھ لی، انھوں نے بعد میں مرزا صاحب مرحوم کو ڈرانے کے انداز میں اس کا تذکرہ کیا کہ فلاں سی بی آئی کا آدمی اس بورڈ سے پتہ نقل کر رہا تھا۔

مرزا صاحب نے ان کی بات سن کر بہت اطمینان سے جواب دیا کہ: بھئی! وہ

کیا کرے گا، پکڑ کر جیل میں لے جائے گا اور مجھے تو توحید کی دعوت کا کام کرنا ہے، ابھی باہر کر رہے ہیں، جیل میں لے جائیں گے تو جیل میں کریں گے۔

یہ ہے ایک داعی کی دھن! ہر وقت ہر حال میں اپنی دعوت وتبلیغ کی ذمے داری کو سب سے مقدم رکھے، اپنے پاس کوئی کسی دوسرے کام کے لیے بھی آوے تو پہلے اس کو دین کی دعوت دے ہی دیوے۔

تکلیف والی باتیں بتانے کا طریقہ

يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ اَمَّآ اَحَدُكُمَا فَيَسْقِيْ رَبَّهٗ خَمْرًا ۚ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ ۭ قُضِيَ الْاَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ ۝۴۱

ترجمہ: اے میرے جیل کے دونوں ساتھیو! تم دونوں میں سے ایک (جیل سے چھوٹ کر) اپنے مالک کو شراب پلایا کرے گا اور دوسرے کو سولی دی جائے گی، سو پرندے اس کے سر میں سے نوچ نوچ کے کھائیں گے، جو بات تم پوچھ رہے تھے اس کا فیصلہ اسی طرح (مقدر) ہو چکا ہے۔

دوسرا ترجمہ: جس بات کی تم تحقیق کرنا چاہتے تھے وہ اب اسی طرح ہو کر رہے گا (یعنی جس طرح تعبیر بتائی ہے اسی طرح ہوگا، چاہے خواب سچا تھا یا میرے امتحان کے لیے خواب گھڑ لیا تھا)۔

اس آیت سے ایک ادب سیکھنے کو ملا کہ اگر کوئی بات ایسی ہو یا کوئی معاملہ ایسا ہو کہ اس سے سامنے والے کو تکلیف ہوگی، طبیعت میں ناگواری ہوگی اور اس کو بتلانا بھی ضروری ہے تو سامنے والے کے سامنے اس انداز میں بیان کرو کہ اس کو تکلیف کم سے کم

پہنچے، جیسے اس آیت میں خواب کی تعبیر سے ظاہر ہورہا ہے کہ کسی ایک شخص کو موت کی سزا ہونے والی ہے، یوسف علیہ السلام کو معلوم بھی تھا، خواب میں بات ظاہر تھی، پھر بھی آپ نے کھل کر نام نہیں بتایا۔

بہت سی مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ اس طرح کی بات سن کر انسان الجھنوں اور ٹینشنوں کا شکار ہوجاتا ہے اوراس کی وجہ سے مصیبتوں کا احساس زیادہ ہونے لگتا ہے؛ بلکہ بڑی بیماریوں کے بدن میں آجانے کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

بعض لوگ جان بوجھ کر چھوٹی بات کواس طرح بڑی کر کے پیش کرتے ہیں کہ سامنے والا اس کی وجہ سے کسی الجھن میں پڑ جاوے، اس پر مجھے ایک واقعہ یاد آ گیا:

بات پیش کرنے کا غلط انداز

ایک دین دار عورت نے ایک مدرسے کے مہتمم صاحب کوان کی امید سے بڑی رقم چندے میں پیش کی، اس مہتمم صاحب نے مدرسہ پہنچ کر ایک ٹیلی گرام کر کے شکریہ ادا کیا، اس وقت تیز رفتاری سے تحریر پہنچانے کا وہی ایک ذریعہ تھا، جس وقت ٹیلی گرام پہنچا وہ عورت گھر میں نہیں تھی، جب گھر پہنچی تو ان کے بھائی نے ایک ایسے انداز سے کہنا شروع کیا کہ ٹیلی گرام آیا، ٹیلی گرام آیا، اوراس زمانے میں دور سے انتقال کی خبریں بھی اس طرح آیا کرتی تھیں، وہ بے چاری ٹیلی گرام کا لفظ سنتے ہی ایک دم ٹینشن میں آ گئی، پھر اس نے ٹیلی گرام پڑھا، خود اس عورت کو انگریزی زبان سے واقفیت تھی تو اس کا مضمون تو کوئی غم کی خبر کا نہیں تھا؛ بلکہ ایک اچھا مضمون تھا؛ لیکن بعض لوگ اس طرح سامنے والے کو خواہ مخواہ الجھن میں ڈال دیتے ہیں۔

تکلیف سے چھٹکارا پانے کے لیے جائز کوشش کرنا یہ نبیوں کی سنت ہے

وَقَالَ لِلَّذِيْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ

ترجمہ: اور ان دونوں (جیل کے ساتھیوں) میں سے جس کے بارے میں یوسف علیہ السلام کا خیال تھا کہ وہ چھوٹ کر جانے والا ہے اس سے یوسف علیہ السلام نے کہا کہ: (جب تو چھوٹ کر جاوے تو) تیرے مالک (یعنی بادشاہ) سے میرا تذکرہ کرنا (یعنی یہ کہ جیل میں ایک بے قصور یوسف ہے)۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مصیبت سے چھٹکارا پانے کے لیے کسی انسان کو واسطہ بنانا، کسی کے ذریعہ سفارش کرنا، جائز کوشش کرنا کوئی توکل کے خلاف نہیں، یہ بھی نبیوں کا طریقہ ہے۔

اولاد کی اصلاح کی ایک بہترین تدبیر

قَالَ هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَيْهِ اِلَّا كَمَآ اَمِنْتُكُمْ عَلٰٓى اَخِيْهِ مِنْ قَبْلُ ؕ فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا ۪ وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۶۴﴾

ترجمہ: ابا جان نے کہا: کیا اس (بنیامین) کے بارے میں تم پر ویسا ہی بھروسہ کروں جیسا بھروسہ اس (بنیامین) کے بھائی (یوسف کے) بارے میں میں نے (تم پر) اس سے پہلے کیا تھا؟ سو اللہ تعالیٰ ہی بہتر حفاظت کرنے والے ہیں اور وہ (اللہ) رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

قَالَ لَنۡ اُرۡسِلَهٗ مَعَكُمۡ حَتّٰى تُؤۡتُوۡنِ مَوۡثِقًا مِّنَ اللّٰهِ لَتَاۡتُنَّنِىۡ بِهٖۤ اِلَّاۤ اَنۡ يُّحَاطَ بِكُمۡ‌ ۚ فَلَمَّاۤ اٰتَوۡهُ مَوۡثِقَهُمۡ قَالَ اللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوۡلُ وَكِيۡلٌ ۝۶۶

ترجمہ: یعقوب (علیہ السلام) نے فرمایا کہ: میں اس (بنیامین) کو تمھارے ساتھ ہرگز نہیں بھیج سکتا، جب تک اللہ تعالیٰ کے نام سے (قسم کھا کر کے) پکا عہد کرو کہ اس (بنیامین) کو ضرور واپس لاؤ گے؛ مگر یہ کہ تم سب بے بس ہو جاؤ، پس جب ان سب (بیٹوں) نے ان (یعقوب علیہ السلام) کے سامنے پکا عہد کیا تو یعقوب (علیہ السلام) نے کہا کہ: جو بات ہم نے (آپس میں) کہی ہے اللہ تعالیٰ اس پر گواہ ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے جو گناہ کیے تھے وہ بڑے خطرناک تھے:

(۱) ابا کے سامنے جھوٹ بولے۔

(۲) دھوکے سے بھائی کو تفریح کے نام پر کنویں میں ڈالنے لے گئے۔

(۲) چھوٹے معصوم بھائی پر ظلم کیا۔

(۴) بوڑھے ابا کو بہت تکلیف پہنچ رہی تھی اس کی پرواہ نہیں کی۔

(۵) حضرت یوسف علیہ السلام کو۔ جو آزاد تھے۔ بیچ دیا۔

اِن میں سے بہت سارے مظالم کے بارے میں حضرت یعقوب علیہ السلام کو معلوم بھی تھا، پھر بھی حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی اولاد سے تعلقات ختم نہیں کیے، ان کو گھر سے نکال نہیں دیا؛ بلکہ ان کو اپنے ہی ساتھ رکھا، اس سے معلوم ہوا کہ اولاد اگر اس طرح برائی میں مبتلا ہوں تو ان کی اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے، گھر سے نکال دینے سے یا تعلق توڑ دینے سے اصلاح وتربیت کا کام بند ہو جاتا ہے، حضرت یعقوب علیہ السلام کی اس حکمت کی برکت سے ایک وقت آیا کہ اولاد نے گناہ سے توبہ کی، ان کو بڑی

ندامت ہوئی اور پھر سے پورا گھرانہ خوش وخرم محبت کی زندگی گذارنے لگا۔

ہاں! اگر اولاد کی ایسی حالت ہوجائے کہ اصلاح کی کوشش کے باوجود وہ سدھرتی نہ ہوں اور سیدھے راستے پر کسی طرح نہ آویں اور ان کے ساتھ تعلق باقی رکھنے میں دوسروں کے دین کا نقصان ہو، ایسا خطرہ ہوتو ایسے وقت میں ان سے تعلق کو ختم کردینا مناسب ہے۔

ہے یہ ثمرِ شجرِ طوبہ کا

مصر میں ایک مرتبہ حضرت یوسف علیہ السلام اپنا تعارف کتنے پیارے انداز میں بیان فرماتے ہیں! قرآن کہتا ہے:

وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِیْٓ اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ ؕ مَا كَانَ لَنَآ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ ؕ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَیْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْكُرُوْنَ ﴿۳۸﴾

ترجمہ: اور میں تو میرے باپ دادا: ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب (علیہم السلام) کے دین پر چلتا ہوں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانے کا ہم کو بالکل حق نہیں ہے، یہ (ایمان کا نصیب ہونا) تو اللہ تعالیٰ کا ہم پر اور لوگوں پر احسان ہے؛ لیکن اکثر لوگ (اللہ تعالیٰ کا) شکر ادا نہیں کرتے۔

یہ آیت بتلا رہی ہے کہ اگر ماں باپ نیک ہوں، دین دار ہوں تو اولاد کو بھی اچھی، نیکی اور بھلائی کی باتیں سیکھنے کو ملتی ہیں اور اولاد کو بھی چاہیے کہ والدین جو بھی اچھی بات سکھائے اس پر عمل کریں، حضرت یوسف علیہ السلام صاف صاف کہہ رہے ہیں:

میرے ابا یعقوب علیہ السلام، میرے دادا اسحاق علیہ السلام اور میرے پردادا ابراہیم علیہ السلام کی طرف سے جو طریقہ اور جو دین مجھے ملا ہے اسی پر عمل کروں گا۔

اولاد ایسی نیک اور فرمابردار ہونی چاہیے۔

موجودہ زمانے کی دکھ بھری داستان

آج تو یہ حال ہے کہ نیک اور دین دار ماں باپ جوان اولاد کو کوئی نیکی کی بات کہتے ہیں تو منہ پر جواب دے کر نافرمانی کرتے ہیں اور ادھر حضرت یوسف علیہ السلام سکھا رہے ہیں کہ اگر تمھارے ماں باپ نیک ہیں، دین دار ہیں اور وہ تم کو کوئی نیکی کی بات سکھائے تو تم مان لو اور عمل کرو، اگر تم ان کی بتلائی ہوئی نیک بات پر عمل کروگے تو تم کو اس سے دنیا میں بھی عزت ملے گی اور آخرت میں بھی عزت حاصل ہوگی۔

دو کان دینے کی ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے

ہاں! اگر ماں باپ دین دار نہیں ہیں اور دین اور شریعت کے خلاف کوئی بات کہے تو اس کو مت مانو، اس پر عمل مت کرو، دین کے خلاف، شریعت کے خلاف، اسلام کے خلاف، قرآن وحدیث کے احکام کے خلاف کوئی بات ہو تو اس کو نہیں ماننا چاہیے۔

خاص طور پر خاندان میں جو رسم ورواج چل رہے ہو ان پر تو بالکل عمل نہیں کرنا چاہیے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے کتنی پیاری بات ارشاد فرمائی:

مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ

ترجمہ: اس (اللہ تعالیٰ) کو چھوڑ کر چند بے حقیقت ناموں کی تم عبادت کرتے ہو جو تم نے اور تمھارے باپ داداؤں نے رکھ لیے، اللہ تعالیٰ نے ان (کے معبود ہونے) کی کوئی دلیل نہیں اتاری۔

یعنی جو بات دین کی نہیں ہوتی، شریعت کی نہیں ہوتی، والدین اگر اس کا حکم دیں تو ہم اس پر عمل تو نہیں کریں گے؛ لیکن سامنے کوئی کڑوا جواب بھی نہیں دیں گے۔

والدین کی اس طرح خلاف شریعت بات پر نرمی سے شفقت سے ان کو سمجھاؤ، نہ مانیں تو حجت بازی نہ کرو؛ بلکہ یوں سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ نے دو کان شاید اسی لیے دیے تھے کہ اس طرح کی بات ایک کان سے سن لیں تو دوسرے سے نکال سکیں۔

گھریلو کام کاج میں والدین کا ہاتھ بٹانا

ایک اور خاص نصیحت کی بات جو آیتِ کریمہ سے نکلتی ہے وہ یہ کہ بیٹے اور بیٹی کو گھر کے کام کاج میں والدین کی مدد کرنا چاہیے اور ماں باپ کے ساتھ اس سلسلے میں مشورہ بھی کرنا چاہیے، گھر میں کوئی تکلیف ہو تو اس کو کیسے حل کریں، کیسے سلجھائیں؛ اس لیے گھر میں مشورہ کر کے کام کرنا چاہیے، آیت نمبر ۶۳ میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات نقل فرمائی:

فَلَمَّا رَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْهِمْ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ فَاَرْسِلْ مَعَنَآ اَخَانَا نَكْتَلْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۝۶۳

ترجمہ: پھر جب وہ (بھائی) لوگ لوٹ کر اپنے ابا کے پاس پہنچے تو کہنے لگے: اے ہمارے ابا جان! ہم کو غلہ دینے سے انکار کر دیا گیا ہے، سو آپ ہمارے ساتھ ہمارے بھائی کو (مصر) بھیجیے؛ تاکہ ہم (پھر سے) غلہ لے کر کے آویں اور ہم ہمارے

بھائی (بنیامین) کی پوری حفاظت کریں گے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کے گھر میں اناج کا مسئلہ تھا اور مصر کے بادشاہ نے اناج دینے سے انکار کر دیا تھا کہ جب تک تمھارے چھوٹے بھائی بنیامین کو نہیں لاؤ گے اناج نہیں دیا جائے گا۔

بھائیوں نے ابا جان کے ساتھ بیٹھ کر مشورہ کیا کہ ابا جان! بھائی بنیامین کو ہمارے ساتھ مصر بھیجو؛ تاکہ گھر کے لیے ہم اناج لا سکیں، تو والدین کو صحیح مشورہ دے کر اپنے گھر کے مسئلے کو حل کرنے میں ان کی مدد کرنا یہ بھی اولاد کی ذمے داری بنتی ہے، خود ہمارے حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھریلو کام کاج میں تعاون فرماتے تھے۔

صحیح، سچی بات کا اظہار اعتماد پیدا کرتا ہے

والدین کو چاہیے کہ گھریلو معاملے میں بھی جو صحیح اور سچی بات ہو وہ اپنی اولاد کو بتلا دیں اور اولاد کو بھی چاہیے کہ جو حقیقت کی بات ہو اس سے والدین کو واقف کر دیں، دونوں طرف سے سچی بات کرنی چاہیے، اس طرح عمل کرنے میں والدین کا بھی فائدہ ہے اور اولاد کی بھی بھلائی ہے، اولاد کے دل میں اطمینان ہوگا تو ماں باپ کی محبت اور عظمت بھی بڑھے گی۔

دیکھیے! کتنی پیاری بات کہی:

قَالُوۡا يٰۤاَبَانَا مَا نَبۡغِىۡ ؕ هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتۡ اِلَيۡنَا ۚ وَنَمِيۡرُ اَهۡلَنَا وَنَحۡفَظُ اَخَانَا وَنَزۡدَادُ كَيۡلَ بَعِيۡرٍ ؕ ذٰ لِكَ كَيۡلٌ يَّسِيۡرٌ ﴿۶۵﴾

ترجمہ: وہ (بھائی لوگ تعجب اور خوشی سے) کہنے لگے کہ: اے ہمارے ابا!

ہمیں اور کیا چاہیے؟ کہ یہ ہمارا سرمایہ ہم کو واپس کر دیا گیا اور (اب کی دفعہ پھر جا کر) ہمارے گھر والوں کے لیے (دوسرا) غلہ لائیں گے اور ہم ہمارے بھائی کی حفاظت کریں گے اور ایک اونٹ پر جتنا غلہ آسکے اتنا اور زیادہ غلہ ہم لائیں گے، یہ غلہ تو (جو ابھی پہلے سفر میں لائے) تھوڑا ہے۔

اور آیت نمبر ۸۱ میں بھی یہی بات ارشاد فرمائی:

اِرْجِعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْكُمْ فَقُوْلُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ۚ وَمَا شَهِدْنَآ اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حٰفِظِيْنَ ﴿۸۱﴾

ترجمہ: (جو بھائی مصر میں رہ گیا وہ کہنے لگا) تم (باقی نو بھائی) تمھارے ابا کے پاس واپس جاؤ اور کہو کہ: اے میرے ابا! یقیناً تمھارے (دوسرے لاڈلے) بیٹے نے تو چوری کی اور جو بات ہمارے علم میں آئی اسی کی ہم خبر دیتے ہیں اور چھپ کر (غائبانہ) کوئی بات ہو اس پر دھیان رکھنا ہمارے بس میں نہیں تھا۔

اسی لیے صاف صاف بات کرنا چاہیے اور گول گول، بناوٹ کی الٹی سیدھی باتیں اگر ماں باپ اولاد کو بتائیں گے تو ان کے دل سے ماں باپ پر سے بھروسہ ختم ہو جائے گا اور اولاد کو بھی چاہیے کہ والدین کے سامنے صحیح حقیقت بتلا دیوے، کوئی بناوٹ، سیاست والدین کے ساتھ نہ کھیلیں۔

والدین کے لیے رحمت بنو، زحمت نہ بنو

بہت سی مرتبہ ماں باپ ٹینشن میں ہوتے ہیں، کسی الجھن کا شکار ہوتے ہیں ایسے وقت میں اولاد کو چاہیے کہ ان کا ٹینشن زیادہ نہ کرے؛ بلکہ کم کرنے کی فکر کریں،

حضرت یعقوب علیہ السلام کو بہت بڑا ٹینشن گھر میں اناج نہ ہونے کا تھا کہ کھانے کا سامان بھی نہیں ہے اور خریدنے کے لیے پیسہ بھی نہیں ہے تو بیٹوں نے ابا جان کو بتلایا کہ: ابا جان! آپ فکر مت کرو، ہم پہلی مرتبہ جو پیسے لے کر مصر گئے تھے وہ ہم کو واپس کر دیے گئے ہیں، اسی پیسوں سے ہم دوبارہ اناج خرید سکتے ہیں، تو اولاد کو ماں باپ کی الجھن میں اضافہ نہیں کرنا چاہیے؛ بلکہ اس کو ختم کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

آج تو ایسا زمانہ آ گیا ہے کہ ماں باپ ایک ٹینشن میں ہوتے ہیں اور جوان اولاد نئے نئے ٹینشن کھڑے کر دیتی ہے، آج اگر اپنے ماں باپ کو دکھ دو گے تو کل تمھاری اولاد بھی تم کو پریشان کرے گی، اللہ ہمارے جوان بھائی بہنوں کو صحیح سمجھ عطا فرمائے۔

اولاد کے دلوں میں باہمی الفت ومحبت کے بیج بونا: والدین کی اہم ذمے داری

پھر ماں باپ کی ایک بہت ہی بڑی ذمے داری یہ بھی بنتی ہے کہ اپنی اولاد کو آپس میں محبت سے رہنے کی تاکید کریں۔

آج کے زمانے کی یہ بھی ایک بہت بڑی ضرورت ہے کہ ماں باپ بیٹے، بیٹی کو نصیحت کریں اور سمجھائیں بھی کہ تم آپس میں پیار، محبت سے رہو، لڑائی جھگڑوں سے دور رہو اور ان کے حق میں دعائیں بھی کریں۔

بدگمانی سے بچاؤ

بہت سی مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص سچائی پر ہے؛ لیکن موقع ایسا ہوتا ہے کہ

دیکھنے والوں کو گناہ کا شک ہوسکتا ہے یا ناحق ہونے کا شک ہوتا ہے تو دیکھنے والوں کو صحیح صورتِ حال بتلا دینی چاہیے؛ تاکہ دیکھنے والا بدگمانی کے گناہ میں نہ پڑے، حدیث میں آتا ہے کہ نبیٔ کریم ﷺ اپنی زوجۂ محترمہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ تھے، دو شخص وہاں سے گذرے، نبیٔ کریم ﷺ نے دور سے فرمایا: میرے ساتھ میری بیوی صفیہ ہے۔

اس پر وہ دونوں حضرات عرض کرنے لگے کہ: اے اللہ کے رسول! کیا آپ کے بارے میں کسی کو کوئی بدگمانی ہوسکتی ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ہاں! شیطان انسان کی ہر رگ میں سرایت کرتا ہے، ہوسکتا ہے کہ کسی کے دل میں شبہ ڈال دے۔

گویا خود نبیٔ کریم ﷺ نے یہ بھی ایک طرح کی شفقت ہی فرمائی؛ لہٰذا ہم کو بھی اس سے ایک سبق ملتا ہے کہ جہاں کسی کو بدگمانی پیدا ہونے کا ذرا سا بھی امکان ہو تو وضاحت کر دینی چاہیے؛ تاکہ سامنے والا گناہ میں نہ پڑے اور ایسے سب کے لیے یہ نصیحت ہے کہ خواہ مخواہ بدگمانی نہ کرتے رہیں۔

بعض مرتبہ لوگوں کی بدگمانی سراسر غلط ہی ہوتی ہے؛ لیکن پھر بھی ایسی تدبیر کرو کہ لوگ ہماری وجہ سے بدگمانی میں نہ پڑ جاویں، نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا کہ: تہمت کی جگہوں سے بچو؛ یعنی ایسے حالات اور ایسی جگہوں سے بھی خود کو بچاؤ جن میں کسی کو ہمارے اوپر تہمت لگانے کا موقع مل جاوے اور خاص طور پر جو ذمے دار حضرات ہیں، علما ہیں ان کو ڈبل احتیاط کرنا چاہیے، جیسے خود نبیٔ کریم ﷺ کا واقعہ ہمارے سامنے ہے اور خود حضرت یوسف علیہ السلام نے بھی جیل سے باہر نکلنے کے لیے سامنے سے دعوت ملی، خود بادشاہ نے آپ کو بلایا پھر بھی آپ نے جیل سے نکلنے سے پہلے یہ کوشش کی کہ کچھ لوگوں کو ان

کے بارے میں جو شک و بدگمانی ہو سکتی تھی وہ سب ختم ہو جائے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسْـَٔلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِيْ قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ ؕ اِنَّ رَبِّيْ بِكَيْدِهِنَّ عَلِيْمٌ ﴿۵۰﴾ قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ اِذْ رَاوَدْتُّنَّ يُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوْٓءٍ ؕ قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ الْـٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ ۫ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۵۱﴾ ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّيْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ كَيْدَ الْخَآئِنِيْنَ ﴿۵۲﴾

ترجمہ: اور بادشاہ نے (تعبیر سن کر) فرمایا کہ: اس (یوسف) کو (جیل سے نکال کر) میرے پاس لاؤ، سو جب (بادشاہ کا) قاصد یوسف (علیہ السلام) کے پاس پہنچا، تو یوسف (علیہ السلام) نے (قاصد سے) فرمایا: تو تیرے مالک (بادشاہ) کے پاس واپس جا اور تو اس (بادشاہ) کو پوچھ: جن عورتوں نے اپنے ہاتھ کاٹ دیے تھے ان کی حقیقت کیا ہے؟ یقیناً میرے رب تو ان عورتوں کے سب فریب کو خوب اچھی طرح جانتے ہیں ﴿۵۰﴾ اس (بادشاہ) نے ان (عورتوں کو بلوا کر ان) سے پوچھا: تم نے جب یوسف کو پھسلانے کی کوشش کی تھی، اس واقعہ کی (صحیح) حقیقت کیا ہے؟ تو عورتیں کہنے لگیں: حاشَ للہ! (یعنی اللہ تعالیٰ تو پاک ہے یا یوسف اللہ کے لیے گناہ سے دور رہے) ہم کو اس (یوسف) میں ذرا بھی برائی معلوم نہیں ہوئی (سچی بات جب سب پر کھل ہی گئی تو) عزیز کی بیوی (حقیقت کو ظاہر کرتے ہوئے) کہنے لگی: میں نے ہی اپنی خواہش پوری کرنے کے لیے اس (یوسف) کو پھسلایا تھا اور یقیناً وہ (یوسف) تو سچے لوگوں میں سے ہے ﴿۵۱﴾

(جب یوسف علیہ السلام نے اس سچائی کے ظاہر ہونے کی خبر جیل میں سنی تو کہا) میں نے یہ تحقیق اس لیے کرائی کہ عزیز جان لیوے کہ میں نے اس کی غیر حاضری میں (اس کی بیوی سے) کوئی خیانت (دغابازی) نہیں کی، یقیناً اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کے فریب کو نہیں چلنے دیتے ﴿۵۲﴾

اولاد کو امکانی خطرات سے بھی بچاؤ

یہ بڑا فتنے کا زمانہ ہے، بھائی، بھائی کے درمیان، بہن، بہن کے درمیان، بھائی اور بہن کے درمیان آپس میں جھگڑے ہو رہے ہیں تو ماں باپ کو اس سلسلے میں خاص دھیان اور توجہ دینی چاہیے کہ اولاد آپس میں جوڑ کے ساتھ پیار ومحبت کے ساتھ رہیں، حضرت یعقوب علیہ السلام نے اسی نکتے کو مدِ نظر رکھتے ہوئے فرمایا:

وَقَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ؕ

ترجمہ: اور (مصر کے لیے روانگی کے وقت) یعقوب (علیہ السلام) نے کہا: اے میرے بیٹو! تم سب (مصر میں) ایک دروازے سے داخل مت ہونا اور بلکہ تم جدا جدا دروازوں سے داخل ہونا۔

ایک ہی دروازے سے داخل ہونے میں ''بدنظر'' کا خطرہ تھا۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کے یہ تمام بیٹے ماشاءاللہ! نوجوان، صحت مند قد اور اور خوب صورت تھے، سب کی وجاہت (Personality) بڑی عمدہ تھی اور جب اس طرح کسی کو یہ معلوم ہو کہ یہ سب ایک ہی باپ کی اولاد ہے تو بدنظر لگ جانے کا خطرہ رہتا ہے؛ اس لیے حفاظتی تدبیر بھی حضرت یعقوب علیہ السلام نے ارشاد فرمائی۔

بری نظر لگنا حق ہے

انسان کو انسان کی نظر لگ سکتی ہے یہ حق بات ہے، نظر لگنے سے انسان اور جانور کو تکلیف پہنچ سکتی ہے، نقصان بھی ہوسکتا ہے، حدیث شریف سے تو یہاں تک پتہ چلتا ہے کہ بدنظر لگنے سے انسان ایسا بیمار ہوسکتا ہے جو موت تک پہنچانے کا ذریعہ بن جائے۔

بری نظر لگ جانے کا علاج

اس لیے حدیث شریف میں فرمایا: جب کسی شخص کو کسی دوسرے کی جان و مال یا کوئی تعجب پیدا کرنے والی اچھی بات نظر آئے تو چاہیے کہ اسی وقت دعا کر دیوے کہ اللہ تعالیٰ اس میں برکت عطا فرماوے۔

اسی طرح حدیث شریف میں یہ علاج بھی آیا ہے کہ نظر لگانے والے کے ہاتھ پاؤں اور چہرے کو دھلوا کر، وضو کروا کر اس کا استعمال کیا ہوا پانی کسی برتن میں جمع کریں اور جس پر نظر لگی ہے اس کے بدن پر ڈال دینا چاہیے، اس سے نظر بد کا اثر ختم ہوجاتا ہے۔

اسی طرح حدیث شریف سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ کسی کی کوئی اچھی چیز دیکھے تو ''ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ'' پڑھ لیوے اس سے بھی نظرِ بد سے حفاظت ہوتی ہے۔

سورۂ نون کی آخری آیت اور مرچ والا عمل

ایسے قرآنِ مجید میں سورۂ نون میں آیت:

وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ۝۵۱ وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝۵۲

ترجمہ: اور جن لوگوں نے کفر اپنا لیا ہے جب وہ (قرآنی) نصیحت سنتے ہیں تو ایسا لگتا ہے کہ وہ اپنی تیز آنکھوں سے تم کو پھسلا کر گرا دیں گے اور وہ یوں کہتے ہیں کہ: یہ شخص تو دیوانہ ہے؛ حالاں کہ وہ (قرآن) تو تمام عالم کے لوگوں کے لیے نصیحت ہی نصیحت ہے۔

حضرت خواجہ حسن بصریؒ سے منقول ہے کہ اگر کسی کو کسی انسان کی بری نظر لگ جاوے تو یہ آیت سورت کے ختم تک پڑھ کر دم کر دیوے تو ان شاء اللہ! شفا ہو جائے گی۔

مکہ میں ایک شخص نظر لگانے میں بڑا ماہر تھا، اونٹ یا کسی جانور کو نظر لگا دیتا تو وہ مرجاتے تھے، مکہ کے کافر جو نبیٔ کریم ﷺ کے سخت دشمن تھے انھوں نے اس شخص کو بلایا؛ تا کہ وہ حضور ﷺ پر بری نظر لگائے، اس نے بہت کوشش کی؛ لیکن اللہ تعالیٰ نے نبیٔ کریم ﷺ کی حفاظت فرمائی اور اس موقع پر اللہ نے یہ آیت اتاری۔

اسی طرح نظر اتارنے کا ایک عمل اور بھی ہے: لال سوکھی مرچ سالم تین یا پانچ یا سات یا گیارہ عدد لے کر ہر ایک پر بسم اللہ سمیت سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کیا جاوے، پھر وہ مرچ مریض کے سر سے پیر تک پورے بدن پر سات مرتبہ گھما کر جلا دی جائیں، مرچ جلنے کی جو بدبو ہوتی ہے اس میں کمی ہو یا بالکل نہ ہو تو یہ نظرِ بد کے اثر باقی رہنے کی علامت ہے، مرچ جلنے کی اصلی بو آئے وہاں تک بار بار متعدد مرتبہ کیا جائے تو اس سے بھی ان شاء اللہ! شفا ہو جائے گی۔

مکان کا الگ ہونا دلوں کے جوڑ میں رکاوٹ نہ بنے

وَقَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ؕ

اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اولاد شادی کے بعد الگ الگ رہنے چلی جائے؛لیکن ان کے دل آپس میں جڑے ہوئے ہوں، دلوں میں آپس میں محبت ہو، شادی کے بعد بہن اپنے شوہر کے ساتھ زندگی گذار رہی ہے، بھائی اپنی بیوی کے ساتھ زندگی بسر کررہا ہے، الگ الگ گھر ہے پھر بھی بھائی بہنوں میں آپس میں محبت ہو، جوڑ ہو، ماں باپ کو اس کی محنت کرنی چاہیے، اس کی نصیحت اور دعا بھی کرنی چاہیے کہ:

اے اللہ! ہماری اولاد میں آپسی پھوٹ نہ ہو، جھگڑا نہ ہو۔

ورنہ دیکھیے! آج سماج میں کتنی بہنیں ایسی ہیں اور کتنے بھائی بہن ایسے ہیں جو برسوں کے برس گذر جانے کے بعد بھی نہ سلام، مصافحہ ہے، نہ ملاقات کا نام ونشان، نہایت دکھ کی بات ہے۔

ایسے آج کے حالات میں جہاں مناسب معلوم ہو وہاں شادی کے کچھ بعد بچوں کو الگ الگ مکان میں رکھنا یہ مناسب معلوم ہوتا ہے، اس میں دینی ودنیوی بہت ساری مصلحتیں ہیں۔

قطع رحمی: شبِ قدر میں بھی مغفرت سے محرومی کا سبب ہے

یہ قطع رحمی اور آپس میں تعلقات کا کاٹنا بڑا خطرناک ہے، حدیث شریف میں ہے کہ شبِ قدر جیسی مبارک گھڑیاں انوارات اور برکات کی بارش کا وقت ہوتا ہے؛ مگر جن کے تعلقات آپس میں کٹے ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ایسی مبارک رات میں بھی ان کو معاف نہیں کرتے۔ کتنی بڑی محرومی ہے؟

شادی کے بعد ضرورت کے مطابق الگ فیملی میں رہو؛ لیکن بھائی بہنوں کے

آپسی جوڑ، محبت کے جو تعلقات تھے وہ باقی رہنے چاہیے، تعلقات کٹیں گے تو مغفرت سے محروم ہو جائیں گے۔

اولاد کی اخلاقی اور عقیدہ کی لائن سے تربیت

اللہ تعالیٰ نے آیتِ کریمہ:

وَمَآ اُغۡنِیۡ عَنۡكُمۡ مِّنَ اللّٰهِ مِنۡ شَیۡءٍ ؕ اِنِ الۡحُكۡمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ عَلَیۡهِ تَوَكَّلۡتُ ۚ وَعَلَیۡهِ فَلۡیَتَوَكَّلِ الۡمُتَوَكِّلُوۡنَ﴿۶۷﴾

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کی (تقدیر کی) کسی بات سے میں (تدبیر بتا کر) تم کو بچا نہیں سکتا، حکم تو اللہ تعالیٰ ہی کا چلتا ہے، اسی (اللہ) پر میں نے بھی بھروسہ کیا اور توکل کرنے والوں کو اسی (اللہ) پر بھروسہ کرنا چاہیے۔

اس میں ایک بات اور سمجھائی ہے کہ ماں باپ کو چاہیے کہ اپنی اولاد کو توکل سکھائے، اللہ کا یقین سکھائے کہ بیٹو! ہم تو دنیا میں صرف ظاہری سبب بنے ہیں، اصل کام تو اللہ تعالیٰ کرتے ہیں؛ اس لیے اللہ ہی پر بھروسہ کرو، اسی پر یقین رکھو۔

اولاد کے اخلاق اور عقیدے کی اصلاح بھی ماں باپ کا فریضہ ہے۔

بھائی بہن ایک دوسرے کی رازداری کی باتوں کا پاس ولحاظ رکھیں

اسی طرح قابلِ توجہ بات یہ بھی ہے کہ بھائی بھائی، بہن، بہن آپس میں ایک دوسرے کے رازدار ہوتے ہیں، ایک دوسرے کو اپنی خانگی باتیں بتلانے والے ہوتے ہیں، ایک دوسرے کی نجی اور خانگی بات کی حفاظت کرنے والے ہوتے ہیں۔

دیکھیے! حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی بنیامین کو کتنے پیار سے فرمایا:

وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰٓى اِلَيْهِ اَخَاهُ قَالَ اِنِّيْٓ اَنَا اَخُوْكَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۝۶۹

ترجمہ: جب یہ (گیارہ بھائی) یوسف (علیہ السلام) کے پاس پہنچے تو ان (یوسف علیہ السلام) نے اپنے بھائی (بنیامین) کو اپنے پاس ٹھہرایا (پھر تنہائی میں یوسف علیہ السلام نے اپنی پہچان کراتے ہوئے) کہا کہ: یقیناً میں ہی تیرا بھائی (یوسف) ہوں، یہ (گیارہ بھائی آج تک) جو کام کرتے رہے اس کے بارے میں تو غمگین مت ہو۔

یعنی حضرت یوسف علیہ السلام نے تنہائی میں، خانگی میں بنیامین کو بتلایا کہ: بنیامین! میں تیرا بھائی یوسف ہوں، تم میرے پاس رہو، ہم دونوں بھائی ساتھ رہیں گے اور یہ دس بھائی جو حرکتیں کرتے ہیں اس سے تم کو غم کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

ماں باپ کی لاٹھی بنو

حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کی زندگی سے ایک سبق ہم کو یہ بھی ملتا ہے کہ جب ماں باپ بوڑھے ہوجائیں تو اس کمزوری کے زمانے میں اولاد کو ان کا بوجھ ہلکا کرنا چاہیے، ان کے کام کو ہلکا کر کے ان کی رعایت کرنی چاہیے۔

جوان لڑکی دیکھے کہ میری ماں بڑی عمر کی ہوگئی ہے تو گھر کے کام کاج کا بوجھ وہ خود اٹھالے اور ماں کو آرام وعبادت کا موقع دے، جوان بیٹا ہو تو وہ بھی اپنے باپ کی ذمے داریوں کو خود انجام دے کر اس کے بوجھ کو ہلکا اور کم کرنے کی فکر کرے، اخوانِ یوسف کتنی اچھی بات کر گئے:

قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ اِنَّ لَهٗٓ اَبًا شَيْخًا كَبِيْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ۚ اِنَّا

نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ﴿۷۸﴾

ترجمہ: وہ (بھائی) کہنے لگے: اے عزیز! یقیناً اس (بنیامین) کا باپ بہت بوڑھا ہے؛ اس لیے ہم میں سے کسی ایک کو آپ اس کی جگہ پر (روک) لیجیے، ہم آپ کو (لوگوں پر) احسان کرنے والوں میں سے سمجھتے ہیں۔

اس میں بھائیوں نے مصر کے بادشاہ کے سامنے اپنے باپ کے بوڑھاپے کا تذکرہ کیا ہے اور بادشاہ کو اس کے بوڑھاپے کی رعایت کی درخواست کی ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اولاد کو والدین کے بوڑھاپے کی خصوصیت کے ساتھ رعایت کرنی چاہیے۔

ماڈرن اولاد کی الٹی گنگا

آج کل عجیب حال ہے اور بہت سی مرتبہ دیکھنے کو بھی ملتا ہے کہ بوڑھی ماں بے چاری صبح جلدی اٹھ کر چائے ناشتہ تیار کرتی ہے اور جوان بیٹی ۹ بجے تک پیر پھیلا کر میٹھی نیند سوتی رہتی ہے، باپ بے چارہ صبح جلدی دکان جا کر کاروبار سنبھالتا ہے اور جوان بیٹا میٹھی نیند سو کر ۱۲ بجے دکان پہنچتا ہے، یہ عادت اچھی نہیں ہے؛ بلکہ جوان اولاد کو یوں سوچنا چاہیے کہ آج تک تو والدین ہماری خدمت کرتے رہے، اب بوڑھاپے میں ہم ان کو ذرا آرام دیں، اللہ اللہ کرنے اور عبادت کرنے کا ٹائم دیں۔

افسوس تو اس وقت ہوتا ہے کہ بعض لوگ تو ماں باپ کو اپنے گھر اس نیت سے رکھتے ہیں کہ وہ ان کے بچوں کی خدمت کریں گے، کتنی گندی اور بری سوچ ہے!!

یہ الگ بات ہے کہ والدین اپنی محبت سے پوتے اور پوتی کی پرورش کریں؛

لیکن ہم اس نیت سے ان کو گھر میں رکھ کر ان پر بوجھ نہ ڈالیں؛ بلکہ والدین کی خدمت اور ان کو راحت پہنچانے کی نیت سے گھر میں ساتھ رکھیں، بڑھوں کو تو چھوٹوں پر شفقت ہوتی ہی ہے، وہ شفقت ومحبت سے پوتوں، نواسوں کی بہترین تربیت بھی کریں گے۔

والدین سے کیا ہوا وعدہ پورا بھی کرنا چاہیے

اگر ہم نے اپنے ماں باپ سے کوئی بات کر رکھی ہے، کوئی وعدہ کر رکھا ہے تو اس کو پورا بھی کرنا چاہیے اور اس بات کو لے کر ماں باپ ناراض نہ ہو جائیں اس سے ڈرتے بھی رہنا چاہیے۔

بعض مرتبہ ہم اپنے والدین سے کیا ہوا وعدہ پورا نہیں کرتے اور یوں سوچتے ہیں کہ میری ماں میرا کیا بگاڑ لے گی؟ حالاں کہ آیتِ کریمہ:

فَلَمَّا اسْتَيْـَٔسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا ؕ قَالَ كَبِيْرُهُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ وَمِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ فِيْ يُوْسُفَ ۚ فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰى يَاْذَنَ لِيْٓ اَبِيْٓ اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۸۰﴾

ترجمہ: پھر جب وہ (بھائی) ان (یوسف علیہ السلام) سے (بنیامین کو چھڑانے کے بارے میں) ناامید ہو گئے تو الگ بیٹھ کر کے آپس میں (چپکے چپکے) مشورہ کرنے لگے، ان میں سے بڑا بھائی (یہودا) بولا: تم کو تو معلوم ہی ہے، یقیناً تمھارے ابا جان نے اللہ تعالیٰ کے نام کی قسم کھلوا کر تم سے (بنیامین کو واپس گھر لے جانے کے بارے میں) پکا عہد لیا ہے اور اس سے پہلے یوسف کے بارے میں تم ایک قصور کر چکے ہو، میں تو اُس وقت تک اِس ملک سے ہٹ کر کے نہیں جاؤں گا جب تک کہ میرے ابا مجھے (گھر

واپس آنے کا خود) حکم دیویں، یا تو اللہ تعالیٰ ہی میری مشکلی کو سلجھا دیویں اور وہ (اللہ تعالیٰ) تو سب سے بہتر فیصلہ کرنے والے ہیں۔

یہ آیت ہم کو اس بات کی تعلیم دیتی ہے کہ والدین سے کیے ہوئے وعدہ کو پورا کرنے کا خاص اہتمام اور فکر کرنا چاہیے۔

دردِ دل سمجھنے کو عمر چاہیے

میری جوان بہنو اور بیٹیو! آج آپ کی عمر کم ہے؛ اس لیے آپ کو احساس نہیں کہ ایک ماں کا دل کیسا ہوتا ہے، جس دن آپ ماں کی عمر کو پہنچ جاؤ گے اس دن پتہ چلے گا کہ ماں باپ کے دل میں اولاد کی کتنی محبت ہوتی ہے؟

آج تو جوانی کے نشے میں ہماری جوان بیٹیاں اور بیٹے ماں باپ کی بات کو ٹھکرا دیتے ہیں، ان کے مشورے کو رد کر دیتے ہیں، ان کی رائے کا انکار کر ڈالتے ہیں اور ڈھٹائی کے ساتھ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول اور ماں باپ کی نافرمانی کر ڈالتے ہیں؛ حالاں کہ ہمارے اس رویے سے ماں باپ کے دل میں کتنا بھاری غم ہوتا ہے اس کا ہم اندازہ بھی نہیں لگا سکتے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے گم ہو جانے پر حضرت یعقوب علیہ السلام کی کیا حالت ہوئی اس کا تذکرہ قرآنِ کریم میں اس طرح ہوا:

وَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰٓاَسَفٰى عَلٰى يُوْسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ ﴿۸۴﴾

ترجمہ: اور انھوں نے (یعقوب علیہ السلام نے) ان (بیٹوں) سے دوسری طرف

منہ پھرالیااور کہنے لگے: ہائے افسوس یوسف پر! اور (غم سے روتے روتے) ان (یعقوب علیہ السلام) کی دونوں آنکھیں سفید پڑگئی تھیں اور وہ (یعقوب علیہ السلام) دل ہی دل میں (غم میں) گھٹتے رہتے تھے۔

حضرت یوسف علیہ السلام گم ہوگئے تو روتے روتے حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں چلی گئیں، اندھے ہوگئے، ان کی پوری بوڑی اور جسم گھل گیا، طبیعت کمزور ہوگئی، جب ایک باپ کو اتنا رونا آسکتا ہے، اس کی طبیعت بگڑ سکتی ہے تو پھر ماں کے دل میں تو باپ سے بھی زیادہ محبت ہوتی ہے، اس کے دل پر کیا گزرتی ہوگی؟۔

عجیب قصہ: ماں کے آٹھ جھوٹ

ایک نوجوان اپنا قصہ بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ: میری ماں نے ہمیشہ حقیقت بیان کی ہوایسا بھی نہیں، آٹھ مرتبہ تو اس نے ضرور مجھ سے جھوٹ بولا، یہ واقعی جھوٹ نہیں ہے، اولاد کے لیے اس میں عجیب تنبیہ ہے۔

یہ قصہ میری ولادت سے شروع ہوتا ہے:

پہلا جھوٹ: مجھے بھوک نہیں ہے

میری ماں کا میں اکلوتا بیٹا تھا اور غربت بہت تھی، اتنا کھانا نہیں ہوتا تھا جو ہم سب کو کافی ہوجائے، ایک دن ہمارے گھر کہیں سے چاول آئے، میں بڑے شوق سے کھانے لگا اور وہ کھلانے لگی، میں نے دیکھا کہ اس نے اپنی پلیٹ کے چاول بھی میری تھالی میں ڈال دیے اور کہا: بیٹا! یہ چاول تم کھالو، مجھے تو بھوک ہی نہیں ہے۔

یہ اس کا پہلا جھوٹ تھا۔

دوسرا جھوٹ: مجھے مچھلی کا گوشت پسند نہیں ہے

اور جب میں قدرے بڑا ہوا تو ایک دن مچھلی پکڑنے گیا، اس چھوٹی سی نہر سے جو ہمارے قصبے سے گذرتی تھی یوں ہوا کہ دو مچھلیاں میرے ہاتھ لگیں، بھاگا بھاگا گھر آیا اور جب کھانا تیار ہو گیا، دونوں مچھلیاں سامنے تھیں اور میں شوق سے کھا رہا تھا، دیکھا کہ ماں صرف کانٹوں کو چوس رہی تھی، میں نے یہ دیکھ کر جب کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا تو کہنے لگی: تمھیں تو پتہ ہی ہے کہ مجھے مچھلی کا گوشت پسند نہیں، تم کھاؤ۔

یہ اس کا دوسرا جھوٹ تھا۔

تیسرا جھوٹ: مجھے کسی ساتھی کی ضرورت نہیں ہے

اور پھر میرا باپ مر گیا اور وہ بیوہ ہو گئی اور ہم دونوں گھر میں اکیلے رہ گئے، کچھ دن میرا چچا جو بہت اچھا آدمی تھا ہمیں کھانا اور ضروریاتِ زندگی لا کر دیتا رہا، ہمارے ہم سائے اسے آتے جاتے غور سے دیکھنے لگے، ایک دن انھوں نے ماں سے کہا:

زندگی ہمیشہ اس طور پر گذاری نہیں جا سکتی، بہتر ہے کہ کسی نیک آدمی سے شادی کرلو؛ لیکن میری ماں نے چچا کو ہی آنے جانے سے منع کر دیا اور کہہ دیا کہ: مجھے کسی ساتھی کی اور کسی کی محبت کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

یہ اس کا تیسرا جھوٹ تھا۔

چوتھا جھوٹ: مجھے بالکل تھکاوٹ نہیں ہے

اور جب میں کچھ اور بڑا ہوا اور بڑے مدرسے میں جانے لگا تو میری ماں گھر

میں ہر وقت کپڑے سینے لگی اور یہ کپڑے وہ گھر گھر جا کر پہنچتی تھی، سردیوں کی ایک رات تھی اور ماں ابھی تک گھر واپس نہیں آئی تھی، میں پریشان ہوا اور اسے ڈھونڈنے باہر نکل پڑا، میں نے اسے کپڑوں کا ایک گٹھر اٹھائے دیکھا، گلیوں میں گھر گھر دروازے کھٹکھٹا رہی تھی، میں نے کہا:

ماں! چلو، اب گھر چلو، باقی کام کل کر لینا۔

کہنے لگی: تم تو گھر جاؤ، دیکھو! کتنی سردی ہے اور بارش بھی ہو رہی ہے، میں یہ دو جوڑے بیچ کر ہی آؤں گی اور فکر نہ کرو، میں بالکل ٹھیک ہوں اور تھکاوٹ بھی نہیں ہے۔

یہ اس کا چوتھا جھوٹ تھا۔

پانچواں جھوٹ: مجھے بالکل پیاس نہیں ہے

اور پھر میرا مدرسے میں آخری دن بھی آ گیا، آخری امتحانات تھے، ماں میرے ساتھ مدرسے آ گئی، میں اندر کمرۂ امتحان میں تھا اور وہ باہر دھوپ میں کھڑی تھی، بہت دیر بعد میں باہر نکلا، میں بہت خوش تھا، ماں نے وہیں سے ایک مشروب کی بوتل خریدی اور میں نے غٹا غٹ پینا شروع کر دیا، میں نے شکر گذار نظروں سے اسے دیکھا، اس کے ماتھے پر پسینے کی دھاریں چل رہی تھیں، میں نے بوتل اس کی طرف بڑھا دی: اماں پیو!

لیکن اس نے کہا: تم پیو، مجھے تو بالکل پیاس نہیں ہے۔

یہ اس کا پانچواں جھوٹ تھا۔

چھٹا جھوٹ: اتنا کما لیتی ہوں جو مجھے کافی ہو جائے

جب میں یونیورسٹی سے فارغ ہو گیا تو ایک نوکری مل گئی، میں نے سوچا کہ

اب یہ مناسب وقت ہے کہ ماں کو کچھ آرام دیا جائے، اب اس کی صحت پہلے جیسی نہیں تھی؛اسی لیے وہ گھر گھر پھر کر کپڑے نہیں بیچتی تھی؛ بلکہ بازار میں ہی زمین پر دری بچھا کر کچھ سبزیاں وغیرہ فروخت کر آتی تھی، جب میں نے اپنی تنخواہ میں سے کچھ حصہ اسے دینا چاہا تو اس نے نرمی سے مجھے منع کر دیا: بیٹا! ابھی تمھاری تنخواہ تھوڑی ہے، اسے اپنے پاس ہی رکھو، جمع کرو، میرا تو گذارہ چل ہی رہا ہے اور کہا: اتنا کما لیتی ہوں جو مجھے کافی ہو جائے۔ یہ اس کا چھٹا جھوٹ تھا۔

ساتواں جھوٹ: میں یہاں پر ہی خوش ہوں

اور جب میں کام کے ساتھ ساتھ مزید پڑھنے لگا اور مزید ڈگریاں لینے لگا تو میری ترقی بھی ہو گئی، میں جس جرمن کمپنی میں تھا، انھوں نے مجھے اپنے ہیڈ آفس جرمنی میں بلایا اور میری ایک نئی زندگی کی ابتدا ہوئی، میں نے ماں کو فون کیا اور اسے وہاں میرے پاس آنے کو کہا؛ لیکن اسے پسند نہ آیا کہ مجھ پر بوجھ بنے، کہنے لگی: تمھیں تو پتا ہے کہ میں اس طرزِ زندگی کی عادی نہیں ہوں، میں یہاں پر ہی خوش ہوں۔

یہ اس کا ساتواں جھوٹ تھا۔

آٹھواں جھوٹ: مجھے بالکل درد نہیں ہے

اور پھر وہ بہت بوڑھی ہو گئی، ایک دن مجھے پتہ چلا کہ اس کو جان لیوا سرطان (کینسر) ہو گیا ہے، مجھے اس کے پاس ہونا چاہیے تھا؛ لیکن ہمارے درمیان مسافتیں حائل تھیں، پھر جب اسے ہسپتال پہنچا دیا گیا تو مجھ سے رہا نہ گیا، میں سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اس کے پاس وطن واپس آ گیا، وہ بستر پر تھی، مجھے دیکھ کر اس کے ہونٹوں پر ایک

مسکان (ہنسی) آ گئی، مجھے اسے دیکھ کر ایک دھچکا سا لگا اور دل جلنے لگا، بہت کمزور، بہت بیمار لگ رہی تھی، یہ وہ نہیں تھی جس کو میں جانتا تھا، میری آنکھوں سے آنسوں جاری ہو گئے؛ لیکن ماں نے مجھے ٹھیک سے رونے بھی نہیں دیا، میری خاطر پھر مسکرانے لگی: نہ رو میرے بیٹے! مجھے بالکل درد نہیں محسوس ہو رہا۔ یہ اس کا آٹھواں جھوٹ تھا۔

اس کے بعد اس نے آنکھیں بند کر لیں، پھر دوبارہ کبھی نہیں کھولیں، میری ماں ہمیشہ سچ نہیں بولتی۔ (بہ شکریہ دوائے دل)

جیسی کرنی ویسی بھرنی

میری نوجوان بہنو! ایک ماں کا دل کیسا ہوتا ہے کہ وہ سب تکلیف برداشت کر لیتی ہے؛ لیکن اولاد کو تکلیف پہنچے وہ برداشت نہیں کر سکتی؛ مگر آج بہت سی جوان بیٹیاں جوں ہی کوئی عاشق (Boyfriend) مل جاتا ہے تو ماں باپ کو بھول جاتی ہے اور ان کی مرضی کے خلاف جا کر اسی سے شادی کرنے کی ضد کرتی ہے اور اپنی پسند سے اسی سے شادی کرتی ہے اور ماں باپ کے دردِ دل کا ذرا بھی خیال نہیں کرتی۔

ارے ذرا تو وہ دن یاد کر لیتی کہ ماں نے اس کو ۹ مہینے پیٹ میں اٹھایا، دو سال تک چھاتی سے دودھ پلایا اور موت کی گھڑی سے نکل کر تجھے جنم دیا اور آج جب تو جوان ہو گئی تو اسی ماں کا دل دکھاتی ہے؟ اسی کی نافرمانی کرتی ہے؟

یاد رکھ لینا! ماں باپ کا دل دکھا کر تجھے زندگی میں کبھی سکون نہیں مل سکتا۔

اللہ امت کی نوجوان اولاد کو ان تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے، آمین۔

زلزلہ

اقتباسات

حضرت نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا: جب امت میں تین کام ہونے لگیں گے تو اب سمجھنا کہ زلزلہ آنے والا ہے:

(۱) جب زمین پر زنا کاری عام ہو جائے گی۔

(۲) جب شراب کو لوگ حلال سمجھ کر پینے لگے۔

(۳) جب ناچ گانا، میوزک عام ہو جائے۔

اللہ کے گھر میں بیٹھے ہو، دل پر ہاتھ رکھ کر فیصلہ کرو کہ کیا امت میں اس وقت یہ تینوں گناہ عام نہیں ہیں؟

جب یہ تین کام ہونے لگے تو ہمارے نبی ﷺ نے اپنی سچی زبان سے فرمایا: تم زلزلے کا انتظار کرنا کہ اللہ کی طرف سے زمین کو ہلایا جائے گا اور تم دھنسا دیے جاؤ گے۔

آج ہمارا حال یہ ہے کہ جن مسلمانوں کے گھروں سے قرآن کی تلاوت کی آواز آنی چاہیے، اللہ کے ذکر کی آواز آنی چاہیے، حدیثِ پاک کی آوازیں آنی چاہیے، آج افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان ہی مسلمانوں کے گھروں سے ٹیلی ویزن (tv) کے چلنے کی آواز آتی ہے، فلم کے گانوں کی آواز سُننے کو ملتی ہے تو پھر خدا کا عذاب نہیں آئے گا؟ زلزلہ نہیں آئے گا تو اور کیا ہوگا؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

أَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہ وَنَسْتَعِیْنُہ وَنَسْتَغْفِرُہ وَنُؤْمِنُ بِہ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِاَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا،مَنْ یَّھدِہِ اللّٰہُ فَلَامُضِلَّ لَہ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَاھادِیَ لَہ وَنَشْھدُ اَنْ لَّااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَحْدَہ لَاشَرِیْک لَہ وَنَشْھدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَ شَفِیْعَنَا وَحَبِیْبَنَا وَاِمَامَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّداً عَبْدُہ وَرَسُوْلُہ،صَلَوَاتُ اللّٰہِ تَبَارَک وَتَعَالٰی عَلَیْہِ وَ عَلٰی اٰلِہ وَاَصْحَابِہ وَذُرِّیَّاتِہ وَ اَھلِ بَیْتِہ وَاَھلِ طَاعَتِہ، وَبَارَک وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْراً کَثِیْراً

اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۙ﴿۱﴾ وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ۙ﴿۲﴾ وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ۚ﴿۳﴾ یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ۙ﴿۴﴾ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا ؕ﴿۵﴾ یَوْمَئِذٍ یَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ۙ لِّیُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ؕ﴿۶﴾ فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ ؕ﴿۷﴾ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ ۚ﴿۸﴾

ترجمہ: جب زمین اپنے زلزلے سے خوب ہلائی جائے گی ﴿۱﴾ اور زمین اپنے بوجھ (یعنی دفینے اور مردوں) کو باہر نکال دے گی ﴿۲﴾ اور انسان کہنے لگے گا کہ اس زمین کو کیا ہوگیا؟ ﴿۳﴾ اس روز زمین اپنی ساری باتیں (یعنی خبریں) بتادے گی ﴿۴﴾ اس لیے کہ تمھارے رب نے اس کو حکم دیا ہوگا ﴿۵﴾ اس دن لوگ الگ الگ جماعت بن کر واپس ہوں گے؛ تاکہ ان کو ان کے اعمال دکھادیے جاویں ﴿۶﴾ سو جس شخص نے

ذرہ برابر بھلائی کی ہوگی وہ (اس کا ثواب) دیکھ لے گا﴿۷﴾اور جس شخص نے ذرہ برابر برائی کی ہوگی وہ (اس کی سزا) دیکھ لے گا﴿۸﴾

وَقَالَ تَعَالیٰ فِیْ مَقَامٍ اٰخَرَ:

اَلْقَارِعَةُ ۝۱ مَا الْقَارِعَةُ ۝۲ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ۝۳ يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ۝۴ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ۝۵ فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝۶ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝۷ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝۸ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ۝۹ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ ۝۱۰ نَارٌ حَامِيَةٌ ۝۱۱

ترجمہ: وہ کھٹکھٹانے والی (قیامت) کو یاد کرو﴿۱﴾ وہ کھٹکھٹانے والی کیا ہے؟﴿۲﴾اور تم کو کیا معلوم وہ کھٹکھٹانے والی (قیامت) کیا (چیز) ہے؟﴿۳﴾ جس دن لوگ (پریشان حال) پھیلے ہوئے پروانوں کی طرح ہو جائیں گے﴿۴﴾اور پہاڑ دُھنکی ہوئی رنگین اون کی طرح ہو جائیں گے﴿۵﴾ سو جس شخص کے نیک اعمال کے پلڑے بھاری ہوں گے﴿۶﴾ تو وہ من پسند زندگی میں ہوگا﴿۷﴾اور جس شخص کے پلڑے ہلکے ہوں گے﴿۸﴾ تو اس کا ٹھکانہ ایک گہرا گڑھا ہوگا﴿۹﴾اور تم کو کچھ خبر ہے وہ گہرا گڑھا کیا چیز ہے؟﴿۱۰﴾ وہ تو ایک بھڑکتی ہوئی آگ ہے﴿۱۱﴾

زلزلہ

ہمارے صوبۂ گجرات میں ۲۶/جنوری ۲۰۰۱ء کو بھیانک زلزلہ آیا، اس کا زیادہ تر اثر ضلع ''کچھ'' میں ہوا اور دوسرے علاقوں میں بھی کافی اثر رہا، ایسے جھٹکے پورے صوبے میں لگے۔

زلزلے کے فوراً بعد ہمارے ''فلاح المسلمین'' تنظیم کے کنوینر حاجی یوسف علی دوکراٹ ایک جماعت کے ساتھ خدمت کے لیے پہنچ گئے، ''بھوج'' میں ڈاکٹر مالی صاحب کی باڑی میں ہماری تنظیم کا کیمپ لگا تھا، سخت سردی کے موسم میں ہزاروں انسان: مرد، عورت، بوڑھے، بچے کئی روز تک وہاں آتے رہے، ان کی خدمت کی سعادت حاصل ہوئی، بہت ہی منظم طریقے سے کام انجام دیا گیا، پھر تعمیرات کا سلسلہ جاری ہوا، بھائی یوسف علی صاحب تقریباً ایک سال وہاں مقیم رہے، کئی مساجد، مکاتب اور مکانات تعمیر ہوئے اور ایک پورا ''فلاح نگر'' تعمیر ہوا۔

کچھ کے کلکٹر صاحب نے بھی توثیقی سند عنایت کی۔

اس سے قبل اس تنظیم کو کنڈلا پورٹ اور اس کے اطراف میں، نیز اڑیسہ میں سمندری اور ہوائی طوفان کے وقت بھی خدمتِ خلق کی توفیق حاصل ہوئی۔

زلزلے کے ایک ہفتے کے بعد فلاح المسلمین کے ذمے دار حضرات میں سے مشفقی حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری، مولانا احمد بزرگ، مولانا موسیٰ صاحب بھڑکودروی مدظلہم العالی اور راقم الحروف کا ایک وفد ''کچھ'' پہنچا جس میں نواپور سے الحاج غلام بھائی ووہرا، مرحوم بھائی الطاف مانڈا بھی تھے اور فقیر بھائی ..قاسم کی گاڑی اور ڈرائیور ظہیر ساتھ تھے۔ ''کچھ'' جا کر خیموں میں رہنا ہوا۔

ایک خاص بات یہ دیکھنے میں آئی کہ اس وقت بھی زلزلے کے جھٹکوں کا سلسلہ جاری ہی تھا، جب کوئی جھٹکا آنے والا ہوتا تو چند منٹ پہلے کتوں کے رونے کی آواز شروع ہو جاتی اور ماحول میں ایک سناٹا چھا جاتا، پھر زلزلے کا جھٹکا آتا، لوگ کتوں کی

آواز سن کر سمجھ جاتے کہ اب تھوڑی دیر میں زلزلہ آنے والا ہے، اللہ تعالیٰ نے جانوروں کو عجیب وغریب اس طرح کی چیزیں عنایت فرمائی ہیں جن تک خود کو ترقی یافتہ سمجھنے والا انسان بھی نہیں پہنچ سکا۔

''کچھ''میں احباب نے بتلایا کہ زلزلے کے دن زلزلہ شروع ہونے سے پہلے پوری فضا بھیانک اور ڈراؤنی ہوگئی تھی، عجیب سناٹا، پرندوں اور جانوروں کے رونے اور بلبلانے کی آواز نے پورے ماحول کو ڈراؤنا بنا دیا تھا، آسمان تک سرخ نظر آیا، پھر زلزلہ شروع ہوا۔

زلزلے اور قیامت میں تقابل قرآنی آیات کی روشنی میں

قیامت کا عجیب منظر قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے سامنے کھینچا ہے، قرآنِ کریم نے ہم کو بتلایا ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ قیامت آنے والی ہے۔

قیامت اتنی بھیانک اور خطرناک ہوگی کہ انسان کے ہوش وحواس بھی کام نہیں کریں گے، قیامت کی ایک ایک بات قرآنِ مجید میں ہمارے سامنے کھول کھول کر بیان کی گئی ہے۔

ہم قیامت کو مانتے ہیں، اس کے بھیانک منظر کو قرآن وحدیث میں سنتے ہیں؛ لیکن قیامت سے جیسا ڈرنا چاہیے ویسا ہم نہیں ڈرتے اور برے اعمال نہیں چھوڑتے؛ اس لیے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کبھی کبھی دنیا میں اپنی اصلی قیامت کی چھوٹی سے جھلک اور تھوڑا سا منظر دکھلاتے ہیں کہ:

اللہ کے بندو! اللہ کی اس چھوٹی سی قیامت کو دیکھو اور دیکھ کر اندازہ لگاؤ کہ

بڑی قیامت کیسی ہوگی؟

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو سمجھانے کے واسطے، اپنی طاقت بتلانے کے واسطے کہ میں کتنا قادر خدا ہوں، میں کیسا طاقت والا خدا ہوں، میری شان کتنی نرالی بڑی ہے، بندوں کو یہ بات سمجھانے کے لیے اللہ تعالیٰ کبھی کبھی قیامت کی جھلک دکھلاتے ہیں۔

اللہ کی طرف سے الارم

زلزلے کا آنا اللہ کی طرف سے اَلارم کی گھنٹی ہے، بندہ اس اَلارم کی گھنٹی کو سُن کر جاگ گیا، اپنی زندگی کو اپنے مالک کی چاہت کے مطابق گزارنے لگا اس کے لیے ان شاء اللہ! جنت ہے۔

اور اِس اَلارم کی گھنٹی کو اپنی انگلی سے بند کر دیا اور بیدار نہیں ہوا، اسی غفلت کی نیند میں پڑا ہوا رہا تو کیا ہوگا؟

انسان جب سفر میں جانے والا ہوتا ہے تو صبح جلدی اٹھنے کے لیے الارم گھڑی لگاتا ہے، اب گھنٹی تو وقت پر بجی؛ لیکن انسان اس کو بند کر کے پھر سو جاوے تو گاڑی چلی جاوے گی، سفر کا نظام بگڑ جائے گا، بالکل اسی طرح گناہوں والی غفلت کی نیند ختم نہیں کی تو ہماری جنت کی گاڑی چھوٹ جائے گی اور ایسے انسان کو بالآخر جہنم میں جا کر گرنا پڑتا ہے، اللہ تعالیٰ اُس سے ہم سب کی حفاظت فرمائے۔

قیامت اور زلزلے کا تقابلی پس منظر قرآن کی روشنی میں

اللہ کی قیامت کیسی ہوتی ہے؟ میں قرآن کی آیت سے سمجھاؤں گا اور ابھی جو ہمارے گجرات میں ’’کچھ‘‘ کے علاقے میں زلزلہ آیا اس زلزلے میں اللہ تعالیٰ نے جو

تھوڑی سی جھلک دکھلائی ہے،ہم دونوں میں تقابل کریں گے کہ قرآن کی ایک ایک آیت کیسے سمجھ میں آتی ہے۔

ایک بھیانک آواز

قرآن میں ایک موقع پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

يَاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ① يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ② (الحج)

ترجمہ:اے لوگو!تم تمھارے رب(کی ناراضگی) سے ڈرو،یقیناً قیامت کا زلزلہ بڑی (بھاری) چیز ہے ﴿۱﴾ جس دن تم اس (قیامت کے زلزلے) کو دیکھو گے تو حالت یہ ہوگی کہ ہر دودھ پلانے والی جس بچہ نے اس سے دودھ پیا ہے اس (بچہ تک) کو بھول جائے گی اور تمام حمل والیاں اپنے حمل کو ڈال دیں گی اور لوگ تم کو نشے میں نظر آئیں گے؛ حالاں کہ وہ نشے میں نہیں ہوں گے؛ لیکن اللہ کا عذاب بہت سخت ہوگا﴿۲﴾

کتنی پیاری بات اللہ تعالیٰ نے فرمائی کہ: جب اللہ کی طرف سے فرشتہ قیامت کے دن صور پھونکے گا۔

حضرت اسرافیل علیہ السلام اپنے منہ میں صور لے کر انتظار میں کھڑے ہیں اور اس انتظار میں ان کو صدیاں گذر گئیں،صور مُنہ کے ساتھ لگا ہوا ہے اور کان اللہ کے حکم کے انتظار میں ہیں کہ کب اللہ حکم دیویں اور میں صور پھونکوں۔

قرآن میں ہے کہ:

جب صور پھونکا جائے گا تو اس کی آواز اتنی خطرناک ہوگی کہ جن ماؤں کے پیٹ میں حمل ہیں وہ (مدت پوری ہونے سے پہلے پہلے) گر جائیں گے، جس کو ہم ''اسقاطِ حمل'' یعنی بچے کا ضائع ہوجانا کہتے ہیں۔

اور انسان کی عقل کا یہ حال ہوگا جیسے کہ کوئی شرابی آدمی بکواس کرتا ہے، بیہودہ باتیں کرتا ہے اس طرح تمام انسانوں کی باتیں ہوجائیں گی، سب کے دماغ خراب ہوجائیں گے۔

یہ تو اُس بڑی قیامت کا منظر ہے۔

زلزلہ سے پہلے خطرناک آواز جس سے کئی لوگ پاگل ہو گئے

لیکن اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اُس قیامت کی ایک چھوٹی سی جھلک ہمارے سامنے ۲۶/جنوری کو دکھلا دی، ''کچھ'' کے علاقے میں ہمیں ہمارے وہاں کے بہت سے دوستوں نے بتایا کہ:

صبح آٹھ بج کر چالیس منٹ پر جب زلزلہ شروع ہوا تو شروع ہونے سے پہلے زمین کے اندر سے ایسی بھیانک، ایسی ڈراؤنی آواز نکلنا شروع ہوئی کہ اس آواز سے کتنے لوگ پاگل جیسے بن چکے ہیں اور اپنی عقل کھو بیٹھے ہیں اور ایسے ایک دو نہیں کئی آدمی ہیں جو اس ڈراؤنی اور بھیانک آواز کو سن کر پاگل ہو چکے ہیں۔

ڈاکٹروں کی ٹیم کا رپورٹ

ڈاکٹروں کی ایک ٹیم کی رپورٹ اخبار میں چھپی تھی، اُس میں ان ڈاکٹروں کا یہ کہنا ہے کہ: جن علاقوں میں زلزلہ آیا ہے ان علاقوں کے جو بچے زندہ ہیں، جنھوں نے

وہ بھیانک آوازیں سنی ہیں، ان میں سے زیادہ تر بچے مستقبل میں جیسے جیسے بڑے ہوں گے ایسے ایسے وہ دماغی بیماری کے شکار ہو جائیں گے۔

اللہ نے ایک چھوٹی سی جھلک بتلائی، اس سے اندازہ لگاؤ کہ قیامت کے دن صور کی آواز کتنی خطرناک ہوگی، یہ تو ایک معمولی زمین کی آواز ہے۔

زلزلے کی بھیانک آواز ٹیپ میں ریکارڈ ہوگئی

کچھ سے تقریباً ڈھائی سو، تین سو کیلومیٹر دور ''کاٹھیاواڑ'' میں ایک ''وانکانیر'' نامی شہر ہے، وہاں ہمارا ٹھہرنا ہوا تو ہمارے دوست مولانا اسماعیل صاحب نے ہمیں بتایا کہ مدرسہ اور اسکول اُن کے یہاں ساتھ میں ہی چلتا ہے، تو چھبیسویں جنوری کو ''یوم جمہوریہ'' کا پروگرام ہو رہا تھا، اس پروگرام کی ریکارڈنگ کرنے کے لیے ایک بچہ اپنی جیب میں ٹیپ ریکارڈر لایا تھا اور اس وقت ٹیپ ریکارڈر چالو رکھا تھا، جب زلزلہ کی بھیانک آواز شروع ہوئی تو وہ ساری کی ساری آواز اس ٹیپ ریکارڈر میں خود بخود آگئی، لایا تو تھا بے چارہ چھبیسویں جنوری کا پروگرام ریکارڈ کرنے کے لیے؛ لیکن اللہ کی شان کہ زمین کی بھیانک آواز اس کے اندر ریکارڈ ہوگئی۔

ایک ہفتے کے بعد اس بچے کی ماں نے اس ٹیپ ریکارڈر کو اپنے گھر میں چالو کیا تو کیسیٹ میں سے اتنی ڈراؤنی آوازیں آرہی تھیں کہ گھر کے اندر کوئی ایسا نہیں تھا کہ جس کی آنکھوں میں آنسو نہ ہوں، سب رونے لگے، پھر اس کیسیٹ کو فوراً مٹا دیا؛ اس لیے کہ جتنے لوگ سنیں گے سب کے دل میں ڈر پیدا ہوگا۔

یہ تو اللہ تعالیٰ چھوٹی سی قیامت دکھلاتے ہیں کہ زمین کے ہلنے پر ایسی بھیانک

آوازیں آتی ہیں کہ اس آواز سے کتنے لوگوں کی عقل خراب ہو جاتی ہے، دماغ پاگل بن جاتا ہے، یہ اللہ پاک کی شان ہے جو دنیا کے لوگوں کے سامنے زلزلے کے ذریعے ظاہر ہوئی تو اس سے اندازہ لگاؤ کہ قیامت کے دن صور کی آواز کتنی خطرناک ہوگی!!!

قیامت کے دن پہاڑوں کا حال اور زلزلے کے وقت بڑی بڑی عمارتوں کا حال

قیامت کے دن دنیا کی بڑی بڑی عمارتوں کا کیا حال ہوگا؟ اس کا منظر قرآن نے بیان کیا ہے:

وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوشِ ۝

ترجمہ: اور پہاڑ دُھنکی ہوئی رنگین اون کی طرح ہو جائیں گے۔

اللہ اکبر! دنیا میں سب سے زیادہ مضبوط اگر کوئی چیز ہے تو وہ پہاڑ ہیں اور سب سے نرم اور ملائم چیز روئی اور کوٹن ہے، یہ پہاڑ زمین پر کیل ہے؛ اس لیے کہ زمین جب پیدا کی گئی تو وہ ہل رہی تھی، اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کا وزن رکھ دیا تو ہلنا بند ہو گئی۔

اس مضبوط چیز کا حال قرآن میں اللہ تعالیٰ نے بیان کیا کہ:

یہ مضبوط چیز پہاڑ قیامت کے دن ٹوٹ پھوٹ کر، ذرہ ذرہ ہو کر ہواؤں میں ایسے اڑتے ہوں گے جیسے کہ روئی ہوا میں اڑتی ہے، یہ تو قیامت کے دن ہوگا۔

بڑی بڑی عمارتیں ٹوٹ پھوٹ کر ریزہ ریزہ ہو گئیں

لیکن اللہ نے ایک چھوٹی سی قیامت دکھلائی کہ اتنی عالی شان بلڈنگیں، سات

سات منزل کی عمارت، پانچ پانچ منزل کی عمارت، چھ چھ منزل کی عمارت، چار چار منزل کی عمارت، تین تین منزل کی عمارت ایک دو نہیں، پچاس نہیں، سو نہیں ہزاروں کی تعداد میں بالکل ٹوٹ پھوٹ کر ختم ہو چکی ہیں۔

''بھوج'' میں دیکھا۔

''انجار'' میں بھی دیکھا۔

''گاندھی دھام'' میں بھی دیکھا۔

کچھ وقت پہلے ''کنڈلا'' بندرگاہ میں سمندری طوفان آیا تھا اس موقع پر ہم جب خدمت کے لیے گئے تھے تو جس ہوٹل میں ہم ٹھہرے تھے، جس میں ایک رات ٹھہرنے کے کم سے کم ۱۴۰۰ روپیے دیے تھے، مجبوری کا حال تھا، اس ہوٹل کا حال اِن آنکھوں سے دیکھا:

اے اللہ! ایک وقت وہ تھا کہ اس ہوٹل میں ہم ٹھہرے تھے اور آج وہاں پر اینٹ کا ڈھیر بنا ہوا ہے اور کچھ نہیں ہے، بڑی بڑی عالی شان ہوٹلیں زمین پر کاٹھ مال (بھَنگار) کا ڈھیر بن کر پڑی ہوئی ہیں، اللہ تعالیٰ اپنی طاقت دکھلاتے ہیں۔

ایک جگہ پر تو بڑی عجیب بات دیکھی! آپ نے دیکھا ہوگا کہ ہمارے گھر کی عورتیں جب روٹی بناتی ہیں تو ایک روٹی کو دوسری روٹی پر، دوسری روٹی کو تیسری روٹی پر، تیسری کو چوتھی پر، چوتھی کو پانچویں پر، روٹی پر روٹی رکھتی جاتی ہے، ایک جگہ پر دیکھا کہ پانچ منزلہ عمارت بیچ میں سے کولم نکل گئے اور ہر ہر منزلہ ایک دوسرے پر ایسا پڑا ہوا تھا جیسے ایک روٹی دوسری روٹی پر ہوا کرتی ہے۔

اندازہ لگاؤ کہ! جو انسان اس کے بیچ میں تھے ان کا کیا حال ہوا ہوگا؟ کیسا قیمہ ہو چکا ہوگا؟

اللہ یاد دلاتے ہیں میری قیامت کو سوچو! میری قیامت کا حال دیکھو! کتنا خطرناک منظر ہوگا؟

خود کا مکان قبر بن گیا

''انجار'' میں ایک عجیب بات دیکھی، دو منزل کی عمارت اور اوپر دیکھو تو صرف سلیپ نظر آرہا ہے، باقی عمارت کہاں گئی؟ پوری پوری عمارت زمین میں دھنس گئی، جتنے انسان اس میں رہتے تھے ان انسانوں کی قبر ان کا مکان بن گیا، دس گز زمین کے اندر ہیں، جیسے گڑھا کھود کر زمین میں دفن کرتے ہیں ایسے پورا مکان زمین کے اندر چلا گیا۔

اللہ کی شان! اللہ کی قدرت!

سال میں ایک یا دو مرتبہ ہمارا ''بھوج'' کا سفر ہوتا ہے، ''انجار'' کی ایک مسجد میں زلزلے سے کئی ماہ پہلے ہمارا جانا ہوا تھا، جہاں میں نے ایک دو مرتبہ بیان بھی کیا ہے، اس مسجد کا حال میں آپ لوگوں کو بتلاؤں کہ مسجد تو کیا نظر آتی وہاں پر ملبے کا پورا ڈھیر پڑا ہوا ہے۔

خدا اپنی پکڑ، اپنی شان، اپنی قدرت کبھی کبھی دکھلاتے ہیں کہ:

میرے بندوں کہاں جا رہے ہو؟

مجھے بھول کر کہاں جا رہے ہو؟

میں کیسا طاقتور خدا ہوں؟

میری کیا شان ہے؟

میری کیا قوت ہے؟

نافرمانی کر کے کہاں جاؤ گے؟

این المفر؟ کہاں بھاگ کر پناہ لو گے؟

قرآن نے قیامت کا منظر کھینچا ہے:

يَقُولُ الْإِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ أَيْنَ الْمَفَرُّ ﴿١٠﴾ كَلَّا لَا وَزَرَ ﴿١١﴾ إِلَىٰ رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمُسْتَقَرُّ ﴿١٢﴾

ترجمہ: اس دن انسان کہے گا کہ کوئی جگہ ہے جہاں بھاگ کر چلا جاؤں؟ ﴿۱۰﴾ ہرگز (بھاگنا ممکن) نہیں، کوئی بچاؤ کی جگہ نہیں ہوگی ﴿۱۱﴾ اس دن (ہر ایک کو) تمھارے رب کے سامنے جا کر ٹھہرنا ہوگا ﴿۱۲﴾

قیامت کے دن انسان کہیں گے:

ارے ہے کوئی بھاگنے کی جگہ جہاں بھاگ کر پناہ لے لوں؟ اِس دن کی تکلیف سے بچ جاؤں، میدانِ قیامت کے چاروں طرف فرشتے کھڑے ہوں گے، کوئی بھاگ نہیں سکتا، اللہ اپنی شان دکھلاتے ہیں۔

شامیانہ کا کپڑا کفن بن گیا

''انجار'' میں چادر کی مارکیٹ کے سامنے وہاں کے ہمارے بہت پُرانے دوست نے مجھے بتلایا کہ:

مفتی صاحب! یہاں پر شامیانہ (منڈپ) بندھا ہوا تھا اور غیر مسلموں کے یہاں اجتماعی شادی ہو رہی تھی اور شادیوں میں لوگ کہاں کہاں سے آئے تھے اور پنڈال میں سب اطمینان اور آرام سے بیٹھے ہوئے تھے اور یہ حال ہوا کہ اللہ کی طرف سے ڈیڑھ منٹ کا زلزلہ آیا اور سب لوگ ختم ہو گئے اور جو پنڈال شادیوں کے لیے بنایا گیا تھا اُس کے کپڑے میں ان کی لاشوں کو لپیٹا گیا، پنڈال تھا شادی کا؛ لیکن اللہ تعالیٰ نے اُس کو کفن بنا دیا، وہ قادر خدا ہے، کر کے دکھلاتا ہے اور کہتا ہے:

اے میرے بندو! آنکھیں کھولو، کب تک غفلت میں پڑے رہو گے؟
میں وہ قادر خدا ہوں کہ شادی کی مجلس کو ماتم بنا سکتا ہوں۔
میں وہ خدا ہوں کہ بارات کو جنازہ بنا سکتا ہوں۔

قیامت کے دن رشتے داروں کا حال اور زلزلے کے وقت کا حال

اور آگے قرآن میں اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن رشتے داروں کا حال بتلایا ہے، فرمایا کہ:

يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ۝٣٤ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ ۝٣٥ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ ۝٣٦ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ ۝٣٧

ترجمہ: اس دن انسان اپنے بھائی سے، اور اپنی ماں سے اور اپنے باپ سے، اور اپنی رفیقۂ حیات سے اور اپنی اولاد سے بھاگے گا، ان میں سے ہر شخص کو اس دن ایک فکر لگا ہوگا کہ جو اس کو (دوسروں سے) بے پرواہ کر دے گا۔

یعنی سب ایک دوسرے کو دیکھ کر بھاگیں گے، یہ تو قیامت کے دن ہوگا کہ شوہر بیوی کا نہیں، بیوی شوہر کی نہیں، چاہے دنیا میں ایک دوسرے کی محبت اور ساتھ نہ چھوڑنے کی کتنی بھی قسمیں کھاؤ، چاہے کتنی وفاداری کا پکا عہد کرو؛ لیکن قرآن کہتا ہے اس پر ہمارا ایمان ہے۔

اس زلزلے کے کچھ اثرات ہمارے یہاں سورت اور اس کے اطراف میں بھی محسوس کیے گئے تھے۔

سورت میں ہمارے ایک دوست ہے وہ بتلانے لگے کہ: میرا چھوٹا معصوم دودھ پیتا بچہ کمرے میں سویا ہوا تھا، بیوی گھر کے کام میں مشغول تھی، جب زلزلے کے جھٹکے لگے تو وہ دوست صاحب اپنے فلیٹ سے نکل کر سیڑھی کی طرف بھاگے، نہ بیوی کی فکر، نہ دودھ پیتے معصوم بچے کی فکر، بس خود کی جان بچانے کی فکر میں بھاگے، یہ حال ہے انسان کا، بچہ بستر پر سویا ہوا تھا، ماں ماں ہوتی ہے، ماں نے بچے کو گود میں اٹھایا اور پھر گھر سے نیچے اتری اور پھر اپنے شوہر سے کہا: دیکھو! بچے کی محبت کس میں زیادہ ہے؟ آئندہ سوچ کر بولنا کہ: میرے بیٹے سے مجھے بڑی محبت ہے۔

خدا اس منظر کی ایک جھلک دنیا میں بھی دکھلاتے ہیں کہ میری بڑی قیامت آنے سے پہلے دنیا کا ایک چھوٹا سا منظر بھی دیکھو کہ کیا حال ہے!!!

اولاد کو دینی تعلیم نہ دینے کی نحوست

آج ہم کیا کرتے ہیں، اپنی اولاد کو مال کی محبت سکھلاتے ہیں کہ بیٹا چاہے دین دار ہو کہ نہ ہو؛ لیکن بزنس مین پہلے بنے، بیٹے کو قرآن آئے کہ نہ آئے؛ لیکن

دوکان چلانا سیکھے۔

اب سنو! ایک عجیب واقعہ دوستوں نے ہمیں بتلایا کہ جب زلزلے کے وقت پورے پورے مکانات ٹوٹے، بڑے بڑے شاپنگ سینٹر بھی ٹوٹے، پھر دو تین دن کے بعد جب ہوش آیا اور کچھ مشینیں آئیں اور ملبہ ہٹانا شروع کیا تو اس موقع پر ایک دکان کا عجیب حال بتاتا ہوں:

جب زلزلہ آیا تو وہ صبح کا وقت تھا اور عام طور پر جوان تو اس وقت سوئے ہوئے رہتے ہیں، باپ بے چارے صبح جلدی پہنچ کر کاروبار دکان شروع کرتے ہیں، پھر یہ فرزند صاحب دیر سے اٹھ کر آتے ہیں، یہاں بھی ایسا ہی تھا، زلزلے کے وقت باپ دکان پر بیٹھا ہوا تھا اور بیٹے دوسری جگہ تھے اور باپ اس ملبے میں دب کر مر چکا تھا اور بیٹے بچ گئے تھے۔

جب مشینیں آئیں اور ملبہ ہٹانے لگے تو بیٹے یوں کہنے لگے کہ: پہلے جو ہماری دوکان کا مال دبا ہوا ہے اُس مال کو نکالو، باپ کی لاش کو بعد میں نکالیں گے، وہ تو مر ہی چکا ہے، ابھی جتنا مال سلامت نکلے پہلے اس کو تلاش کرو۔

یہ ہے قرآن کا منظر کہ! باپ بیٹے کا نہیں، بیٹا باپ کا نہیں، اولاد کہہ رہی ہے کہ پہلے مال تلاش کرو، اس کے بعد باپ کی لاش نکالیں گے، وہ تو مر چکا ہے۔

دیکھو میرے بھائیو! انسان اپنی اولاد کے لیے کتنی فکر اور محنت کرتا ہے اور یہ اولاد بس مال ہی کی فکر میں ہیں، باپ کی کوئی فکر نہیں، یہ سب نحوست ہے کہ اولاد کو اللہ تعالیٰ کا دین نہیں سکھایا، دین کا علم نہیں سکھایا؛ اس لیے یہ بس دنیا ہی دنیا کے ہوئے اور

مال کے فکرمند ہوئے۔

بیوی بچوں سے زیادہ اپنے مال کی فکر

احمدآباد میں جب زلزلہ آیا، آپ بھی حیران رہ جاؤگے۔ ایک بہت بڑے سیاسی آدمی جو وزیر کے درجے کے تھے زلزلے میں اس کی نظروں کے سامنے اس کی بیوی دب کر چلّا رہی تھی، جوان لڑکا دبا ہوا چلّا رہا تھا کہ ابا! بچاؤ بچاؤ؛ لیکن وہ یوں کہہ رہا تھا کہ: تم تو دب گئے، اب تو مر ہی جاؤگے، مجھے تو میرے ڈیڑھ کروڑ روپیے جو رکھے ہوئے ہیں اس کی فکر ہے۔

دوستو! دیکھو، عبرت حاصل کرو، بیوی چلّا رہی ہے کہ کاٹھ مال سے مجھے نکالو، بیٹا چلّا رہا ہے؛ لیکن اس کے دل پر ذرّہ برابر بھی اثر نہیں، اس نے ان کو اطمینان سے اپنی آنکھوں کے سامنے مرنے دیا اور پھر اپنے ڈیڑھ کروڑ نکال کر وہاں سے ہٹا، یہ حال ہوتا ہے۔

تہذیب وتمدن کے گہوارے شہر، ماضی بن گئے

وہ شہر جہاں کے کپڑوں کی چھپائی کا کام دنیا بھر میں مشہور، بمبئی کی ریڈی میڈ کپڑوں کی بڑی بڑی دوکانیں کَچھ کے (Henqcgaft) پر چلتی ہے، کہ کَچھ کی ہاتھ سے بنی ہوئی چیزیں خاص کر کپڑے، چادریں بھی بمبئی کی دکانوں کے لیے زینت بن گئیں، آج حال یہ ہے کہ وہ بڑے بڑے شہر جو ڈیڑھ لاکھ، پونے دولاکھ، دودولاکھ کی آبادی والے شہر تھے سب تباہ ہوگئے، اخبار میں لکھتے ہیں کہ: اب تو یوں کہنا پڑے گا

کہ ''انجار'' شہر جو کبھی تھا، ماضی ہو گیا۔

کوئی مجرم گنہگار بچا تو نہیں؟

یہ تو قرآن نے فرمایا:

فَتَرَى الْقَوْمَ فِيهَا صَرْعَىٰ ۙ كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ۝۷

ترجمہ: تم (اگر وہاں ہوتے تو) دیکھتے کہ وہاں لوگ کھجور کے (گرے ہوئے) تنوں کی طرح پڑے ہیں۔

پورے پورے شہر تباہ و برباد، اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آتی ہے:

فَهَلْ تَرَىٰ لَهُمْ مِّنْ بَاقِيَةٍ ۝۸

ارے دیکھو تو سہی! کوئی مجرم گنہگار بچا تو نہیں؟

ہماری پکڑ کو دیکھو ہم کیسے پکڑ کرتے ہیں؟ ہماری شان کو دیکھو، ہماری طاقت کو دیکھو۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَكَذَٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرَىٰ وَهِيَ ظَالِمَةٌ ۚ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ ۝۱۰۲ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْآخِرَةِ ۚ (الھود)

ترجمہ: اور اسی طرح تمھارے رب پکڑ میں لے لیتے ہیں جب بستیوں کو پکڑتے ہیں اور وہ ظلم کرتے ہوتے ہیں، یقیناً اس (اللہ تعالیٰ) کی پکڑ بڑی دردناک ہے، بہت ہی سخت ہے ﴿۱۰۱﴾ یقیناً ان سب (واقعات) میں اس کے لیے بڑی عبرت ہے جو آخرت کے عذاب سے ڈرتا ہو۔

علما بیٹھے ہیں، میں ذمے داری سے قرآن کی آیت کا ترجمہ کر رہا ہوں، میں تو وہاں منظر دیکھ رہا تھا اور قرآن کی آیات سمجھ میں آرہی تھیں، حدیث کی باتیں سمجھ میں آرہی تھیں۔

قرآن کہتا ہے: اللہ کی پکڑ جب کسی شہر اور بستی پر آتی ہے اور اُس شہر کے رہنے والے اللہ کے نافرمان ہوتے ہیں تو اس کی پکڑ خطرناک ہوتی ہے، اس کی پکڑ دردناک ہوتی ہے اور ایسی پکڑ وہ پکڑتا ہے کہ انسان سب چیزوں کو بھول جاتا ہے۔

صرف ایک منٹ کا کھیل

میں آپ کو یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ: بعض مرتبہ حکومت کی طرف سے ڈیمولیشن یعنی عمارت توڑنے کا آرڈر آتا ہے، اس میں بڑی بڑی مشینیں لگاتے ہیں اور کئی کئی دن اور کئی کئی مہینے اس میں لگتے ہیں، کتنے سارے مزدوروں کو لگاتے ہیں، تب ڈیمولیشن ہوتا ہے، اللہ کے یہاں سے جب پکڑ آتی ہے تو ایک منٹ کا کھیل ہوتا ہے اور ایک منٹ کے کھیل میں سیکڑوں عمارتیں، سکنڈوں میں ہزاروں بلڈنگیں ٹوٹ پھوٹ کر ایسے ختم ہو چکی تھیں جیسے کہ مشین سے اس کو توڑا گیا ہو، چھوٹے چھوٹے ٹکڑے اور مٹی کا ڈھیر، بڑی بڑی عمارتیں زمین دوز، کچھ باقی نہیں، ساری چیزیں ختم۔

ایسا زلزلہ کہیں نہیں دیکھا

میں نے لاتور اور عثمان آباد کے زلزلے کے بعد کا منظر بھی اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور کنڈلا میں جو طوفان آیا تھا وہ بھی دیکھا ہے اور اڑیسہ کا سُپر سائکلون بھی

دیکھا ہے اور ابھی ’’کچھ‘‘ کا زلزلہ بھی دیکھا، اللہ کے گھر میں بیٹھ کر اس کی ذات کو حاضر وناظر رکھ کر کہتا ہوں کہ ایسا بھیانک منظر اِن آنکھوں نے کبھی نہیں دیکھا جتنا خطرناک منظر یہاں پر دیکھا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ایک جگہ ارشاد فرمایا:

فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ ﴿۲۹﴾ (الدخان)

ترجمہ: پھر ان لوگوں پر نہ آسمان رویا اور نہ زمین اور نہ ان کو کوئی مہلت (ڈھیل) دی گئی۔

سمجھنے کی بات ہے کہ جب گنہگار بستیوں پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بستی کو ایسے ختم کرتے ہیں ایسے ختم کرتے ہیں کہ لاشوں کے پیچھے نہ کوئی کفن دینے والا، نہ کوئی دفن کرنے والا، نہ کوئی رونے والا، نہ کوئی جنازہ کی نماز پڑھنے والا، نہ کوئی زیارت کا کھانا کھلانے والا ہوتا ہے۔

دوستو! جاکر ’’کچھ‘‘ کی زمین دیکھ لو، اللہ کی پکڑ جب آئی تو آج اس حادثے کے تین ہفتے ہونے آئے؛ لیکن سیکڑوں لاشیں ایسی ہیں کہ آج بھی ملبے کے نیچے دبی ہوئی ہیں، نہ اُن کا کفن ہو رہا ہے، نہ دفن ہو رہا ہے، نہ ان پر کوئی رونے والا ہے، نہ ان کی کوئی جنازہ کی نماز پڑھنے والا ہے، ان کی لاشیں سڑ سڑ کر بدبو مار رہی ہیں، جب ہم ان کی گلیوں میں جاتے ہیں تو ناک پر ہاتھ رکھنا پڑتا ہے، عطر کی خوشبو بھی کمزور ہو جاتی ہے۔

جب خدا کی پکڑ آتی ہے تو خدا ایسے پکڑتا ہے کہ پیچھے کسی کو باقی نہیں رکھتا، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

فَدَمَّرۡنٰهَا تَدۡمِيۡرًا (الفرقان:٣٦)

ترجمہ: ،سو ہم نے ان کو بالکل ہی ہلاک کر دیا ہے۔

قرآن میں فرعون اور اس کی قوم کا حال بتلایا کہ: جب انھوں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی، حضرت موسیٰ کی بات نہیں مانی تو اللہ تعالیٰ نے فرعونیوں کو ایسے ڈبویا ایسے ڈبویا کہ ان کا سونا، چاندی اور اُن کا روپیہ پیسہ دوسرے لوگوں کے ہاتھ میں پہنچ گیا۔

اللہ تعالیٰ قرآن میں ارشاد فرماتے ہیں:

فَاَخۡرَجۡنٰهُمۡ مِّنۡ جَنّٰتٍ وَّعُيُوۡنٍ ۙ﴿۵۷﴾ وَّ كُنُوۡزٍ وَّمَقَامٍ كَرِيۡمٍ ۙ﴿۵۸﴾ كَذٰلِكَ ؕ وَاَوۡرَثۡنٰهَا بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ ؕ﴿۵۹﴾ (الشعراء)

ترجمہ: پھر ہم نے ان کو باغات سے اور چشموں سے اور خزانوں سے اور عمدہ عمدہ مکانوں سے باہر نکال دیا، ہم نے ان کے ساتھ اسی طرح کیا اور ان سب چیزوں کا ہم نے بنو اسرائیل کو مالک بنا دیا۔

بڑے بڑے مال داروں کا حال

آپ حیران رہ جاؤ گے، بھوج شہر میں ایک جگہ ہم پہنچے، اُس شہر میں شادیوں کے موقع پر لڑکیوں کو تولے کے حساب سے نہیں؛ بلکہ کیلو کے حساب سے سونا دیتے ہیں، بہت مال دار قوم، کسی لڑکی کو ایک کیلو سونا، کسی کو دو کیلو سونا، کسی کو تین کیلو سونا، اتنا اتنا سونا شادیوں میں دیا جاتا ہے، سونے چاندی کے مالک، ان کا حال سنو! جن کے یہاں اتنا زیادہ سونا ہوا کرتا تھا اور سونا اور چاندی کی جو بڑی بڑی دکانیں ہوا کرتی تھیں آج اُن دکانوں کا حال یہ ہے کہ وہ ساری کی ساری دوکانیں مٹی میں دب چکی ہیں۔

بعض مخصوص چور لٹیرے جو ایسے مواقع پر چوری اور لوٹ کے ماہر ہوتے ہیں وہ فوری طور پر ایسے مقامات پر پہنچ جاتے ہیں اور ڈاکو جو حفاظت کرنے والوں کے لباس میں ہوتے ہیں اور اپنے آپ کو بتلاتے ہیں کہ ہم حفاظت کرنے والے ہیں؛ لیکن وہ ایک نمبر کے غنڈے ہوتے ہیں، وہ غنڈے وہاں سے لاکھوں کروڑوں روپیوں کی مالیت کا سونا چاندی لے گئے، بہت بڑی بینک۔ جس میں کروڑوں روپیے تھے۔ مٹی میں دبی ہوئی ہے، یہ دیکھ کر قیامت کا منظر سمجھ میں آتا ہے کہ:

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ①

خدا جب زمین کو ہلائیں گے،

وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ②

زمین اپنے بوجھ کو باہر نکالے گی،

وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ③

اور انسان کہے گا کہ یہ زمین کو کیا ہو گیا۔

يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ④ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا ⑤

زمین بولنا شروع کرے گی کہ: اے اللہ! ان بندوں نے میری پیٹھ کے اوپر بیٹھ کر تیری یہ یہ نافرمانی کی، یہ یہ گناہ کیا، تیری یہ یہ غداری کی، ایک ایک گناہ زمین بولنا شروع کرے گی۔

اور جب زمین بولی تو بھیانک آوازیں نکلیں، ہلنا شروع ہوئی تو عالی شان محل قبرستان بن گئے، اونچی اونچی کوٹھیاں قبر بن گئیں، لاکھوں انسان اس کے اندر ختم ہو گئے۔

ایک مسلم خاندان کا حال

انجار میں ایک مسلم خاندان جن کا میں نام نہیں لوں گا، ہمارے ایک دوست نے ہم کو بتلایا کہ کچھ ضلع کے ان علاقوں میں سب سے پہلے دعوت وتبلیغ کا کام کرنے والے یہی لوگ تھے؛ کیوں کہ پورا بدعت سے بھرا ہوا علاقہ تھا، آج سے چالیس پینتالیس سال پہلے دعوت کا کام شروع کیا، اللہ کے دین کی محنت شروع کی، اللہ کی طرف سے برکتوں کا نزول ہوا، اللہ کی مددیں آئیں، اللہ نے خوب مال دیا، جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے دعوت کا کام کرنے پر خوب مال ملا تو وہی مال ان کے لیے گمراہی کا ذریعہ بن گیا، اسی مال کے نشے میں بھٹک گئے اور ایسے بھٹکے کہ آج چالیس سال کے بعد ان کا حال یہ تھا کہ جب گشت کرنے کے لیے جماعت ان کے یہاں پہنچتی تو وہ لوگ ان کو کہتے تھے کہ ’’معاف کرو، ہمارے پاس وقت نہیں ہے‘‘ ہمارے پاس کاروبار کی وجہ سے ٹائم نہیں ہے کہ ہم آپ کی بات سُنیں۔

اللہ کی پکڑ بہت سخت ہے

جب اللہ تعالیٰ کی پکڑ آئی تو اس پورے خاندان کا ایک ایک آدمی اس وقت ختم ہو چکا ہے، کوئی باقی نہیں رہا، مسلمانوں میں صرف اسی خاندان کے لوگ سب سے زیادہ شہید ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: تم میری نافرمانی کروگے تو میں تم کو پکڑوں گا، کہاں تم بھاگ کر جاؤ گے؟

رتنام گاؤں کی حالت

جب ہم واپس آرہے تھے تو ایک بستی سے ہمارا گذر ہوا، اس کا نام ''رتنام'' تھا، ایسا معلوم ہورہا تھا جیسے کہ پورے گاؤں پر ڈیمولیشن ہوا ہو، ایک مکان بھی سلامت نہیں رہا تھا۔

ہمارے کچھ کے دوست ہمارے ساتھ تھے، اُنھوں نے مجھے بتلایا کہ: مفتی صاحب! یہ رتنام گاؤں کا حال دیکھو، اس گاؤں کی حالت یہ تھی کہ زلزلے سے پہلے اس گاؤں میں ایک ایک گھر والوں کے پاس کم سے کم دس دس ٹرک ہوا کرتی تھی، کسی کے یہاں پندرہ، کسی کے یہاں بیس، ٹرانسپورٹ میں سب سے زیادہ کمانے والے یہاں کے لوگ تھے۔

لیکن دوستو! ان آنکھوں نے دیکھا کہ جن کے گھروں پر پندرہ پندرہ، بیس بیس ٹرک ہوا کرتی تھیں آج وہ لوگ راستے پر پلیٹ لے کر کھڑے ہوئے تھے کہ ''ہم کو دوسو گرام چاول اور دوسو گرام آٹا دے کر جاؤ، ایک موم بتی دے دو، ایک ماچس دے کر جاؤ''۔

خدا دکھلانے پر آتا ہے تو دکھلاتا ہے، مال دینے والا بھی میں اور مال چھیننے والا بھی میں، میں وہ خدا ہوں کہ میں تم کو مال دے بھی سکتا ہوں اور جب چاہے تب میں تم کو راستے پر لاکر بھکاری بھی بنا سکتا ہوں۔

اللہ کرسکتا ہے، اللہ اس کا یقین ہمارے دل میں بٹھا دے، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے الارم ہے، کاش کہ ہماری آنکھ کھل جائے!۔

سات سو مکان کی بستی میں ایک مکان بھی نہ بچا

واپسی میں ''سُریندر نگر'' پہنچے، وہاں ہماری ایک جماعت کام کر رہی تھی، اس جماعت کے ساتھیوں نے بتلایا کہ: یہاں سے قریب ایک بہت بڑا گاؤں ہے، سات سو مکان تھے، چار سو مسلمان کے، تین سو غیر مسلم کے، وہاں ایک بھی مکان نہیں بچا، سب ختم ہو گئے۔

اور وہ نوابی گاؤں ہے؛ یعنی پہلے وہاں نواب ہوا کرتے تھے، ہمارے ساتھیوں نے ایک نواب صاحب کا قصہ سنایا، آنکھوں میں آنسو آ گئے:

اے اللہ! تو ہمیں ایسے امتحان سے بچا لینا، ہم تو پندرہویں صدی کے کمزور امتی ہیں۔

ایک نواب صاحب کا عبرت ناک واقعہ

ساتھیوں نے بتلایا کہ: ایک نواب صاحب خوب صورت چہرہ، لمبے آدمی اور ان کی پرسنالیٹی کو دیکھے تو لوگ ڈر جائے، ایسی پرسنالیٹی کا مالک وہ آدمی اپنے بیوی بچوں کے ساتھ رہتا تھا، اس کا ایک بھائی آسٹریلیا میں رہتا ہے، ایک بھائی امریکہ میں رہتا ہے؛ کیوں کہ نوابی خاندان تھا۔

جب ہماری ٹرک وہاں مال لے کر پہنچی اور مال کو نیچے خالی کر رہے تھے تو گاؤں کے غریب لوگ بے چارے مال کو اتارنے کے لیے ٹرک میں چڑھے تو وہ نواب صاحب بھی اپنی بیوی کے ساتھ بوری اٹھا کر مال کو خالی کر رہے تھے اور ساتھیوں

سے یہ کہہ رہے تھے کہ: میرا قصّہ بھی سنو! تم کو بھی کام آئے گا، تم کو بھی عبرت ہوگی اور تم بھی سنبھل جاؤ گے؛ اس لیے میں اپنا قصّہ سناتا ہوں اور نواب صاحب نے کہا کہ:

میں نوسو (900) ایکڑ زمین کا مالک ہوں، نوسوا ایکڑ زمین میں میرے یہاں کھیتی ہوتی تھی، میرے تین محل تھے اور ان محل میں شاہی طرز کا فرنیچر تھا، بہترین پتھر کی عمارت تھی۔

اس نے ہمارے ساتھیوں سے کہا کہ: میں تم کو ساتھ لے جا کر بتلاتا ہوں کہ میرے تین محل کا حال کیا ہے اور لے جا کر دکھلایا کہ تینوں کے تینوں محل کی ایک ایک اینٹ، ایک ایک پتھر الگ ہو چکا تھا، ہمارے ساتھیوں نے کھنڈرات کے اندر جو فرنیچر دیکھا تو شاہی زمانے کا بنا ہوا بہترین فرنیچر ٹوٹ پھوٹ کر جلانے کے قابل ہو چکا تھا۔

اُن نواب صاحب نے روتی ہوئی آنکھوں سے کہا:

بھائیو! خدا نے مجھے تین محل میں بھی رکھا اور آج میری حالت یہ ہے کہ ٹھنڈی سے اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کو بچانے کے لیے میرے پاس ایک ٹاٹ بھی نہیں ہے، تم مجھے کچھ مت دو، مجھے صرف ایک ٹاٹ کا کپڑا دے دو؛ تاکہ میں اس کے ذریعہ سے چھپّر بناؤں اور چھپّر میں میرے بچوں کو ٹھنڈی سے بچالوں۔

اُس نے روتی ہوئی آنکھوں سے کہا کہ:

بھائیو! خدا نے مجھے تین بنگلوں میں بھی رکھا اور اب ایک منٹ میں خدا نے مجھے جھونپڑے میں بھی پہنچادیا، اُس خدا نے مجھے سمجھایا کہ: سمجھ جاؤ، اب بھی وقت ہے توبہ کرلو، معافی مانگ لو، اللہ کے فرماں بردار بن جاؤ، ورنہ مرنے کے بعد تم کو کوئی

بچانے والا نہیں ہوگا۔

یہ اُس مالک کی شان ہے، جو خدا تین محل دے سکتا ہے، جو خدا نو سوا یکڑ زمین دے سکتا ہے، دوستو! وہ خدا جھونپڑے کے لیے ٹاٹ کا بھکاری بھی بنا سکتا ہے، تم کیا سمجھتے ہو، ہماری طاقت کیا ہے، ہماری قوت کیا ہے، ذرا سمجھو، یقین کرو، ہماری بارگاہ میں توبہ واستغفار کرو۔

سائنس کی ترقی محدود ہے

میرے دوستو! سائنس نے بہت ترقی کی، دنیا کہتی ہے کہ انسان چاند پر پہنچ گیا، لوگ اتراتے ہیں؛ لیکن ان سائنٹس سے کوئی کہے کہ ایسی کوئی مشین بناؤ کہ کم از کم ایک گھنٹے پہلے ہی پتہ چلے کہ زلزلہ آنے والا ہے، آج تک نہیں بنا سکے اور ہمارا یقین ہے ان شاء اللہ! قیامت تک نہیں بنا سکتے۔

ہمارے نبی کی بتلائی ہوئی نشانی

میرے نواپور کے مسلمان بھائیو! میں آپ کی خدمت میں عرض کیے ہوئے چلتا ہوں، ہمارے سچّے نبی ﷺ نے آج سے چودہ سو سال پہلے ہمیں ایک مشین بتلا دی کہ زلزلہ کب آتا ہے؟ اور ہمارا ایمان ہے کہ نبی کی فرمائی ہوئی بات کبھی جھوٹی نہیں ہوسکتی ہے، سورج اور چاند کالا ہوسکتا ہے؛ لیکن نبی کی کہی ہوئی بات جھوٹی نہیں ہوسکتی۔

حضورِ پاک ﷺ کے زمانے میں کسی قدر معمولی زلزلہ ہوا، صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا:

اللہ کے رسول! یہ زمین کیوں ہلتی ہے؟ یہ زلزلہ کیوں ہوتا ہے؟

آج مسلمان سائنٹس لوگوں کے پاس علاج پوچھنے جاتا ہے، ارے تو کہاں جاتا ہے! تیرے نبی نے ساری چیزوں کے علاج بتلا دیے، ہمارے نبی نے ایک ایک بات بتلادی کہ زلزلہ کب ہوتا ہے، کیسے ہوتا ہے؟ ہمارے نبی نے ہم کو مشین بتلادی۔

حضرت نبیٔ کریم ﷺ نے بہت پیاری بات فرمائی:

زمین میں اللہ تعالیٰ نے رگ بنائی ہے، جیسے بدن میں رگ ہوتی ہے، خون کے چلنے کی نس ہوتی ہے، ایسے زمین میں اللہ تعالیٰ نے رگیں بنائی ہیں اور جیسے گھوڑے کو لگام پہناتے ہیں، بیل کو لگام پہناتے ہیں، ایسی اللہ تعالیٰ نے زمین کی لگام بنائی ہے۔

حدیث کا خلاصہ بتلا رہا ہوں:

وہ لگام اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ہاتھ میں پکڑائی ہے، فرشتے اس لگام کو پکڑ کے کھڑے ہیں، جب زمین پر گناہ زیادہ ہونے لگتے ہیں، زمین پر اللہ کی نافرمانی ہونے لگتی ہیں، گناہوں کا بوجھ زمین پر بڑھ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُن فرشتوں سے کہتے ہیں کہ: ذرا سا اس لگام کو ہلاؤ؛ چنانچہ وہ فرشتے لگام کو ہلاتے ہیں اور جب وہ لگام ہلتی ہے تو زمین میں زلزلے شروع ہو جاتے ہیں، زمین پھٹنا شروع ہو جاتی ہے۔

تین کاموں کی وجہ سے زلزلے آتے ہیں

حضرت نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا: جب امت میں تین کام ہونے لگیں گے تو اب سمجھنا کہ زلزلہ آنے والا ہے:

(۱) جب زمین پر زناکاری عام ہو جائے گی۔

آج انسان کہاں کہاں منہ کالا کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ مجھے کوئی نہیں دیکھتا،

ارے انسان نہیں سوچتا! اُس خدا کی شان یہ ہے کہ:

لا تأخذہٗ سنۃ ولا نوم

اس خدا کو نہ کبھی اُونگھ آتی ہے اور نہ کبھی نیند آتی ہے۔

وہ خدا ہر حال میں اپنے بندے کو دیکھنے والا ہے، چاہے چھپ کر منہ کالا کرے، چاہے کوئی آدمی جنگل میں منہ کالا کرے، چاہے کوئی آدمی بستی سے دور منہ کالا کرے، کسی فائیو اسٹار ہوٹل میں جا کر میں منہ کالا کرے، انسان یہ سوچتا ہے کہ کسی نے نہیں دیکھا؛ لیکن اللہ کی آنکھ نے اُسے دیکھا، وہ دیکھتا ہے۔

(۲) جب شراب کو لوگ حلال سمجھ کر پینے لگے۔

آج مسلمان بھی شراب کی حالت میں ہوتا ہے۔

(۳) جب ناچ گانا، میوزک عام ہو جائے۔

اللہ کے گھر میں بیٹھے ہو، دل پر ہاتھ رکھ کر فیصلہ کرو کہ کیا امت میں اس وقت یہ تینوں گناہ عام نہیں ہیں؟

جب یہ تین کام ہونے لگے تو ہمارے نبی ﷺ نے اپنی سچی زبان سے فرمایا: تم زلزلے کا انتظار کرنا کہ اللہ کی طرف سے زمین کو ہلایا جائے گا اور تم دھنسا دیے جاؤ گے۔

اس لیے میرے مسلمان بھائیو! یہ کچھ حالات کی جھلک میں نے آپ کے سامنے پیش کی ہے، باقی تو سب دیکھنے کی چیز ہے، انسان اپنی آنکھوں سے دیکھے تو سمجھ میں آئے کہ خدا کی پکڑ کتنی خطرناک ہوتی ہے اور خدا جب پکڑنے پر آتے ہیں تو کتنے خطرناک طریقے سے پکڑتے ہیں؟

آج ہماری حالت

آج ہمارا حال یہ ہے کہ جن مسلمانوں کے گھروں سے قرآن کی تلاوت کی آواز آنی چاہیے، اللہ کے ذکر کی آواز آنی چاہیے، حدیثِ پاک کی آوازیں آنی چاہیے، آج افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان ہی مسلمانوں کے گھروں سے ٹیلی ویژن (tv) کے چلنے کی آواز آتی ہے، فلم کے گانوں کی آواز سُننے کو ملتی ہے تو پھر خدا کا عذاب نہیں آئے گا؟ زلزلہ نہیں آئے گا تو اور کیا ہوگا؟

اس لیے سنبھل جاؤ، اس نئی ملی ہوئی زندگی کو غنیمت سمجھو۔

اللہ کا ہم پر احسان ہوا

دوستو! جس خدا نے ۲۶؍جنوری کو اُس پورے علاقے کو ڈیڑھ منٹ میں ختم کردیا وہ خدا اس بات پر قادر تھا کہ ہمارے پورے علاقے کو وہ ختم کردے؛ لیکن اس کا احسان ہوا، اس کی بڑی مہربانی ہوئی کہ اس نے اپنے فضل وکرم سے ہمیں بچالیا، ورنہ ہم تو اتنے گندے ہیں، اتنے گنہگار ہیں، اتنے بُرے ہیں کہ ہم بھی زمین میں دھنسا دیے جانے کے قابل تھے۔

سچے دل سے توبہ کرو اور اپنے گناہوں کا اقرار کرو، جب بندہ اقرار کرتا ہے تو اللہ کو اس کی توبہ بہت پسند آتی ہے۔

ایک بزرگ کا واقعہ

ایک اللہ والے، بزرگ گھر سے نکل کر جارہے تھے، کسی نے اوپر سے کوڑا

کرکٹ پھینکا، اس کو معلوم نہیں تھا کہ کون گذر رہا ہے، اُس بزرگ کے کپڑے خراب ہو گئے، وہ اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنے لگے:

اے اللہ میرے گناہ تو اس قابل تھے کہ میرے اوپر آسمان سے پتھر برستے؛ لیکن تو نے اپنی مہربانی سے بچالیا، یہ تو کسی نے صرف کوڑا کرکٹ برسایا، اے اللہ تیری مہربانی ہوئی کہ تو نے پتھر نہیں برسائے۔

اللہ نے ہم کو بچالیا

میرے دوستو! ہمارے گناہ اتنے ہیں کہ ہم ''کچھ'' والوں سے بھی زیادہ عذاب کے حق دار ہیں؛ لیکن اس کی مہربانی ہے کہ اس نے ہمیں بچالیا؛ اس لیے آج اس مجلس ہی میں یہ طے کر کے اُٹھو، ارادہ کر کے جاؤ کہ اللہ کی طرف سے یہ جو الارم بجا ہے، اس گھنٹی کو ہم اپنی زندگی کے لیے غنیمت سمجھیں گے اور آج ہی سے پکا وعدہ کرو، وعدہ کرنا ہے اللہ کی ذات سے کہ:

اے مالک! اب جان تو دے سکتا ہوں، بھوکا رہ سکتا ہوں، پیاسا رہ سکتا ہوں؛ لیکن آج کے بعد میں تیری نافرمانی نہیں کرسکتا۔

اے مالک! میں تجھے ناراض نہیں کرسکتا۔

اے اللہ! آج میں تجھ سے وعدہ کرتا ہوں کہ جن چیزوں سے تیرا عذاب اُترتا ہے اُن چیزوں سے میں اپنے گھر کو پاک کر کے چھوڑوں گا، اللہ ہمارے ساتھ عافیت کا معاملہ فرماوے، علامہ رومیؒ کا شعر یاد رکھو:

توبہ کردم حقیقت باخدا	نہ شکنم تا جاں شود از تن جدا

ترجمہ: میں نے خدا سے سچی توبہ کرلی، میں اس توبہ کو نہیں توڑوں گا یہاں تک کہ جان بدن سے نکل جائے۔

ٹی وی اللہ کے عذاب کو دعوت دینے والی چیز ہے

آج ہم کسی کو سمجھائیں کہ: بھائی! یہ ٹی وی اللہ کے عذاب کو دعوت دینے والی چیز ہے، تو ہمارے بھائی ہنس کر نکال دیتے ہیں کہ مولویوں کو یہی آتا ہے۔

لیکن یاد رکھو میرے دوستو! جس کے گھر میں ٹی وی ہے اس کے گھر میں جہنم کی آگ ہے۔

جس کے گھر میں ٹیلیویژن ہے اس کے گھر میں شیطان ہے۔

جس کے گھر میں ٹیلیویژن ہے اس گھر پر خدا کا عذاب ہے۔

اس لیے اس ملعون چیز کو اپنے گھر سے نکالو، یہ دیکھنے کے قابل چیز نہیں۔

حضرت مولانا شاہ ابرار الحق ہردوئیؒ فرماتے تھے: یہ ٹی وی سانپوں کا پٹارہ ہے، مرنے کے بعد اس کو سانپ نظر آویں گے۔

ٹی وی پر جو فلمیں اور گندی چیزیں آتی ہیں ان سے عقائد اور اعمال خراب ہوتے ہیں۔

قابلِ مبارک باد مسلمان

مبارک بادی کے قابل ہیں سورت اور احمد آباد کے وہ مسلمان جنھوں نے اس زلزلے کے بعد سیکڑوں کی تعداد میں اپنی اپنی ٹیویوں کو آگ لگا دی، اللہ ہمیں بھی توفیق عطا فرمائے۔

ابھی آنکھ کھولو، جس نے اپنی آنکھ نہیں کھولی تو یاد رکھو! قبر میں جہنم کی آگ ان کی آنکھ کھولے گی، ابھی موقع ہے، اپنی زندگیوں کو چینج کرو، اللہ کی نافرمانی سے توبہ کرو، اللہ کو ناراض کرنے والے کاموں سے اپنے آپ کو بچاؤ۔

اللہ کی فرماں برداری پر حفاظتِ خداوندی کے چند واقعات

پہلا واقعہ

یاد رکھو! جو اللہ کی مرضی کے مطابق زندگی گزارتا ہے اللہ ان کو ایسے بچاتے ہیں کہ عقل حیران رہ جاتی ہے۔

جہاں پر ہمارا کیمپ تھا وہاں ہمارے بہت پُرانے دوست ڈاکٹر مالی صاحب جن کو میں برسوں سے جانتا ہوں، ہے تو ڈاکٹر؛ لیکن ماشاءاللہ! جنھوں نے دیکھا ہے ان سے پوچھو کہ چہرے پر سنت کے مطابق داڑھی ہے۔

ان ڈاکٹر صاحب نے بات بات میں مجھ سے کہا کہ: مولوی صاحب! میں نے زندگی بھر کبھی بدن پر شرٹ، پینٹ نہیں پہنا۔

کتنے اچھے ڈاکٹر ہیں! ان کے دو بیٹے بھی ڈاکٹر ہیں؛ لیکن دونوں بیٹوں کو دیکھو تو ماشاءاللہ! سنت کے مطابق داڑھی ہے، کرتا اور ازار پہنتے ہیں اور ان کے یہاں ہر سال سانس کا کیمپ ہوتا ہے، سیکڑوں لوگ ان کے کیمپ میں جاتے ہیں۔

ڈاکٹر مالی صاحب کی ڈسپینسری کا علاقہ جب ہم دیکھنے کے لیے گئے تو وہ پورا علاقہ کھنڈر بنا ہوا تھا، آپ یقین نہیں کر سکتے کہ اس علاقے میں کوئی آدمی بچا بھی ہوگا۔

میں نے کہا: ڈاکٹر صاحب! زلزلے کے وقت آپ کہاں تھے؟

انھوں نے کہا: میں صبح اپنے دواخانے پہنچا، ابھی میں نے اس کو کھولا ہی تھا کہ زلزلہ شروع ہوگیا، میں نے اپنی آنکھوں کے سامنے بڑی بڑی عمارتوں کو گرتے ہوئے دیکھا، ہزاروں انسانوں کو مرتے ہوئے دیکھا، میں اور میرے دونوں بیٹے ایک دوسرے کے گلے لگ گئے، ہمیں بھی یقین تھا کہ ابھی یہ دیوار ٹوٹے گی ہم بھی دب جائیں گے، ابھی موت کا فرشتہ آئے گا اور ہماری روح نکالے گا، ہم اللہ اللہ کر رہے تھے، اللہ کا نام لے رہے تھے؛ لیکن زلزلہ ختم ہوگیا اور ہمارے بدن پر ایک معمولی زخم بھی نہیں آیا، اللہ نے حفاظت فرمائی۔

دوستو! وہ بچانے پر آتا ہے تو اپنے بندوں کو ہزاروں انسانوں کے بیچ میں بچا لیتا ہے، جو اس کی مان کر زندگی گزارتے ہیں ان کی عجیب طریقے پر حفاظت فرماتا ہے۔

حفاظتِ خداوندی کا دوسرا واقعہ

جب ہم نے انجار کے متعلق اخباری بیان پڑھا کہ انجار تو پورا ختم ہو چکا ہے تو میرے دل میں سب سے پہلے جھٹکا لگا کہ انجار کے میرے بہت پُرانے دوست ''حاجی نور محمد رایما صاحب''، جو پورے کَچھ ضلع میں ایک بہت زبردست دینی ملی خادم ہے۔

میں نے سوچا کہ ہمارے دوست کا کیا حال ہوا ہوگا؟ کیا اپنی پوری فیمیلی کے ساتھ شہید ہو چکے ہوں گے؟

لیکن اس وقت میرے دل میں یقین تھا کہ یہ شخص جس نے اپنی پوری زندگی اللہ کے بندوں کی خدمت میں گزاری ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو ضرور بچایا ہوگا۔

چار دن میں پریشان رہا، جب ہماری ٹیم کا سب سے پہلا فون آیا تو میں نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا کہ: ہمارے نور محمد بھائی کا کیا حال ہے؟

انھوں نے کہا کہ: لیجیے میں تمھیں فون دیتا ہوں، آپ ان سے بات کر لیجیے۔

میں نے کہا: الحمد للہ! اے اللہ تیری کیا شان ہے کہ جو بندے تیرے وفادار ہوتے ہیں تو ان کو کیسے بچاتا ہے۔

جب ملاقات ہوئی تو میں نے ہنستے ہنستے کہا کہ: نور بھائی! میں نے تو آپ کے لیے ایصالِ ثواب بھی کر لیا تھا۔

وہ مجھے کہنے لگے: مفتی صاحب! جب زلزلہ شروع ہوا تو وہ اتنا خطرناک تھا کہ زمین پہلے گول گول پھری، پھر اوپر نیچے ہوئی، پھر اِدھر اُدھر ہوئی، میں اپنے گھر میں دو تین مرتبہ گر گیا، اذان کی آواز دے رہا تھا اور ساری کی ساری عمارتیں ٹوٹ رہی تھیں؛ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے اپنی فیملی کے ساتھ بالکل صحیح وسلامت رکھا، کوئی آنچ بھی نہیں آئی۔

میرے دوستو! جو اللہ کا ہوتا ہے اللہ اس کو بچاتے ہیں، اُس مالک کی شان!

حفاظتِ خداوندی کا تیسرا واقعہ

جس بھوج شہر میں بڑی بڑی مسجدیں تباہ وبرباد ہوگئیں، اس بھوج شہر میں ہمارا ایک دار العلوم چلتا ہے، اس دار العلوم کی شوریٰ کا میں رکن بھی ہوں، مجھے فکر ہوئی کہ معصوم معصوم بچوں کا کیا حال ہوا ہوگا؟ میں ہر سال بچوں کا امتحان لینے کے لیے جاتا ہوں، جلسے میں بھی جاتا ہوں، بار بار کوشش کر رہا تھا کہ فون سے رابطہ ہو جائے؛ لیکن نہ ہو سکا۔

جب ہماری ٹیم سے پہلا رابطہ ہوا تو میں نے پوچھا کہ ہمارے بھوج مدرسے کا اور معصوم بچوں کا کیا حال ہے؟

انھوں نے بتایا کہ: مفتی صاحب! دارالعلوم کی جس مسجد میں کام چل رہا تھا اس مسجد کا کافی حصہ زلزلے میں شہید ہوا؛ لیکن اللہ کے فضل وکرم سے تقریباً ڈیڑھ سو (150) طلبہ میں سے ایک بچے کو معمولی چوٹ بھی نہیں آئی، ہر طالب علم کو اللہ تعالیٰ نے بچالیا۔

پھر میں نے پوچھا: اساتذہ اوراسٹاف کا کیا حال ہے؟

انھوں نے کہا: اساتذہ بھی سب سلامت ہیں، صرف ایک مولانا صاحب کی بیوی کی انگلی میں معمولی سی خراش آئی ہے۔

جب میں مدرسے میں گیا اوراسٹاف کواٹر کا منظر دیکھا، آج بھی وہ کوارٹر موجود ہے، آپ جاکر دیکھ لیں، وہ اس طریقے سے ٹوٹا ہوا ہے کہ آپ یقین نہیں کر سکتے کہ اس میں کوئی بچا ہوگا؛ لیکن چار پانچ فیمیلی اس میں رہتی تھیں، اس میں ایک عورت کو انگلی پر معمولی سا لگا ہے، باقی کسی کو کچھ نہیں ہوا، اللہ نے اپنی شان سے بچالیا، جو اللہ کا ہوتا ہے اللہ اس کو بچاتے ہیں، اللہ ان کی حفاظت فرماتے ہیں۔

حفاظتِ خداوندی کا چوتھا عجیب واقعہ

اکیس دن کی بچی چار دن کے بعد ملبے کے نیچے سے زندہ نکلی

آپ حیران رہ جاؤ گے میرے نواپور کے مسلمان بھائیو! ایک عجیب قصہ ہوا جو اخباروں میں بھی آچکا ہے، وہ عجیب قصہ یہ ہوا کہ جمعہ کے دن زلزلہ آیا، چار دن کے

بعد پیر کے دن ایک جگہ ملبہ ہٹاتے ہٹاتے جب نیچے پہنچے تو ایک عجیب منظر دیکھا کہ: ایک اکیس دن کی چھوٹی سی دودھ پیتی بچی اپنی امی کے پاس ہے، ماں ملبے کے نیچے شہید ہو چکی تھی؛ لیکن اس کے بازو میں شیر خوار معصوم اکیس روز کی بچی چار دن کے بعد بھی زندہ تھی اور اس کا رزق کہاں سے اللہ نے پہنچایا؟

اللہ اکبر! رزق کا پہنچانے والا خدا ہے جو نو مہینے ماں کے پیٹ میں بھوکا نہیں مارتا، اُس خدا نے کیسے رزق پہنچایا کہ اس کی ماں کو سر پر پتھر لگا تھا تو پیشانی سے خون قطرہ قطرہ ٹپک رہا تھا اور وہ قطرہ قطرہ خون بچی کے منہ میں جاتا اور اُسی خون سے اللہ نے اس کو زندہ رکھا، اللہ چاہتا تو خون کا فوارہ نکلتا اور تھوڑی دیر میں خون ختم ہو جاتا؛ لیکن اللہ کو زندہ رکھنا تھا تو وہ خون قطرے قطرے گرتا رہا اور وہ بچی اپنی ماں کے خون کے سہارے چار دن تک زندہ رہی اور اب تک وہ بچی ماشاءاللہ سلامت ہے۔

مالک کی شان! بچانے پر آتا ہے تو اکیس دن کی بچی کو بچاتا ہے اور جب پکڑنے پر آتا ہے تو ہزاروں انسانوں کو ایک سیکنڈ میں ختم کر دیتا ہے، اس کی ذات سے ڈرو، وہ قادرِ مطلق خدا ہے، وہ بڑی شان والا خدا ہے۔

نافرمانی سے لوٹ جاؤ

وہ خدا یوں کہتا ہے کہ: اے میرے بندو! بہت ہو چکے تمھارے گناہ، بہت ہو چکی تمھاری نافرمانیاں، اب ان منظروں کو دیکھ کر ذرا سُدھر جاؤ، ذرا توبہ کرو، اللہ کی بارگاہ میں معافی مانگو، استغفار کرو، میں وہ کریم خدا ہوں، وہ رحیم خدا ہوں کہ میرے دربار میں جب کوئی معافی مانگنے کے لیے آتا ہے تو پوری زندگی زنا میں گزارنے والی

عورت کو میں جنتی بنا سکتا ہوں، میں اتنا مہربان خدا ہوں۔

آج سے سنبھل جاؤ، توبہ کرو، استغفار کرو، اپنی آنکھوں سے آنسو بہاؤ اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آؤ، وہ تمھارے گناہ کو معاف کردیں گے۔

اس لیے دوستو! یہ اللہ کی طرف سے الارم ہے، اللہ تعالیٰ نے گھنٹی بجائی ہے، خدا کرے یہ گھنٹی ہماری نیند کو ختم کرنے والی بنے، ہم اپنے گناہ کی نیند کو ختم کریں، غفلت کی نیند کو ختم کریں اور اللہ کی مرضی کے مطابق زندگی گزارنے والے بنیں۔

ایک عجیب منظر دیکھا جمعہ کو زلزلہ آیا اور اتوار کے دن ہم ''دمن'' ایک نکاح میں گئے تھے، فجر کی اذان کے بعد ہم مسجد میں پہنچے، وضو کر کے ہم اوپر گئے تو مسجد سے دیکھا کہ پورے محلہ کے لوگ باہر ہیں، مرد، عورت، بوڑھے، بچے سب گلیوں میں کھڑے ہیں، رات کو سونے کے جو کپڑے ہوتے ہیں اسی میں لوگ گھر سے باہر نکلے ہیں۔

ہم نے پوچھا: یہ سب گلیوں میں کیوں کھڑے ہیں؟ کسی کا انتقال ہو گیا ہے۔

تو کہا: مفتی صاحب! ابھی ایک چھوٹا سا جھٹکا آیا تھا، اس جھٹکے کی وجہ سے سارے لوگ نیند سے اُٹھ کر باہر نکل گئے۔

میں نے کہا: اے اللہ! اس امت کو صحیح سمجھ عطا فرما کہ ایک معمولی جھٹکے سے یہ لوگ صبح کے وقت ٹھنڈی میں گھر سے باہر نکل گئے، روزانہ فجر کے وقت اللہ کا مؤذن آواز دیتا ہے: اے بندو! تم موت کے جھٹکے سے بچنے کے لیے فجر کی نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں آؤ؛ لیکن اللہ کے بندے بستر میں پڑے رہتے ہیں۔

نوٹ: زلزلے کے بعد کئی روز تک پورے علاقے میں دور دراز تک چھوٹے

چھوٹے جھٹکے محسوس ہوتے رہتے تھے۔

اے بندو! سنبھل جاؤ، موت کا جھٹکا آنے سے پہلے خدا کے گھر میں آجاؤ، اللہ ہمیں سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے، ان حالات کو دیکھو توبہ کرو، بہت ہو چکا، بہت گناہ کر چکے، بہت نافرمانی کر چکے، یہ اللہ کی طرف سے ہمارے لیے الارم ہے۔

اللہ مجھے بھی توفیق عطا فرمائے، آپ سب کو بھی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

وأخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين

دعا

درود شریف پڑھو، دعا کرتے ہیں:

الحمد لله رب العالمین، سبحان اللّٰہ وبحمده سبحان اللّٰہ العظیم، سبحان اللّٰہ وبحمده سبحان اللّٰہ العظیم،

اللّٰھم صل علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ اٰل سیدنا ومولانا محمد کما تحب وترضیٰ، عدد ما تحب وترضیٰ یا کریم۔

اے اللہ! اے ارحم الراحمین خدا! اے اللہ تو ہم سب کے گناہوں کو معاف فرما دے۔

اے اللہ! ہم مجرم ہیں، ہم خطا کار ہیں۔

اے اللہ! ساری زندگی تیری نافرمانی میں گزاری ہے۔

اے اللہ! زندگی میں ایک دن بھی ایسا نہیں گذرا جس دن ہم نے گناہ نہ کیے ہوں۔

اے اللہ! ہم گناہ کرتے ہیں، ہر رات گناہ کرتے ہیں، ہر وقت تیری نافرمانی کرتے ہیں۔ اے اللہ! تو معاف فرما دے تو معاف فرما دے، اے اللہ! معاف فرما دے، اے اللہ! معاف فرما دے۔

اے کریم خدا! زلزلے سے حفاظت فرمالے۔

اے اللہ! تو وہ خدا ہے جو سیکنڈوں کے اندر ہزاروں انسانوں کو ختم کر سکتا ہے۔

اے اللہ! ہم کمزور ہیں، تیری پکڑ کو ہم برداشت نہیں کر سکتے۔

اے اللہ! تو عذاب کا معاملہ نہ فرما، پکڑ کا معاملہ نہ فرما۔

اے اللہ! تو معافی کا معاملہ فرما۔

اے اللہ! وہ گناہ جس کی وجہ سے تیرا عذاب زمین پر اُترتا ہے ان تمام گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرما۔

اے اللہ! جن نیکیوں کی وجہ سے تیری رحمت برستی ہے ان نیکیوں کی توفیق عطا فرما۔

اے اللہ! اے اللہ! اے اللہ! آج اس مبارک مجلس میں بھیک مانگتے ہیں تو ہمارے گھروں سے ٹی وی کو نکال دے۔

اے اللہ! اس کی محبت کو ہمارے دل سے نکال دے۔

اے اللہ! ہم بار بار سُنتے ہیں؛ لیکن ٹی وی کے بغیر ہمیں چین نہیں پڑتا۔

اے اللہ! ٹی وی سے نفرت عطا فرما۔

اے اللہ! اے اللہ! تو ٹی وی سے مسلمانوں کے گھروں کو پاک کر دے۔

اے اللہ! تو شیطان کو ہمارے گھروں سے نکال دے۔

اے اللہ! غیبت سے حفاظت فرما۔

اے اللہ! زنا سے حفاظت فرما۔

اے اللہ! شراب سے حفاظت فرما۔

اے اللہ! سود سے حفاظت فرما۔

اے اللہ! تیری نافرمانی سے حفاظت فرما۔

اے اللہ! ہم گندے ہیں، بُرے ہیں، گنہگار ہیں، خطا کار ہیں، مجرم ہیں، جیسے بھی ہیں تیرے بندے ہیں، تیرے پیدا کیے ہوئے ہیں، تیری نبی کی امت سے ہے۔اے کریم خدا! اے رحیم خدا! ہماری دعا کو محض اپنے فضل سے قبول فرما، آمین۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم، وتب علینا انک انت التواب الرحیم۔

''نورانی مکاتب'' کے مقاصد

(١) چھوٹے چھوٹے دیہات جہاں مسلمانوں کے چند ہی مکانات ہوں اور نماز تعلیم کا کوئی نظم نہ ہو، وہاں نماز اور تعلیم کا نظم کرنا۔

(٢) شہروں کی کالونیوں اور جھونپڑوں میں بسنے والے غریب مسلمانوں اور ان کی اولاد میں دینی تعلیم اور نماز کی فکر کرنا۔

(٣) مرتد یا مرتد جیسے دین سے دور مسلمانوں میں دین اور ایمان بچانے کی فکر کرنا۔

(٤) جہاں کہیں مکتب، مسجد یا عبادت خانہ نہیں ہے، وہاں اُس کے قیام کی فکر کرنا۔

(٥) پہلے سے جاری مکاتب میں تعلیم و تربیت کی ترقی کے لیے کوشش کرنا۔

(٦) مکتب کے معلمین کی تربیت کے لیے قیام و طعام کا نظم کرنا۔

(٧) انوکھا، آسان عام فہم، قابلِ دید و قابلِ ترویج طریقۂ تعلیم و تربیت کو امت کی خدمت میں پیش کرنا۔

(٨) یتامیٰ، بیوگان کی خدمات اور غریب علما اور مسلمانوں کی طبی خدمات اور غریب لڑکے لڑکیوں کی شادی میں معاونت۔

(٩) شعبۂ نشر و اشاعت کے ماتحت اردو، ہندی، گجراتی، انگریزی زبانوں میں چھوٹی بڑی کتابیں، رسائل اور پمفلٹ شائع کروانا۔

اِس وقت اکابر کے مشورہ سے پورے گجرات میں یہ خدمات کا سلسلہ جاری ہے، آپ بھی اِس مبارک سلسلے میں شامل ہو سکتے ہیں۔ مزید تفاصیل ہماری ویب سائٹ (www.nooranimakatid.com) پر ملاحظہ فرمائیں۔